



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَخُوفُوا مَعَ الصُّدُوقِ

اہلحدیث نام کے بدعت ہونے پر پہلی تحقیقی کتاب مع اضافات

تحقیق اہلحدیث

وہابیوں کے اعتراضات کے مسکت جوابات

اور خانہ تلاشی

از افادات:

پیش قدم علامہ ابو عبد اللہ محمد صادق صاحب مدظلہ العالی

مرتبہ: محمد حفیظ نیازی صاحب



ناشر: مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ



اولین پیشوائے اہلحدیث: محمد بن عبدالوہاب نجدی

جالی پیرائش: دہر

حروف نجد

نجد کا ”نون“ ہے جو نار کی علامت ہے
نجد کی ”جیم“ جہنم سے ہی عبارت ہے
نجد کی ”دال“ بھی دوزخ پہ ہی دلالت ہے
نجد سراپائے خباثت و فحالت ہے
حروف نجدیہ کہتے ہیں نجدی طبقہ میں
ناریوں کی شقاوت ہے یا ضلالت ہے

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب :	پاسبان مسلک رضا مولانا الحاج ابو داؤد محمد صادق صاحب
مرتبہ :	محمد حفیظ نیازی
بار :	چہارم ۱۴۱۵ھ
ناشر :	مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ
قیمت :	
واحد تقسیم کار :	سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ ۱۵۰A قائد اعظم مارکیٹ ڈھکوت روڈ فیصل آباد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

حرفِ اول۔ غیر مقلدین وہابیہ جو اہل سنت و جماعت کے خلاف خواہ شور و شر کرتے اور اہل سنت کے معمولات خیر و مباحات کو شرک و بدعت کا نشانہ بناتے رہتے تھے اہل سنت کے ایک ہی سوال میں ایسے الجھے ہیں کہ بیچاروں کو کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا۔ اور آئے بھی کیسے جبکہ اس سوال نے ان کے گرد ہی نام و خود ساختہ ”اہلحدیث“ (وہابی) مذہب کا وجود تک خطرہ میں ڈال دیا ہے۔

سوال صرف اتنا تھا کہ ”اہلحدیث وہابی اپنے ہی اصول کے مطابق صحیح حدیث سے اپنے فرقہ کا اہلحدیث کہلانا ثابت کریں ورنہ اس بے ثبوت و بدعتی نام اور خود ساختہ مذہب سے تائب ہو جائیں“۔ بات سیدھی سی تھی کہ وہ اپنے ہی مقررہ اصول کے مطابق اپنا اہلحدیث کہلانا ثابت کر دیتے یا اہل سنت پر نشانہ بازی سے باز آ جاتے۔ مگر بمصداق ”وہابی آں باشد کہ چپ نشود“۔ وہابی اصل موضوع پر تو گفتگو نہ کر سکے اور سر اسر غلط بحث غیر متعلق و عامیانہ گفتگو اور خلاف موضوع امور میں الجھ کر رہ گئے۔

یہ معاملہ حکیم محمد درویش اسماعیل گوجرانوالہ سے شروع ہوا۔ مگر وہ پہلے تو منظر عام پر نہ آئے اور ان کی بجائے قاری سیف اللہ نے اشتہار شائع کر دیا جس سے وہ مزید الجھ گئے۔ چنانچہ اہل سنت کے جواب میں ان کی بے بسی ان کے پمفلٹ نام نہاد ”چیلنج“ سے ظاہر ہے۔ دریں اثنا حکیم محمود بھی ایک دو ورق پمفلٹ کے ذریعے نمودار ہو گئے۔ لیکن اصل سوال اور موضوع کے مطابق انہوں نے صرف ایک روایت پیش کی جس کا جواب اہلسنت اپنے پہلے اشتہار ہی میں دے چکے ہیں کہ اس کا تعلق علماء و طلبائے حدیث سے ہے نہ کہ موجودہ غیر مقلدین اہلحدیث سے۔

لفظ اہلحدیث۔ وہابی، متقدمین کی کتب میں بعض مقامات پر لفظ اہلحدیث سے سادہ لوح عوام کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اہلحدیث وہابیوں سے پہلے جہاں بھی اہلحدیث کا لفظ آیا ہے وہاں علم حدیث کے ماہرین، محدثین اور علماء طلبائے حدیث مراد ہیں نہ کہ موجودہ ہر ایرا غیر انتھو خیرا۔ نام نہاد اہلحدیث وہابی۔

لطیفہ۔ موجودہ نام نہاد اہلحدیث خصوصاً ان پڑھ جاہل وہابیوں کا اہلحدیث کہلانا ایسا ہی ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے ”پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل“۔ اور پڑھی نہ پابن پیٹھی اولیا“۔ چنانچہ قاری سیف اللہ نے تو جی کج ”اہلحدیث“ کہلاتے کہلاتے وہابیوں کو ولایت کے درجہ پر پہنچا دیا ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ لکھتے ہیں: ”اگر اہلحدیث ولی نہیں تو پھر اس زمین میں کوئی ولی نہیں۔“ (چیلنج ص ۷)

چلو چھٹی ہوئی۔ پہلے تو ہر ایرا غیر انتھو خیرا، شیخ، بڑا زقنی، حلوائی، کوچوان اور گنڈیری فروش خود ساختہ اہلحدیث بنا تھا، اب قاری سیف اللہ نے انہیں ولایت کا شوقیلیٹ بھی جاری کر دیا ہے۔ اور ولایت بھی ایسی کہ اگر یہ نام نہاد اہلحدیث وہابی ولی نہیں تو دنیا میں کوئی بھی ولی نہیں۔ ع

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ یو العجی است!

غیر مقلدین۔ کی دنیا بھی عجیب ہے کہ اگر انکار کریں تو بڑے سے بڑے اولیائے کرام علیہم الرضوان کی مسلمہ شان ولایت کا بھی انکار کر دیں۔ اور اگر ماننے پر آئیں تو ہر فاسق، فاجر، بے نماز تارک الجماعت، داڑھی منڈانے، کترانے والے، اور ٹیلیوژن سے دل بہلانے والے وہابی کو بھی درجہ ولایت پر پہنچا دیں۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

صیاد اپنے جال میں۔ قاری سیف اللہ نے ”اہلحدیث کی ولایت“ کا حوالہ امام

خلیل بن احمد سے نقل کیا، اور یہ حوالہ دراصل ہماری تائید میں ہے جسے قاری صاحب نادانی سے اپنے حق میں سمجھ رہے ہیں۔ اس لئے کہ موجودہ ہر نام نہاد اہلحدیث وہابی کی ولایت کا کوئی بھی قائل نہیں ہو سکتا۔ خود قاری صاحب ہماری مذکورہ تفصیل کے بعد پچھتا تئیں گے کہ میں نے بلاسوچے سمجھے جلد بازی میں ایسا کیوں لکھ دیا ہے۔ لہذا امام خلیل بن احمد کے قول کا مصداق لامحالہ علمائے اہل سنت و محدثین اُمت ہی ہوں گے (نہ کہ موجودہ اہلحدیث وہابی)۔ جیسا کہ ملا علی قاری عبیدرحمۃ الباری نے بھی نقل فرمایا ہے کہ ان کان العلماء لیسوا باولیاء فلیس للہ ولی۔ یعنی اگر علماء اولیاء نہیں، تو پھر کوئی اللہ کا ولی نہیں۔ نیز فرماتے ہیں: الاولیاء ہم العلماء العاملون ”باعمل علمائے کرام ہی اولیاء اللہ ہیں۔“ (مرقات ج ۵ ص ۱۰۳) معلوم ہوا کہ امام خلیل بن احمد اور ملا علی قاری کے قول کی حقیقت ایک ہی ہے کہ علمائے عالمین و محدثین کرام، اولیاء عظام ہیں۔ اور متقدمین کے ہاں اہل حدیث سے یہی حضرات مراد ہیں، نہ کہ موجودہ نام نہاد اہلحدیث وہابی۔ وہابیوں کا اہلحدیث کہلانا اور ہر آن پڑھ جاہل وہابی کو ولی قرار دینا سراسر چوری و سینہ زوری اور عقل و خرد سے محروم غیر مقلدین کی نادانی ہے۔

پاپوش سے لگائی کرن آفتاب کی

نجدی نے جو بھی بات کی بس وہیات کی

المسمر کی شہادت۔ وہابی مکتب فکر کا ترجمان ہفت روزہ ”المسمر“ رقمطراز ہے کہ ”اہلحدیث (مراد محدثین ہیں جو اس لفظ کا صحیح منطوق ہیں۔، ہلفظ) وہ ہوتا تھا جو کتاب و حدیث و تاریخ تینوں میں مہارت۔، تقویٰ میں امتیاز کے ساتھ ساتھ دوسروں سے زیادہ جری صاحب الرائے اور مخلص ہو۔“ (ہفت روزہ المسمر لاہور ۶۲/۱۶/۲۰۱۶)

خالد گر جا کھی کی شہادت۔ گوجرانولہ کے مشہور وہابی مولوی خالد گر جا کھی نے جو

کتاب ”فضائل اہلحدیث“ شائع کی ہے یہ کتاب بھی ہمارے اس دعوے کی دلیل ہے کہ ”اہلحدیث“ سے مراد محدثین و علمائے حدیث ہیں نہ کہ موجودہ نام نہاد اہلحدیث وہابی۔ اس کتاب و لفظ اہلحدیث کو اہلحدیث وہابیوں پر چسپاں کرنا سراسر ظلم، جھوٹ اور چوری سینہ زوری ہے۔ چنانچہ اسی کتاب میں مذکور ہے کہ:-

”مجتہد و قسم کے ہیں تیسری کوئی قسم نہیں۔ اہلحدیث اور اہل رائے“۔ صفحہ ۳

”اہلحدیث اور علم حدیث کے جانتے والے اللہ تعالیٰ کے امانتدار اور اس کے نبی کی سنتوں کے محافظ ہیں“۔ صفحہ ۳۴۔

”اہلحدیث ہی نجات پانے والے ہیں۔ اگر وہ (علم حدیث کے بعد) حدیث پر عامل بھی ہو جائیں اور اس امانت کی پوری ادائیگی (تبلیغ) کریں“۔ فضائل اہلحدیث صفحہ ۵۲

کیا اب بھی کسی کو شک ہے کہ اصلی اہلحدیث حضرات علماء کرام مجتہدین و محدثین عظام ہیں۔ اور وہابیہ کا اہلحدیث کہلانا سراسر نقلی، جعلی اور مصنوعی ہے۔

ضروری و ضاحت۔ حضرات فقہاء و مفسرین و صوفیاء کی طرح علمائے حدیث و محدثین بھی اہل سنت و جماعت ہی کا ایک حصہ و طبقہ ہیں۔ متقدمین کے ہاں بعض مقامات پر ”مذہب اہلحدیث“ کا لفظ اسی علمی و تحقیقی لحاظ سے ہے لہذا یہ لفظ اہل سنت کا مخالف نہیں ہے۔ اس لئے کہ تمام حضرات، اصول و عقائد کے لحاظ سے اہل سنت و جماعت ہیں۔ اس کے برعکس وہابیوں کا اہلحدیث کہلانا اہل سنت کا مقابل و مخالف ہے۔ اس لئے کہ ان لوگوں نے مذہب حق سے بغاوت کر کے اہل سنت سے خارج ہو کر ان کے مقابلہ میں ”اہلحدیث“ کہلانا شروع کر دیا ہے۔

اہلحدیث وہابیہ کی تاریخ۔ ارب رہایہ امر کہ وہابی اہلحدیث کیوں بنے ہیں اور

انہوں نے کب سے اہلحدیث کہلانا شروع کیا ہے؟ تو اس کے متعلق مندرجہ ذیل تصریحات ملاحظہ ہوں:-

۱۔ مفت روزہ ”اہلحدیث“ سوہدرہ کے ایڈیٹر مولوی عبدالمجید سوہدروی لکھتے ہیں ”کس قدر شرم کا مقام ہے کہ بعض اہلحدیث علماء نے بھی (انگریز کے ساتھ) جہاد کے خلاف فتویٰ دے دیا۔ خطاب بھی پایا اور انعام بھی پایا۔“ مذہب وہابییت کی روح کو پھیل کر رکھ دیا۔ یہاں تک کہ وہابی کہلانا جرم سمجھا گیا۔ اور سرکاری کاغذات میں بڑی جدوجہد کے بعد اپنا نام بدلوایا گیا اور (وہابی کے بجائے) ”اہلحدیث“ لکھوایا گیا۔“ (انگریز اور وہابی ص ۴۴)

۲۔ یہی سوہدروی صاحب مولوی محمد حسین بٹالوی وہابی کے حالات میں رقمطراز ہیں کہ ”لفظ وہابی آپ ہی کی کوشش سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا اور جماعت کو اہلحدیث کے نام سے موسوم کیا گیا۔ (سیرت عثمانی ص ۳۷۲)

۳۔ (ترجمہ) چٹھی نمبر ۵۸۷ سورجہ ۳ دسمبر ۱۸۸۶ء..... گورنر جنرل بہادر، جناب، سی آئی ایچ کی سن سے اتفاق رائے کرتے ہیں کہ آئینہ سرکاری خط و کتابت میں ”وہابی“ کا لفظ استعمال نہ کیا جائے۔ (مفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۲۶/۶/۱۹۰۸)

نکات۔ ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ وہابی مولویوں نے انگریز کے ساتھ جہاد کے خلاف فتویٰ دیا۔ خطاب بھی پایا، انعام بھی پایا۔ پہلے یہ لوگ وہابی کہلاتے تھے مگر جب ان کی کڑوئوں سے یہ لفظ بدنام ہو گیا اس وقت مولوی محمد حسین بٹالوی کی کوشش اور سرکاری اثر و رسوخ سے مغالطہ دہی کے لئے یہ نام بدلوایا گیا کہلانا جہاد کا بہروپ اختیار کیا گیا۔ حوالہ ۲۱ میں ”نام بدلوایا گیا اور ”اہلحدیث“ کے نام سے موسوم کیا گیا۔“ کے الفاظ نہایت قابل غور ہیں۔ موجودہ اہلحدیث وہابیوں کا نہ حدیث رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

جب اور نہ ہی مستندین علمائے حدیث و محدثین سے۔ ان اہلحدیثوں کا آغاز ۱۸۸۶ء ان کی مہ بان ”سرکار برطانیہ“ کے کاغذات سے ہوا ہے۔ یعنی ان کا اہلحدیث ہونا نہایت زیادہ کامرہون منت ہے ورنہ یہ لوگ اول آخر ظاہر باطن غیر مقلد وہابی ہیں۔

اہل سنت کی اولیٰیت و اکثریت۔ مذکورہ تصریحات کے مطابق گورنمنٹ کا یہاں درخواست گزار نے اور منظوری حاصل کرنے کے لحاظ سے ”موجودہ“ وہابی مذہب ایک جدید سرکاری مذہب ہے۔ جب کہ محمد تعالیٰ اہل سنت کی قدیم مذہب ہے۔ چنانچہ خود امام ابوہامیہ، ابن تیمیہ منہاج السنہ میں رقمطراز ہیں ”اہل سنت و جماعت قدیم و معروف مذہب ہے۔ یہی صحابہ کا مذہب تھا جو انہوں نے انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھا تھا۔ جو اس کی مخالفت کرے وہ اہل سنت کے باہر ہوتا ہے۔“ (ملخصاً: فضل اہلحدیث ص ۲)

اب وہابیہ مولوی صدیق حسن ”ترجمان وہابیہ“ ص ۲۹ پر لکھتے ہیں:- ”حنفیہ سے یہ ملک

وہابیہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے کہ ”امر میں اسی ۸۰ سال پہلے قریب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج کل بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے۔“ (شیعہ

۵۲)۔ اہلحدیث کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ (انگریز اور وہابی ص ۴۳)۔ وہابی نے مذکورہ تصریحات سے ثابت ہوا کہ: حق، قدیم، اول اور اکثریت کا مذہب امت و جماعت ہے۔ اور ”اہلحدیث وہابی“ مذہب جدید و مختصر ہے۔ ان لوگوں نے اہل سنت

اور فقہ صادق و نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے ہی نئے نئے اور

چھوٹے چھوٹے فرقوں کے متعلق امت کو خبردار کیا ہے کہ "آخر زمانہ میں دجال کذاب ہوں گے جو تمہارے پاس ایسی احادیث لائیں گے کہ تم نے سنی ہوں گی نہ تمہارے باپ دادا نے۔ فَاَيُّكُمْ وَاَيُّاهُمْ لَا يُضِلُّوْكُمْ وَلَا يُفْتِنُوْكُمْ۔ پس تم ان سے بچو اور ان کو اپنے سے الگ رکھو تا کہ تمہیں گمراہ نہ کریں اور فتنہ میں نہ ڈالیں۔" (مشکوٰۃ صفحہ ۲۸) میرے بعد تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ بکثرت اختلاف دیکھے گا۔ فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ اِنَّ الْمُهَيِّدِيْنَ الْمُهَيِّدِيْنَ پس ایسے وقت تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء کی سنت لازم پکڑو۔" (مشکوٰۃ صفحہ ۳۰) عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ۔ بڑی جماعت اور عام مسلمانوں کا طریقہ لازم پکڑو۔" (مشکوٰۃ صفحہ ۳۰)

۰ "بے شک اللہ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔ اور اللہ کا دستِ رحمت جماعت پر ہے۔ اور جو جماعت سے الگ ہو اوہ جہنم میں ڈالا گیا۔" ۰ سواۃ اعظم کی پیروی کرو۔ پس تحقیق جو الگ ہو اوہ جہنم میں ڈالا گیا۔" (مشکوٰۃ صفحہ ۳۰) ۰ آخر زمانہ میں جب خواہشات کا اختلاف ہو تو اہل دیہات و (گھروں میں) عورتوں کا (پرانا) دین لازم پکڑو۔" (جامع صغیر سیوطی صفحہ ۳۳)

الحمد للہ۔ انہی ارشادات مبارکہ کے مطابق اہل سنت و جماعت اپنے حق، قدیم، اول مذہب اور بڑی جماعت و سواۃ اعظم کے ساتھ وابستہ ہیں۔ بخلاف فرق باطلہ کے جو مذکورہ احادیث و ارشادات کے برعکس سواۃ اعظم کے بالمقابل الگ الگ گروہوں میں بٹ چکے ہیں۔

ایک اور مغالطہ۔ مولوی خالد گرجا کھی نے لکھا ہے۔ کہ "صحابہ اپنے کو اہلحدیث کہلاتے تھے۔" (اتباع رسول صفحہ ۴۹) حکیم محمود نے اپنی دو درقی میں لکھا ہے کہ اہلحدیث نیا نام نہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے چلا آ رہا ہے (۳) قاری سیف اللہ نے لکھا ہے کہ "تمام صحابہ کرام بھی اہلحدیث تھے۔" (نام نہاد چیلنج صفحہ ۳) حالانکہ یہ کھس دھوکہ و مغالطہ ہے۔ اگر بات یوں ہی ہوتی تو پھر غیر مقلدین کو اتنے ہاتھ پاؤں مارنے اور

پٹانے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔ چھوٹے وہابیوں کے بعد اب بڑے وہابیوں سے ان کی تردید سنیے:-

مولوی محمد حسین بٹالوی۔ نے لکھا ہے کہ "یہ بات کسی اہل علم سے مخفی نہیں کہ" اہلحدیث "و غیرہ صحابہ و تابعین کے مابعد زمانہ متاخر کی اصطلاحات ہیں اور متاخرین پر ان کا اطلاق پایا جاتا ہے۔ صحابہ و تابعین کو اہلحدیث نہیں کہا جاتا ہے۔" (صحیح نامہ اشاعت السنۃ ج ۱ ص ۳۰) ۰ "مذہب اہلحدیث مذاہب اربعہ کی طرح مدون نہیں۔ حدیث اور علوم متعلقہ حدیث ادرشے ہے، اور مذہب اہلحدیث چیز ہے دگر۔" (حوالہ مذکورہ)

مولوی ثناء اللہ امرتسری۔ "کوئی نام کا اہلحدیث اس وقت (زمانہ رسالت میں) نہ تھا کیونکہ اہلحدیث نام تفرقہ مذاہب کے وقت تمیز کے لئے رکھا گیا۔" (ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر۔ ۳ جنوری ۱۹۰۸ء) معلوم ہوا کہ اکابر وہابیہ کے بقول نہ صحابہ و تابعین اہلحدیث کہلاتے تھے۔ نہ اہلحدیث کوئی مذہب مدون ہے۔ جس غیر مقلد نے جدھر چاہا نہ اٹھا کر چل دیا۔ حدیث اور علوم متعلقہ حدیث اور علماء طلبائے حدیث ہونا اور چیز ہے۔ اور "اہل حدیث" کہلانا اور چیز۔ اور مولوی خالد، حکیم محمود اور قاری سیف اللہ کا یہ کہنا کہ صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) بھی اہلحدیث تھے اور اہلحدیث کہلاتے تھے۔ سراسر تجوٹ اور دھوکہ و مغالطہ ہے۔

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں

جلا کے راکھ نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

اہلحدیث پر طعن؟ حکیم محمود وغیرہ وہابی موقع بموقع عوام کو غلط تاثر دینے کے لئے جنس اس قسم کے ارشادات سے بھی دھوکہ دیتے ہیں کہ "عزیر سید عبدالقادر جیلانی نے فرمایا ہے "بدعتی وہ ہیں جو اہلحدیث کو برا کہتے ہیں۔" (دو درقی صفحہ ۴)

حالانکہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی شان پاک و گیارہویں شریف کے دشمنوں کو غوث اعظم کے ہاں کوئی پناہ نہیں مل سکتی۔ اس لئے کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے فرمان کا مطلب بالکل واضح ہے کہ علم حدیث جاننے والے علما و محدثین کی تحقیر و بدگوئی کرنے والے بدعتی ہیں جیسا کہ علمائے حدیث پر اہلحدیث کے اطلاق کی پوری وضاحت ہو چکی ہے۔ اس فرمان سے موجودہ نام نہاد اہلحدیث و بابیوں کو کوئی تحفظ نہیں مل سکتا جن کا کام خود شان رسالت و ہزرگان دین کے خلاف بدگوئی و دریدہ دہنی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ہاتھی کے دانت۔ عام غیر مقلد و بابی یہ تاثر بھی دیتے ہیں کہ تقلیدِ آئمہ سے چونکہ امت میں فرقہ بندی و گروہی انتشار پھیلتا ہے اس لئے ہم غیر مقلد صرف حدیث کی پیروی کرتے ہیں جیسا کہ قاری سیف اللہ نے بھی ایک جگہ لکھا ہے کہ۔

”ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار مست دیکھ کسی کا قول و کردار

حالانکہ یہ بھی محض ہاتھی کے دانت ہیں۔ کھانے کے اور، دکھانے کے اور۔ اس لئے کہ آئمہ کرام کے مقلدین میں کوئی انتشار و تفرقہ نہیں۔ وہ سب اصولی و اعتقادی طور پر متحد و متفق اہل سنت و جماعت ہیں۔ اور ان کی بجائے غیر مقلدین خود بہت بڑھ چڑھ کر فرقہ بندی و انتشار پسندی میں مبتلا ہیں اور حضرات آئمہ دین علیہم الرضوان کے دامن سے کنارہ کشی کا ان پر یہ وبال ہے کہ نہایت اقلیت میں ہوتے ہوئے بھی ان میں کئی فرقے اور گروہ ہیں۔ اور ان کا ہر مولوی ”بادن“ گز کا ہے۔ یعنی ان کے نزدیک آئمہ کرام کی تقلید منع ہے لیکن اپنے اپنے گروہ کے مولوی کی تقلید لازم ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ یعنی اہلحدیث و بابی واقعی حدیث پاک سے غافل ہوتے اور وحدتِ امت ان کا مقصد ہوتا، تو پھر ان تھوڑے سے غیر مقلد و بابیوں میں اتنے فرقے اور گروہ کیوں ہوتے؟ جس سے صاف ظاہر ہے کہ تقلیدِ آئمہ سے انکار کے بعد ہر بابی مولوی اور بابی گروہ اپنی اپنی خواہشات میں گرفتار ہے۔ سچ ہے۔

گر خدا خواہ پرہ کس درو
میلش اندر طعنہ پا کاں زند!

بابی دھینگا مشتی۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ غیر مقلدین و بابی ایک حقیر سی اقلیت میں ہونے کے باوجود غرنوی پارٹی۔ روپڑی پارٹی۔ امرتسری پارٹی۔ غربا اہلحدیث اور نامیہ پارٹی جیسی کئی پارٹیوں میں بٹے ہوئے ہیں اور ان کی آپس میں زبردست فتویٰ بازی ہے۔ اور مولوی ثناء اللہ امرتسری پر فتوؤں کی بارش اور ”بمبار منٹ“ ہو چکی ہے اور خود مولوی ثناء اللہ کے بقول مولوی عبد الجبار و بابی کے مقلدین اس قدر غالی ہیں کہ وہابی کلمہ ”جب تک کوئی شخص یہ نہ مانے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَبْدُ الْجَبَّارِ اِهَامُ اللَّهُ“ اس سے ملنا جائز نہیں۔ (اہلحدیث امرتسر ۱۵ اپریل ۱۹۱۲ء)

غیر مقلدین کی باہم فتویٰ بازی اور دھینگا مشتی کی تفصیل دیکھنا ہو تو مکتبہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ سے اشتہار ”سردار اہلحدیث کے خلاف فیصلہ مکہ کا بیان“ طلب کریں۔ اور انکی باہمی فتویٰ بازی ملاحظہ کریں

وحید الزمان کی شہادت۔ مولوی وحید الزمان و بابی بھی غیر مقلدین کی اس ذہنیت کی مذمت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”ہمارے اہلحدیث بھائیوں نے ابن تیمیہ۔ ابن قیم۔ شوکانی۔ شاہ ولی اللہ اور مولوی اسماعیل دہلوی کو دین کا ٹھیکیدار بنا رکھا ہے۔ بھائیو! ذرا غور کرو اور انصاف کرو۔ جب تم نے ابو حنیفہ اور شافعی کی تقلید چھوڑ دی تو ابن تیمیہ، ابن قیم اور شوکانی جو ان سے بہت متاخر ہیں ان کی تقلید کی کیا ضرورت ہے۔“ (حیات وحید الزمان ۱۰۲)۔ اسے کہتے ہیں

”جادو وہ جو سر چڑھ بولے“

حدیث و سنت کا فرق۔ یہاں پر حدیث و سنت کی وضاحت بھی ضروری ہے۔ اسلئے کہ اسی چیز کو نہ سمجھنے کی وجہ سے غیر مقلدین وہابیہ اپنے کو اہلحدیث اور عامل بالحدیث قرار دیتے ہیں حالانکہ اگر وہ حدیث و سنت کا فرق سمجھتے تو اہل سنت سے خارج ہو کر اس کے مقابلہ میں ہرگز اہلحدیث نہ کہلاتے۔ کیونکہ ہر حدیث لائق عمل نہیں، ہر سنت لائق عمل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ اعمال طیبہ جو منسوخ بھی نہ ہوئے ہوں۔ آپ سے خاص بھی نہ ہوں۔ نسیا نا بھی سرزد نہ ہوں انہیں سنت کہا جاتا ہے۔ لہذا اہل سنت کہلاتا نا ناحق و درست ہے۔ اور سنت قابل عمل ہے مگر وہابیوں کا نام اہلحدیث بالکل غلط اور ہر حدیث پر عمل ناممکن۔ جو اس معنی سے اپنے کو اہلحدیث یا عامل حدیث کہے تو وہ نادان ہے۔ اور جن کا نام ہی کھوتا ہے ان کے اعمال کیسے کھرے ہو سکتے ہیں۔

چیلنج۔ ہمارا تمام اہلحدیث وہابی مذہبی عمل بالحدیث سے سوال ہے کہ تم کوئی حدیث پر عامل ہو؟ لغوی پر یا اصطلاحی پر؟ اگر لغوی حدیث پر عامل ہو تو چاہئے کہ ہر ناول گو قصہ گوا اہلحدیث ہو کہ وہ حدیث یعنی باتیں کرتا ہے، ہر سچی جھوٹی بات پر عمل کرتا ہے۔

○ اگر اصطلاحی حدیث پر عامل ہو تو پھر سوال ہوگا کہ ہر حدیث پر عامل ہو یا بعض پر؟

○ اگر بعض پر عامل ہو تو تمہارے اہلحدیث کہلانے کی کیا خصوصیت ہے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض احادیث پر ہر شخص عامل ہے۔ اس لحاظ سے تمہیں اہل حدیث ہونے کی اجارہ داری کیوں حاصل ہے، دوسروں کو اہلحدیث کیوں نہیں مانتے۔

○ اگر تمام احادیث پر عمل کے دعویدار ہو تو یہ ناممکن ہے۔ اس لئے کہ بعض احادیث منسوخ ہیں۔ بعض میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ خصوصی اعمال شریفہ بیان ہوئے ہیں جن پر نہ تمہارا عمل ہے نہ ہو سکتا ہے جیسے منبر پر نماز پڑھنا اونٹ پر طواف کرنا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لئے سجدہ و راز فرمانا، حضرت امامہ بنت ابی العاص کو کندھے پر لے کر نماز پڑھنا:

تو نبیوں نکاح میں لانا: بغیر مہر نکاح ہونا۔ ازواج میں عدل و مہر واجب نہ ہونا۔ اقامت نماز کے بعد آکر امام بننا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا امام ہو کر مقتدی بن جانا۔ وراثت کا جاری نہ ہونا۔ آپ کے جنازہ مبارکہ میں کسی کا امام نہ ہونا۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہ کے الفاظ سے کلمہ پڑھنا وغیرہا کتنے ہی اعمال شریفہ کا احادیث میں ذکر ہے جن پر نام نہاد اہلحدیث کا عمل نہیں ہے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین کا اہلحدیث کہلانا محض تحکم اور فراڈ ہے۔ جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

جواب الجواب۔ غیر مقلدین جب حدیث صحیح سے اپنا اہلحدیث ہونا ثابت نہ کر سکے (اور کرتے بھی کیسے جبکہ اکابر وہابیہ تسلیم کر چکے ہیں کہ حضرات صحابہ تابعین رضی اللہ عنہم کے دور میں بھی ایسا نہیں ہوا)، تو انہوں نے عوام کو غلط تاثر دینے اور اصل موضوع سے راہ فرار اختیار کرتے ہوئے سراسر غلط بحث اور غیر متعلق امور پر مشتمل ایک اشتہار شائع کیا جس کا ”جماعت رضائے مصطفیٰ“ کی طرف سے جواب شائع ہوا۔ اور اس میں غیر مقلدین سے دس سوال کئے گئے جن کا بزعم خویش ”چیلنج“ کے نام سے قاری سیف اللہ وہابی نے جواب شائع کیا۔ اور اپنے اس پمفلٹ میں لفظ ”چیلنج“ کے نیچے تحریر کیا ”بریلویوں کے مخفی رستم ہار گئے“۔ اگر ○ جواب الجواب اور چیلنج اور ص ۸ کے تمام مسائل کا ثبوت ہماری طرح مدلل اور باحوالہ نہ ہوا تو آپ جھوٹے سمجھے جائیں گے ان الفاظ میں وہابیہ کے غرور کے ساتھ ذرا ان کی حماقت بھی ملاحظہ ہو کہ:-

○ ادھر چیلنج کیا جا رہا ہے اور ادھر اس کے ہی گھر بیٹھے ”بریلویوں کے ہارنے کا“ اعلان بھی کیا جا رہا ہے۔ کم از کم چیلنج کے جواب اور رد عمل کا تو انتظار کیا ہوتا۔ پھر وہابیوں کو اس اعلان کا حق کیا ہے؟ نہ وہ منصف نہ ثالث۔۔۔ ہارنے جیتنے کا فیصلہ تو وہ لوگ کریں گے جو طرفین کی تحریریں پڑھ رہے ہیں۔ اور جہاں تک اصل حقیقت کا تعلق ہے بفضلہ تعالیٰ وہ بگاڑ

مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اہل حق سنیوں بریلویوں کے ہارنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ:

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدد کے سینے میں غار ہے

کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار، وار سے پار ہے

جب تم خود بریلویوں کو رستم تسلیم کر چکے ہو تو پھر ہارنے کا کیا مطلب؟ اس لئے کہ جو رستم ہے وہ بارتا نہیں، اور جو ہار جائے وہ رستم نہیں۔ لیکن عقل و خرد سے کورے غیر مقلدین اسے کیا سمجھیں۔

جھوٹا کون ہے؟۔ باقی رہا وہابیوں کا یہ کہنا کہ ”آپ جھوٹے سمجھے جائیں گے“۔ تو قبل از وقت ایسے اعلان، اور خود اصل سوال و موضوع بحث سے فرار خود وہابیوں کے جھوٹا ہونے کے لئے کافی ہے۔ پھر مزید جھوٹ اور حماقت ملاحظہ ہو کہ لکھتے ہیں: ”میں آپ سے پوچھتا ہوں قرآن وحدیث کو چھوڑ کر کونسی ان (نسبت و امتیاز) میں برکت ہے۔ اور شخصیت پرستی و تفرقہ بندی تو قرآن میں منع ہے“۔ بتائیے یہاں ”قرآن وحدیث کو چھوڑ کر“ کے الفاظ کا کیا تنگ ہے؟ جن بزرگان دین کو خود قرآن وحدیث اور علم دین سے برکات و درجات حاصل ہیں ان سے نسبت کا قرآن وحدیث چھوڑنے سے کیا تعلق ہے؟۔۔۔۔۔ باقی رہی شخصیت پرستی اور تفرقہ بندی..... تو ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ غیر مقلدین خود بہت بڑی شخصیت پرستی و تفرقہ بندی میں مبتلا ہیں جن کا ہر مولوی ”باون“ گز کا ہے۔ اگر مزید قسلی کی ضرورت ہو تو کتاب ”وہابی مذہب کی حقیقت“ کا مطالعہ کروانشاء اللہ آنکھیں کھل جائیں گی اور دن میں تارے نظر آنے لگیں گے۔

اہل انصاف۔ غور فرمائیں کہ وہابیہ کی اس قسم کی عامیانہ، بچکانہ اور غیر متعلق و خلاف موضوع باتیں اس سوال کا جواب ہیں کہ ”صحیح حدیث سے اپنے ”الہحدیث“ کہلانے کا

شوت دو.....

بہت شور مچتے تھے پہلو میں دل کا

جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا

آدم برسر مطلب۔ اب اہل سنت کے سوالات، قاری سیف اللہ کے جوابات اور اس پر مختصر تبصرہ ملاحظہ فرما کر انصاف فرمائیں کہ قاری صاحب سوالات کے جوابات میں کہاں تک کامیاب اور سچے ہیں؟

سوال: ”صحیح حدیث سے اپنا الہحدیث کہلانا ثابت کریں؟“

جواب: ”کسی چیز کا اہل وہوتا ہے جس پر وہ عمل کرتا ہے۔ ہم حدیث پر عمل کرتے ہیں اس لئے الہحدیث، ہیں۔ الخ

تبصرہ: بتائیے اس تقریر کا سوال کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ باقی رہی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت تو اس میں مرد و اہلحدیث کہلانے کا ذکر نہیں، بلکہ علم حدیث پڑھنے پڑھانے کا بیان ہے۔ اور ہم پہلے اکابر وہابیہ سے ثابت کر چکے ہیں کہ حضرات صحابہ و تابعین اہلحدیث نہیں کہلاتے تھے

○ اصل نام ”مسلمان“ کا تو قرآن پاک میں ذکر آگیا کہ ”مَسْمًاكُمْ الْمُسْلِمِينَ“۔ لیکن ”وصفی نام الہحدیث“ کا ذکر قرآن وحدیث میں کہاں ہے.....؟ اور اگر قرآن وحدیث میں عدم ذکر کے باوجود وصفی لحاظ سے الہحدیث کہلانا جائز ہے تو اسی اصول پر وصفی لحاظ سے میلاد پاک، عرس مبارک، گیارہویں شریف، تقبیل اہلایمن، صلوٰۃ عند الاذان وغیرہ امور خیر کیوں بدعت و ناجائز ہیں.....؟ خدا کا خوف کرو۔ گو کم از کم اپنے اسی اصول پر انصاف و دیانت سے غور اور عمل کرو تو مختلف مسائل میں نزاع کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ اس کے باوجود اگر تمہیں اصرار ہے کہ مذکورہ امور خیر محدثات الامور (بدعات) ہیں جن کو آپ نے منع فرمایا ہے“۔ تو احادیث نبوی سے نمبر داران کی ممانعت ثابت کریں یا پھر خود اپنے ”الہحدیث“ بدعتی نام اور خود ساختہ مذہب سے تائب ہو جائیں۔

لطیفہ۔ قاری صاحب فرماتے ہیں ”ہم حدیث پر عمل کرتے ہیں اس لئے الحمد للہ ہیں۔“ تو کیا غیر مقلدین قرآن پر عمل نہیں کرتے.....؟ اگر نہیں تو بس دو چکی نماز مصلی اٹھائیے“

اور اگر قرآن پر بھی عمل کا دعویٰ ہے تو پھر اسی اصول پر ”اہل قرآن“ کیوں نہیں کہلاتے؟ حالانکہ حدیث پاک میں ”يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ“ کا لفظ صاف موجود ہے (مشکوٰۃ ص ۱۱) مگر وہابیوں کے ہاں اصول پسندی کہاں وہاں تو نری غیر مقلدیت و نفسانیت پرستی ہے وَلَسِعَمَ مَا قِيلَ ۔

سنی آں باشد کہ ماند برقرار نجدی آں باشد کہ گردد بار بار

سوال ۲۔ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نسبت کر کے لکھا ہے کہ ”لوگو میرے بعد حدیث پر عمل کرنا“۔ ”لوگو حدیث اور سنت پر عمل کرو“۔ ان دونوں جملوں کو حدیث سے ثابت کریں ورنہ بارگاہ رسالت کے متعلق کذب بیانی سے تو بہ کریں

جواب۔ فرار۔ فرار۔ فرار۔ (قاری صاحب نے اس سوال کو چھوٹا تک نہیں)

سوال ۳۔ کیا حدیث و سنت ایک چیز ہے یا اس میں کچھ فرق ہے۔؟ اگر فرق ہے تو کیا؟

جواب۔ سنت اور حدیث کا باعتبار اصطلاح محدثین ایک ہی معنی ہے۔ اور بلحاظ لغت ان میں فرق اور بتائین کی نسبت ہے۔ (ملخصاً)

تبصرہ۔ قاری صاحب نے جو لغوی و اصطلاحی تعریف لکھی اس کی تفصیل سے قطع نظر، سیاق کلام کے لحاظ سے حدیث و سنت کا فرق اس کے عملی مفہوم و گروہی نسبت کے لحاظ سے بیان کرنا چاہئے تھا۔ جیسا کہ ہم نے حدیث و سنت کا فرق ذہن نشین کرایا ہے۔ مگر قاری صاحب نے سیاق کلام وزیر بحث صورت حال کے اس پہلو پر غور نہیں کیا اور جواب تشنہ رہنے دیا ہے۔

سوال ۴۔ جس طرح ہر سنت قابل عمل ہے کیا اسی طرح الحمد للہ پر اپنا عمل دکھا سکتے ہیں۔؟

جواب۔ ”آپ نے فرمایا کہ ہر سنت قابل عمل ہے۔ صوم وصال، ۹ بیویاں کرنے کا استثناء ذکر نہیں کیا۔ الحمد للہ استحقاق کسی حدیث کو ترک نہیں کرتے سب پر عمل کرتے ہیں۔“

تبصرہ ۵۔ یہ ہے غیر مقلدین کی الٹی مت، کہ خود بلا استثناء سب حدیث پر عمل کرنے کے دعویدار ہیں۔ اور سنت پر عمل کے سلسلہ میں استثناء نہ کرنے کی شکایت کر رہے ہیں حالانکہ ہر سنت بلا استثناء قابل عمل ہے۔ سنت ہوتی ہی عمل کے لئے ہے۔ فرمان رسالت بھی عَلَيْنَكُمْ بِسُنَّتِي ہے، عَلَيْنَكُمْ بِحَدِيثِي نہیں ہے۔ لہذا دعویٰ عمل بالحدیث میں استثناء کی ضرورت ہے کیوں کہ ہر حدیث پر عمل ممکن نہیں جیسا کہ پہلے تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔ بہر حال استثناء کی ضرورت تو الحمد للہ و مدعی عمل بالحدیث کو ہے مگر وہ النائم پر اعتراض کر رہے ہیں۔ ”صوم وصال اور ۹ بیویوں“ کا بیان بھی ہماری دلیل ہے کہ یہ حدیث ہے۔ مگر قابل عمل نہیں۔ اس لئے غیر مقلدین کا سب حدیث پر عمل کا دعویٰ صحیح نہیں۔ اور اہل سنت پر کوئی الزام نہیں اس لئے یہ سنت نہیں، بلکہ خصوصیت ہے کما مر سابقاً۔

لطیفہ۔ بخاری کتاب المغازی ص ۶۰۲ پر حدیث مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلہ عکل و عرینہ کے لوگوں کو اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پینے کا حکم فرمایا۔ ”کیا مدعی عمل بالحدیث الحمد للہ یوں نے کبھی اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے دودھ کے ساتھ پیشاب بھی نوش فرمایا ہے۔ یا وہابیوں کو پیشاب پی کر حدیث پر عمل کرنے کا مسئلہ سنایا ہے؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو اس کا علان فرمائیں۔..... اگر نہیں، تو الحمد للہ کہلانے اور سب حدیث پر عمل کرنے کے دعویٰ سے باز آئیں۔“

سوال ۵۔ اہل سنت اور اہل حدیث ہونا ایک ہی بات ہے یا اس میں اختلاف ہے

o اگر ایک ہی بات تو پھر آپ نے اہل سنت کہلانے پر اکتفا کیوں نہیں کیا۔ اہل سنت سے

خارج ہو کر اہلسنت کے مقابلہ میں اہلحدیث کہلانا کیوں شروع رکھا ہے؟ اہل سنت کہلانا قدیمی ہے یا اہلحدیث کہلانا؟ مدلل بیان کریں۔

جواب۔ اہل حدیث اور اہل سنت ہونا ایک ہی بات ہے دونوں کے کہلانے کا زمانہ ایک ہے ناجیہ کا نام اہل حدیث اور اہل سنت ہے جو لوگ حدیث سے مسائل استنباط کرتے رہے۔ ان پر اہلسنت کے علاوہ اہلحدیث کا غلبہ ہو گیا۔

تبصرہ۔ دیکھ لیجئے۔ جواب سوال کے مطابق ہے یا جواب سے فرار ہے۔ خط کشیدہ عبارت جو سوال کی اصل روح ہے اسکے متعلق ایک لفظ نہیں کہہ سکے۔ اور جو کچھ کہا ہے وہ بھی سوال کی تائید ہے اور جواب تشنہ ہے۔ کہ جب ایک ہی بات ہے تو پھر تم سواد اعظم اور جمہور امت کی طرح اہلسنت کیوں نہیں کہلاتے۔ اور اگر حدیث سے مسائل استنباط کرنے والوں پر اہلحدیث کا غلبہ ہو گیا تو وہ تو محدثین و مجتہدین تھے۔ تم پر ”اہلحدیث“ کا غلبہ کیوں ہو گیا۔ تم نہ محدثین نہ مستنبطین نہ ائمہ مجتہدین۔ تم اہلحدیث کیسے بن گئے؟ باقی رہا فرق ناجیہ کا نام اہلحدیث و اہل سنت ہونا تو اس کا سوال سے کیا تعلق ہے اور کیا فائدہ؟ تم نہ اہل سنت نہ صحیح اہلحدیث..... بے شک صحیح العقیدہ علمائے حدیث بھی اہلسنت کا ایک حصہ ہیں اور فرقہ ناجیہ میں شامل ہیں جن کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ اہلحدیث و اہل سنت کہلانے کا ایک زمانہ قرار دینا بھی سراسر غلط اور لغو ہے۔ ہم پیشوائے دہابیہ ابن تیمیہ کی تصریح پیش کر چکے ہیں کہ مذہب قدیم اہل سنت و جماعت ہے۔ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا بھی یہی ارشاد ہے عَلٰی الْمَوْتِ مِنَ اتِّبَاعِ الْمُسَنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ۔ ”مومن پر اہل سنت کی اتباع لازم ہے۔“ (غنیۃ الطالبین ص ۲۹۱) علاوہ ازیں محدثین (اہلحدیث) کا طبقہ اہل سنت و جماعت کی ایک شاخ ہے اور شاخ کا زمانہ جز اور اصل کے بعد ہوتا ہے نہ کہ ایک زمانہ۔

بہر حال یہ قاری صاحب کا جواب نہیں بلکہ جواب سے فرار ہے۔

سوال ۶۔ غوث اعظم پیران پیر رضی اللہ عنہ سے آپ کا کیا تعلق ہے جبکہ وہ اہل سنت تم

اہلحدیث، وہ مقلد جنابی، تم غیر مقلد۔ وہ میں سنت تراویح کے قائل۔ اور تم آٹھ نوافل کے۔ (جیسا کہ قاری سیف اللہ نے اپنے سابقہ اشتہار میں شائع کیا ہے)

جواب۔ پیر عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ عنہ) سے صرف بریلویوں کو گیارہویں کھانے کا ہی تعلق ہے؟ وہ غیر مقلد موافقت کی بنا پر جنابی آپ خفی مقلد؟ آپ نے نقل کی بات کی، پہلے فرض نماز کو تو درست کرو۔

تبصرہ۔ کوئی اہلحدیث وہابی ہی از روئے انصاف بتائے کہ یہ سوال کا جواب ہے یا میراثیانہ تمسخر اور جاہلانہ استہزاء خالص علمی مسائل میں سنجیدگی کی بجائے اس قسم کا غیر متعلق اور گھٹیا انداز گفتگو بد مذاقی و فرار نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا اسی تہذیب و اخلاق اور علیست و صلاحیت کے بل بوتے پر قاری صاحب غیر مقلدین کی ترجمانی کے لئے جواب لکھنے بیٹھ گئے تھے۔

بہر حال سنئے۔ اولاً۔ اہل سنت کو غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے جو دلی محبت و تعلق ہے مینۃ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اور ظاہر ان کی مجالس و محافل اور تحریر و تقریر سے ظاہر ہے۔ تمہاری مسخری سے اس تعلق میں کوئی فرق نہیں آسکتا۔ باقی رہا گیارہویں شریف کے تبرک پر طعن۔ تو یہ تمہارا پرانا روگ ہے۔ اور تم شان غوثیت و گیارہویں شریف کی جتنی مخالفت کرتے ہو اتنا ہی چرچا زیادہ اور تمہارے روگ میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ کیوں نہ ہو فسی قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَلَازِدُ لَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا تمہارے دل کا چور تمہارے الفاظ ہی سے ظاہر ہے کہ اپنے معمولی معمولی مولویوں کو اپنے جلسوں وغیرہ میں کتنا بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہو اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی شخصیت کو صرف ”پیر عبدالقادر جیلانی“ (رضی اللہ عنہ) کہہ کر اپنی خشک مزاجی و بد مذاقی کا اظہار کرتے ہو۔ بہر حال جو محبوبانِ خدا سے عقیدت رکھتے اور ان کے گیت گاتے ہیں مولیٰ تعالیٰ اپنے محبوبوں کے صدقے انہیں بہت کچھ عطا فرماتا ہے۔ چلنے والے خواہ مخواہ چلتے ہیں۔ تعجب ہے تم کو ے کھاؤ، بجو کا

شکار کرو مٹی کو پاک بناؤ تو جائز۔ اور ہم گیارہویں شریف کا حلال و طیب تبرک کما لیں تو ناجائز؟ چہ خوب

۔ پسند اپنی اپنی نصیب اپنا اپنا

ثانیاً: حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غیر مقلد کہنا شرمناک، افتراء و دریدہ بینی ہے۔ متعدد سوانح حیات غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ خود ”غنیۃ الطالبین“ میں آپ کا متعدد مرتبہ ”هُوَ مَنْ هَبْ إِمَّا مِنَّا أَحْمَدُ كَمَا هَبْ إِمَّا مِنَّا أَحْمَدُ“ چیز کی قوی دلیل ہے کہ آپ محض موافقت کی بنا پر حنبلی نہیں تھے بلکہ تقلید کی بناء پر حنبلی تھے۔ اگر موافقت کی بناء پر بھی امر مجتہدین کی طرف نسبت ہو سکتی ہے تو پھر تم بھی کسی امام سے موافقت کی بناء پر ان کے نام کی نسبت اختیار کرو۔ تم نے غیر مقلد کیوں پھر رہے ہو۔ اگر قاری سیف اللہ میں ذرہ برابر صداقت و دیانت ہے تو وہ کسی معتبر کتاب سے آپ کا غیر مقلد ہونا ثابت کرے۔

نہ خیر اٹھے گانہ تلواریں سے یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں!

ثالثاً: قاری سیف اللہ کی کس قدر ڈھٹائی و ہٹ دھرمی ہے کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بیس رکعت سنت تراویح کے حوالہ پر یہ کہہ کر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے کہ ”آپ نے نفل کی بات کی پہلے فرض نماز تو درست کرلو“۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ ہم نے کون سے نفل کی بات کی ہے۔ ہم نے تو آپ کا قول نقل کیا کہ ”آپ آٹھ نوافل کے قائل ہیں“۔ حالانکہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ بیس رکعت سنت تراویح بیان فرماتے ہیں۔

پھر یہ کتنی بے تکلیف بات ہے کہ پہلے فرض نماز کو درست کرو۔ حالانکہ اس بات کا نہ کوئی ذکر نہ ضرورت۔ معلوم نہیں نام نہاد جواب لکھتے وقت قاری صاحب اتنے بے حواس کیوں ہو گئے تھے؟ غیر مقلدین کو قاری صاحب کی ترجمانی مبارک ہو۔

کارِ طفلان تمام خواہ شد

گر ہمیں کتب است و ہمیں ملاں

قاری صاحب کے نام نہاد جواب سے واضح ہو گیا کہ واقعی وہابیوں کا بزرگان دین و حضور

نہی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ آپ کا نام نامی محض فریب کاری و حوکہ دہی کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اور الحمد للہ ہمارا ہر طرح آپ سے تعلق ہے۔ آپ پیر، ہم مرید۔ آپ اہلسنت، ہم بھی اہل سنت۔ آپ بیس تراویح کے قائل، ہم بھی بیس تراویح کے عامل۔ آپ بھی مقلد ہم بھی مقلد۔ لفظ تقلید و مقلد کی موجودگی میں وہابیہ کا حنبلی مذہب کے مقابلہ میں حنبلی مذہب کے فقہی مسائل کا ذکر کرنا محض شرارت و جہالت ہے۔ جب سنت و تقلید مسلم و مشترک ہے تو پھر الگ الگ فقہی مسائل کے ذکر کا کیا مطلب؟

غیر مقلدین کی تاریخی بددیانتی و علمی ڈاکہ

قاری سیف اللہ نے اپنی روایتی گستاخانہ ذہنیت کے تحت جس طرح غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں شریف کا تسخر اڑایا، آپ پر افتراء باندھا اور آپ کی بیان فرمودہ بیس رکعت سنت تراویح کے ساتھ ”سنگدلانہ“ مذاق کیا ہے وہ آپ کی آنکھوں کے سامنے ہے اور اس ظلم و بدتمیزی میں صرف قاری صاحب ہی مبتلا نہیں بلکہ یہ غیر مقلدین کا پرانا ورثہ ہے۔ اور گستاخی و بدتمیزی ان کے خمیر میں داخل ہے۔ یہاں تو قاری سیف اللہ نے غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ۲۰ رکعت تراویح کے بیان ہی کو مذاق اور نظر انداز کیا ہے نا۔ لیکن ان وہابیوں کے مکتبہ سعودیہ کراچی نے آپ کی شہرہ آفاق کتاب ”غنیۃ الطالبین“ میں ڈاکہ ڈالا ہے۔ اور تاریخی بددیانتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ۲۰ رکعات تراویح کا مسئلہ ہی مسخ کر دیا ہے۔ چنانچہ لکھا: وَهِيَ إِحْدَى عَشَرَ ذَكَرَ كَعْتَهُ مَعَ الْوُثْرِ۔ ”اور تراویح وتر سمیت گیارہ رکعتیں ہیں“۔ (غنیۃ الطالبین۔ مکتبہ سعودیہ کراچی، صفحہ ۷۳۹)

حالانکہ: ”غنیۃ الطالبین“ دنیا کی کثیر الاشاعت مشہور کتاب ہے۔ اور اس میں صاف لکھ ہے کہ صَلَوةُ الْوُثْرِ سُنَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ عِشْرُونَ رَكْعَةً۔

نماز تراویح سنت ہے اور اس کی بیس رکعات ہیں۔ (غنیۃ کے عربی متن اور اس کے فارسی یا اردو ترجمہ کے ہر نسخہ میں یہ عبارت انہی الفاظ کے ساتھ موجود ہے) لیکن سنگدل اور بد دیانت وہابیوں نے عشروں (بیس) کا اصل لفظ اُڑا دیا اور عبارت میں اپنی طرف سے اخذی عشرۃ (گیارہ) کا لفظ شامل کر کے ”مع الوتر“ کا بھی از خود اضافہ کر دیا۔ حالانکہ غنیۃ کی زیر بحث عبارت میں مع الوتر کا نام و نشان نہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

وہابیو۔ کیا اسی اخلاق و دیانت پر اچھلتے کودتے ہو۔ بزرگان دین، ائمہ کرام پر طعن کرتے اور اہل سنت پر کچھڑا چھالتے ہو۔ یہ تمہاری علمیت و شرافت ہے۔ اسی توحید پر نام ہے۔ یہی عمل بالجہد کا نمونہ ہے۔ ذرا آئینہ اٹھا کر دیکھو تمہاری تحریف و بددیانتی اور خیانت تو یہودیوں کی ہم شکل ہو گئی ہے اور قَسَمًا بَہُتٌ قُلُوْا بِہُمْ کا پورا نقشہ سامنے آ گیا ہے وَالْعِیَازُ بِاللّٰہِ۔

مسلمانو! یہ ہے نام نہاد اہلحدیث وہابیوں کا کردار جس کے بل بوتے پر وہ تمہیں مشرک و بدعتی قرار دیتے ہیں۔ ذرا سوچو جنہیں بزرگان دین و غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شرم و ادب نہیں انہیں کسی اور کا کیا لحاظ ہوگا جو ان کے ”غنیۃ الطالبین“ جیسی شہرہ آفاق کتاب پر ڈاکہ ڈالتے ہیں وہ تمہاری دولت ایمان کے محافظ و خیر خواہ کیسے ہوں گے۔

دین کے رہنما۔ شاید غیر مقلدین وہابیوں کے اسی کردار کے باعث ان کے دیوبندی بھائیوں کے مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی نے فرمایا ہے کہ ”غیر مقلد لوگ کہ فی زمانہ دعوائے حدیث دانی و عمل بالجہد کر رہے ہیں، حاشا وکلا کہ حقانیت سے بہرہ نہیں رکھتے تو اہل حدیث کے زمرے میں کب شامل ہو سکتے ہیں بلکہ ایسے لوگ دین کے رہنما ہیں۔ ان کے اختلاط سے احتیاط چاہئے۔ (شائم امداد یہ صفحہ ۵۰)

سوال ۷۔ آپ کے اصل امتیازی مسائل رفیعہ بن، فائزہ خلف الامام وغیرہ میں یا حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے جیسا بشر سمجھنا، بڑے بھائی کی سی تعظیم قرار دینا۔ مرکز منی میں ملنے والا لکھنا۔ اور نماز میں آپ کے خیال کو گدھے اور بیل کے استغراق صورت سے بدتر کہنا وغیرہ ذالک من الخرافات۔ جیسا کہ تقویۃ الایمان و صراط مستقیم میں لکھا ہے۔

جواب ۱۰۔ اہلحدیثوں کے امتیازی مسائل رفیعہ بن۔ فائزہ خلف الامام وغیرہ آج کے نہیں بہت پہلے کے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کا دیگر مسائل ذکر کرنا تعصب اور جہالت ہے کیونکہ کسی آدمی کا ذاتی قول و فعل ہمارے نزدیک حجت نہیں۔

تبصرہ۔ دیکھئے یہاں بھی وہی ڈھاک کے تین پات۔ سوال گندم اور جواب چنا۔ سوال یہ ہے کہ آپ کے امتیازی مسائل کیا ہیں۔ چند فروعی مسائل یا عظمت و شان رسالت کے خلاف گستاخانہ عقائد؟ مگر وہ کہہ رہے ہیں کہ اہلحدیثوں کے امتیازی مسائل آج کے نہیں بہت پہلے کے ہیں۔ حالانکہ سوال یہ نہیں کہ مسائل کب سے ہیں بلکہ سوال یہ ہے کہ مسائل کیا ہیں۔؟ مگر جو سوال نہیں تھا اس کا جواب دیا جا رہا ہے اور جو سوال ہے اس سے یہ کہہ کر راہ فرار اختیار کر رہے ہیں کہ کسی کا ذاتی قول و فعل ہمارے نزدیک حجت نہیں۔ وَلَا حَوَّلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہِ۔

قطع نظر اس سے کہ جس کو تم ”شاہ اسماعیل شہید“ کہتے ہو۔ شان رسالت کے خلاف یہ اسی کی تنقیص و تخریب کا مہم جو عبارت ہیں۔ اور ایسے شخص کی عقیدت و اقتداء کے باعث اس کا قول و فعل تم پر حجت ہے اور تم اس سے بری الذمہ نہیں ہو سکتے۔ تمہارے اس قول سے ظاہر ہو گیا کہ چونکہ مذکور عبارت گستاخانہ ہیں اور تمہارے پاس اس کا کوئی جواب نہیں اس لئے تم اس کی ذمہ داری لینے کے لئے تیار نہیں۔ ورنہ تم اپنے پیارے ”شاہ اسماعیل شہید“ کو کیسے چھوڑ سکتے ہو اور اس کے قول و فعل کو کیسے نظر انداز کر سکتے ہو

بہرہ رنگے کہ خوانی جامہ سے پوش من انداز قدرت را سے شناسم

سوال ۸۔ آپ نے لکھا ہے ”جس طرح قرآن پڑھنے والے اہل اللہ ہیں اس طرح حدیث اہل رسول اللہ ہیں۔ اس اہل قرآن و اہل اللہ کہلانے پر ابجدیث اہل نبی کہلانے کو ترجیح دینا کس دلیل پر مبنی ہے۔ جبکہ صحیح حدیث میں بھی ابجدیث کی بجائے ”یا اہل القرآن“ فرمایا گیا ہے (مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۲)

جواب۔ ”اہل حدیث اہل اللہ ہیں۔۔۔ عموماً کی بناء پر اس کو ترجیح دی گئی ہے۔ امام خلیل ابن احمد فرماتے ہیں اگر اہلحدیث ولی نہیں تو پھر اس زمین میں کوئی بھی اللہ کا ولی نہیں“۔

تبصرہ۔ ہے کوئی جو اس ”جواب“ کو سوال کے مطابق کر سکے؟ سوال میں اہلحدیث کہلانے کی دلیل پوچھی گئی ہے اور اہل قرآن کا خطاب حدیث سے ثابت کیا گیا ہے۔۔۔۔۔ مگر نام نہاد اہلحدیث و مدعیان عمل بالحدیث نے نہ خود کو کوئی ماحوالہ دلیل پیش کی ہے، نہ ہمارے حوالہ کی تغلیط کی ہے، اور نہ ہی حدیث سے ثابت شدہ ”اہل قرآن“ کا خطاب اپنایا ہے۔ یہ ہے وہابیوں کا جھوٹا دعویٰ و خلاف حدیث عمل کہ جو خطاب (اہل قرآن) حدیث سے ثابت ہے اس کا نام نہیں لیتے، اور جس کا حدیث میں کوئی اتہ پتہ نہیں وہ خود ساختہ بدعتی نام وندہب (اہلحدیث) اٹھائے پھرتے ہیں۔ بتائیے یہ اہلحدیث ہیں یا مخالف حدیث

اور.....

ستم بالائے ستم۔ یہ ہے کہ صرف خود ساختہ اہلحدیث نام و مذہب پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ ہر نام نہاد اہلحدیث وہابی کو بیک جنبش قلم ولی اللہ بھی بنا دیا ہے، کہ اگر اہلحدیث ولی نہیں تو پھر کوئی بھی ولی نہیں۔ حالانکہ اسی دلیل کی بنا پر جب وہابی اہلحدیث ہی نہیں، تو پھر ولایت سے ان کا کیا تعلق۔؟ پہلے اپنے اصول کے مطابق قرآن و حدیث سے اپنا اہلحدیث کہلانا ثابت کرو پھر ولایت کا خواب دیکھنا۔ دشمنان، شان و ولایت، اور ولایت کا

بعمومی؟

”ایں خیال است و محال است و جنون“

اس چیز کا کچھ بیان پہلے گزر چکا ہے دوبارہ نظر فرمائیں۔

سوال ۹۔ متقدمین کی کتب میں اصحاب حدیث و اہلحدیث کے لفظ سے حضرات محدثین و طلباء و علمائے حدیث مراد ہیں یا موجودہ ہر قسم کا کاندھار، کریانہ فروش، بزاز، شیخ اور حلالی وغیرہ عامی اہلحدیث و ہابی مراد ہیں؟

چونکہ یہاں جو احادیث مذکور ہیں، ان میں سے بعض احادیث میں "بعض" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان احادیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

سوال ۱۰۔ آپ کے الفاظ میں کیا آپ کو اپنی تخم ریزی کا کچھ علم ہے کہ جب وہابی کہنا جرم سمجھا گیا تو (انگریز کے) سرکاری کاغذات میں بڑی جدوجہد کے بعد اپنا نام بدلوا کر ابحدیث لکھوایا گیا۔

جواب۔ آپ کو کچھ علم ہے کہ جب آپ کے جد امجد نے انگریز کی حمایت میں ہندوستان کو دارالاسلام کا فتویٰ دیا اور پھر تجانب اہل السنۃ میں قاسد اعظم اور علامہ اقبال پر فتوے لگائے اور اہلحدیث پر الزام تراشی کی جس کی پاداش میں پچاس روپیہ جرمانہ ادا کر کے اہلحدیث تسلیم کر لیا۔

تبصرہ ۵۔ یہ جواب ہے یا رد و فرار..... وہی میرا شیانہ تسخرو نقالی.....؟ سوال کے ایک لفظ

تک کا جواب نہیں آیا۔ اور علم و عقل سے محروم ہو کر اور لباس اخلاق و شرافت تار تار کر کے ایک خود ساختہ جھوٹی کہانی نقل کر دی ہے جس کی نہ کوئی اصل نہ بنیاد، نہ حوالہ کتاب۔ اگر قاری سیف اللہ میں ذرہ برابر ہمت و صداقت ہے تو وہ انگریزی ”الہدیشوں“ کے متعلق سوال کو جھٹلائے اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (زعیم قاری جد امجد) کے متعلق اپنے نام نہاد جواب میں جھوٹے الزامات و سراسر کجواسات کا کوئی ثبوت پیش کرے ورنہ تین مرتبہ لا حول شریف اور تین مرتبہ

لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَذِبِينَ

کا وظیفہ پڑھ کر اپنے وجودنا مسعود پر پھونک مارے۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے خصوصاً نجدیت کی اس وبا سے

چیلنج۔ کوئی بریلوی رضوی۔ گیارہویں، ساتواں، دسواں۔ چالیسواں اور اذان کے وقت درود عرس، میلاد اور ختم مروجہ وغیرہ، اپنے آپ کو اہل سنت و جماعت ثابت کر دے۔ (ملخصاً سیف اللہ)

جواب۔ خود تو نہ اپنا الہدیت ہونا ثابت کر سکے اور نہ کسی بات کا معقول جواب دے سکے اور اہل سنت سے ثبوت کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں حالانکہ ان کے نقلی چیلنج میں ہی ہمارا اصلی اور اول چیلنج کا فرما ہے جو پہلے شائع ہو چکا ہے کہ فرقہ و ہابیہ تو یہ کہہ کر اہل سنت کے معمولات و امور خیر کو بدعت و ناجائز کہنے سے باز آ جائے کہ ”ان کا قرآن و حدیث میں کوئی نشان نہیں“۔ اور یا پھر اپنے اسی اصول کے مطابق قرآن پاک و حدیث رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں اپنے الہدیت کہلانے کا نشان دکھائیں۔

کیوں جی۔ یہ چیلنج اہل سنت کی طرف سے شائع ہو چکا ہے یا نہیں۔ اور اس نے نام نہاد الہدیت و ہابیوں کو پکڑ میں ڈال رکھا ہے یا نہیں.....؟ خود تو چیلنج سے بھاگنا غلط اور بحث وغیرہ متعلق عامیہ و سوقيانہ گفتگو اور خلاف موضوع باتوں کا سہارا لینا اور نہایت غیر معقول اور بے اصول طریقہ سے اپنے عوام کو چیلنج کے لفظ سے مغالطہ و دھوکہ دینا سراسر بے انصافی و غیر دانشمندی ہے

علاوہ ازیں۔ ”انوار ساطعہ۔ جاء الحق۔ مقیاس حقیقت الحجۃ الفاعلہ۔ فیصلہ ہفت مسئلہ“ وغیرہ کتنی ہی تصانیف اس موضوع پر شائع ہو چکی ہیں۔ اور خود اسی کتاب میں اجمالی طور پر مذکورہ امور پر کافی بحث ہو چکی ہے۔ مگر عقل و خرد سے کورے غیر مقلد ”لا نسلم“ ہی پڑھتے رہیں تو اس ضد و عناد کا کیا علاج کی

گر نہ پند بروز شہرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ

ہمارا چیلنج۔ نام نہاد الہدیت کے نام نہاد چیلنج کا جواب آپ پڑھ چکے ہیں۔ اب ان نجدیوں و ہابیوں کے نام ہمارا چیلنج بھی سنیں:-

”خود ساختہ الہدیتو.....! چونکہ تم الہدیت کہلاتے ہو اس لئے احادیث مبارکہ سے ایسی جامع مانع صریح تعریف پیش کرو جس سے تمہارے بقول گیارہویں۔ عرس۔ میلاد۔ ختم اور صلوٰۃ عند الاذان کا بدعت اور ناجائز ہونا ثابت ہو۔ اور تمہاری مروجہ مساجد کے اندر لاؤڈ اسپیکر میں اذان و نماز و درس۔ چٹکا نہ نماز باجماعت کا گھڑی کے مقررہ اوقات پر قیام۔ نمازیوں کے اوپر پٹنگھوں کی جھکڑ۔ دریوں، ٹونیوں، روشنیوں کی بھرمار۔ عورتوں کے لئے گیلریوں میں نماز کا اہتمام اور مسجد کے لئے وقف زمین میں مارکیٹ و دکانوں وغیرہ کے تکلفات۔ تمہارے مروجہ مدارس کا نصاب و نظام اور افتتاح و اختتام بخاری کی تقاریب کا اہتمام سالانہ امتحان و اجلاس اور اسناد و دستار۔ تمہاری مروجہ شادی بیاہ کے انداز و اطوار۔ قرآن و حدیث کی شروح و حواشی۔ مروجہ طباعت۔ ہفت روزہ و ماہنامہ رسالوں کی

اشاعت۔ تمہارے مروجہ تبلیغی جلسوں اور سالانہ کانفرنسوں کا انعقاد اور اشتہارات و تکلفات۔ تمہارے مروجہ پر تکلف و پراسراف مکانات۔ اور مروجہ معمولات بود و باش کا عمل حدیث کے مطابق اور جائز عدم بدعت ہونا ثابت ہو۔ دیکھئے کہیں میدان نہ چھوڑ جانا۔ یہ چیلنج بڑا اہم اور محرکہ الارہ ہے۔ ہاں، آخر میں ایک شعر اور ایک رباعی بھی محفوظ کر لیں۔ شاید بمصدق داشت آید بکار۔ کسی وقت تمہارا ضمیر جھنجھوڑنے کے کام آسکیں۔ اشعار حاضر ہیں۔

- ۱۔ تم جو بھی کرو بدعت و ایجاد و اے اور ہم جو کریں محفل میلاد، برا ہے؟
 - ۲۔ جو بچہ ہو پیدا تو خوشیاں منائیں مٹھائی بنے اور لڈو بھی آئیں
- مبارک کی ہر سوسے آئیں صدائیں
- مگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جب یوم میلاد آئے تو بدعت کے فتوے انہیں یاد آئے (وائے گر پس امروز بود فردائے)

مسائل فقہیہ میں غیر مقلدین کی جہالت و خیانت

گزشتہ اوراق میں غیر مقلدین وہابیہ کی کذب بیانی و دھوکہ دہی، بددیانتی و علمی ڈاکہ زنی کا اگرچہ بکثرت انکشاف ہو چکا ہے اور یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ گستاخی و بدتمیزی وہابیوں کے خمیر میں گندھی جا چکی ہے۔ لیکن غیر مقلدین وہابیہ کے ترجمان قاری سیف اللہ نے موضوع بحث سے راہ فرار اختیار کرتے ہوئے غلط بحث اور غیر متعلق گفتگو کے ضمن میں مسائل فقہیہ کے متعلق جو غلط تاثر دیا ہے، اس سے وہابیوں کی کذب بیانی و بددیانتی کی رسی بھی پوری ہو چکی ہے۔ اب ہم بالا اختصار صورت حال کی وضاحت کرتے ہوئے انصاف کے طالب ہیں۔ اور اس گفتگو سے پہلے چند ضروری باتیں ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں:-

۱۔ فقہ حنفی حضور امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب و متعلق ہے جن کے وجود مسعود نے خیر القرون میں نشو و نما پائی۔ اور تابعیت کا شرف حاصل کیا۔ جنہیں اہل علم و اسلام نے ”سراج الامت“ کہا اور رؤفہ نبوی سے ”امام المسلمین“ کا خطاب ملا۔ جن کے دامن اقدس سے لاکھوں طلباء علمائے مجتہدین، مفسرین، محدثین اور اولیائے امت وابستہ ہیں جن کا علم و فضل، تقویٰ و طہارت، بصیرت و فراست اور اجتہاد و تفقہ مسلمہ طور پر نہایت بلندی پر ہے۔ لہذا اگر کسی کو ان کی تحقیق و فقہ حنفی کے کسی مسئلہ کا اخذ نہ ملے یا اجتہادی پہلو سمجھ میں نہ آئے تو یہ خود اس کے علم و فہم کی کمزوری ہوگی نہ کہ فقہ حنفی کا قصور۔

۲۔ بعض مسائل میں مختلف اقوال اور مختلف حیثیات سے مختلف شرائط و قیود کا ذکر ہوتا ہے جن میں قیل و قال کے بعد کسی پہلو کی ترجیح کا مرحلہ آتا ہے۔ ایسے مواقع پر خاص احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے، غیر مقلدین کی طرح قطع و برید نہیں کی جاتی۔

۳۔ بعض جرائم پر شرعی حد لگتی ہے۔ بعض پر گناہ لازم آتا اور تعزیر کا مستحق ہوتا ہے۔ تعزیر میں جرم کی نوعیت و قباحت کے لحاظ سے سزا ملتی ہے اور یہ مسئلہ حاکم و قاضی سے متعلق ہوتا ہے۔ لہذا اگر کسی مسئلہ میں حد کی نفی ہو تو اس سے اس فعل کے فتنج و گناہ اور قابل تعزیر ہونے کی نفی نہیں ہوگی۔ کتب فقہ میں متعدد مقامات پر آتا ہے:- بعذر اشدد التعزیر ولا حد علیہ۔ اس پر حد نہیں ہے اور سزا سخت دی جائے گی۔ (قاضی خان ج ۴ ص ۸۲) اسی طرح بعض جزئیات میں کسی فرضی صورت کا بیان ہوتا ہے کہ اگر ایسا ہو تو یہ حکم ہوگا۔ جس سے اس فعل کا جواز و ترغیب لازم نہیں آتی۔ جیسا کہ غیر مقلدین بددیانتی سے غلط تاثر دیتے ہیں۔

۴۔ فقہ یعنی دین کی صحیح سمجھ قرآن و حدیث اور اجتہاد کا ثمرہ ہے۔ اور غیر مقلدین اپنی بد عقیدگی و گستاخی کے علاوہ چونکہ فقہ و اجتہاد سے محروم ہوتے ہیں اس لئے انہیں نہ خود قرآن و حدیث کی صحیح سمجھ ہوتی ہے اور نہ کسی ”سمجھ والے“ امام سے متعلق ہوتے ہیں۔ اس لئے خود نقل و خرد سے گورے ہونے کے باوجود ائمہ کرام و فقہ شریف پر احمقانہ و معاندانہ اعتراض

کرتے اور غلط تاثر پھیلاتے ہیں۔ اس لئے نہ ان کی باتیں قابل اعتبار ہیں نہ ان کا تاثر صحیح ہے اور نہ ہی کسی وہابی مولوی کی تحقیق فقہ کے ہم پایہ ہو سکتی ہے۔ اب نمبر داران کے اعتراضات مع جوابات ملاحظہ فرما کر حقیقت حال پر غور کریں۔

اعتراض ۱۔ فاتحہ شریف ام القرآن کو خون اور پیشاب سے لکھنا بخيال شفا جائز ہے۔
(شرح در مختار)

جواب۔ یہ سراسر کذب بیانی و ہدیاتی ہے۔ نہ شرح در مختار میں محض خیالی طور پر قول جواز ہے نہ یہ صاحب مذہب امام اعظم رضی اللہ عنہ کی تحقیق کے مطابق ہے (اس لئے آپ کے نزدیک استعمال حرام اصلاً روایتیں)۔ (لالہ لعل داؤدی ولا یغیرہ) بلکہ کتب معتبرہ میں صاف تصریح ہے کہ لم یمنقل ولم یفعل۔ نہ یہ جزیہ معتبر ذریعہ سے منقول ہے اور نہ ایسا کیا گیا ہے۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۱۵۳۔ طحاوی ج ۱ ص ۱۵۵۔ فتاویٰ سراچیہ ص ۷۵) اگر بالفرض ایسا ہو تو کوئی اور دوامی سر نہ آنے کی صورت میں یہ حالت اضطرار پر موقوف ہوگا۔ اور بعض کے نزدیک اس حالت میں جس طرح مردار اور خنزیر کی حرمت ساقط ہو جاتی ہے اسی طرح پیشاب اور خون کی حرمت بھی ساقط ہوگی، اور آداب قرآن کی خلاف ورزی لازم نہیں آئے گی۔ لان الحرمة ساقطة عند الاستشفاء كحل الخمر و المینة للعطشان و الجائع۔ (رد المحتار۔ طحاوی حوالہ مذکورہ ملخصاً)

کیوں جی۔ قاری سیف اللہ بہادر کچھ تسلی ہوئی یا نہیں؟ دیکھا کس طرح تمہاری چوری پکڑی گئی اور تمہارا بھانڈا بیچ چورا ہے میں پھوٹ گیا۔ بتاؤ بعد تفصیل مذکورہ کے کیا اشکال باقی ہے۔ اگر تم سچے متھے تو اس تفصیل اور اضطرار وغیرہ کی قیود کو کیوں چھپا دیا، اور اضطرار کو "خیال" لکھ کر دھوکہ کیوں دیا۔ جو شخص اپنی جہالت و حماقت کی بناء پر "اضطرار و خیال" میں فرق نہیں کر سکتا وہ (منفی رستم ہار گئے) کی ڈینگیں مارتا ہے اور نام نہاد اہلحدیثوں کا ترجمان

بن لرفقہ شریف پر اعتراض کرتا ہے۔ سچ ہے۔

اسی عقل کسی کو بھی ایسی خدا سے دے آدمی کو موت پر یہ بداداندہ دے
وہابیہ کی خانہ تلاشی۔ قاری سیف اللہ نے شرح در مختار میں تحریف و خیانت کر کے محض لفظ "خون اور پیشاب" پر شور مچا دیا۔ لیکن اتنا معلوم نہیں کیا کہ ان کے ہاں بغیر "شرط و قید" نسوانی شرمگاہ کی رطوبت بھی پاک ہے۔ انسان اور جانوروں کی منی بھی پاک ہے۔ تفصیل انشاء اللہ آگے آرہی ہے۔ قاری جی ایسی رطوبت و منی کو پاک قرار دے کر کس منہ سے فقہ پر اعتراض کر رہے ہو۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی

ذرا سوچئے: جو لوگ ایسی رطوبت اور انسانی و حیوانی منی کی طہارت کے قائل ہیں ان کے اجسام و ملبوسات اور نمازوں کا کیا حال ہوگا؟ خبیر دار۔ کسی وہابی کو ہرگز امام نہ بنانا۔ دیوبندی وہابی مودودی کے پیچھے نماز نہ پڑھنا۔

اعتراض ۲۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جماع کے وقت حاضر و غایب ہوتے ہیں۔ (مقیاس حقیقت)

جواب۔ یہ بھی سراسر کذب بیانی و ہدیاتی ہے۔ یہ صاحب مقیاس کے الفاظ نہیں بلکہ وہابی کا اعتراض ہے۔ جس کا مفصل جواب آگے مذکور ہے۔ دیکھو مقیاس حقیقت ص ۲۷۹۔ مگر وہابی قاری نے اعتراض تو نقل کر دیا، مگر جواب ہضم کر گیا۔ جس میں یہ الزامی جواب بھی تھا کہ "کیا اللہ تعالیٰ کو ان مقامات پر موجود اور سمیع و بصیر سمجھتے ہو یا نہیں؟ لہذا (فما ہو جوابکم فہو جو ابنا) مگر وہابیوں کے ترجمان نے نہ پورا جواب نقل کیا ہے اور نہ اپنے پر اس الزامی اعتراض کا جواب دیا ہے۔

اعتراض ۳۔ ”نماز میں غشی عورت کو دیکھنا فاسد نہیں کرتا۔“ (قاضی خاں)

جواب۔ یہ بھی سراسر کذب بیانی و بددیانتی ہے کہ ادھوری عبارت نقل کر کے غلط تاثر دیا گیا ہے۔ اس لئے نہ نمازی کے سامنے عورت نکلی ہو سکتی ہے۔ نہ کوئی نماز میں قصد اُدیکھ سکتا ہے۔ صرف ایک فرضی صورت میں اس مسئلہ کا بیان ہے کہ اگر ایسے اتفاق ہو تو ایک روایت کی بناء پر نماز فاسد نہیں ہوگی۔ اور حرمت مصاہرت لازم آنے کے باعث ایسی عورت کی ماں اور بیٹی اس شخص پر حرام ہوگی اور اگر کسی مطلقہ رجعیہ کے ساتھ ایسا ہوا تو رجعت ثابت ہوگی۔ بس ع

اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا

بتائیے اس میں مسائل کی تحقیق و تبلیغ کے علاوہ اور کیا ہے؟ اگر یہ مسائل یا تحقیقات نہ ہوں اور کبھی کہیں ایسی صورت پیش آئی جائے تو پھر کوئی عالم و مفتی اس کو جواب کہاں سے لائے۔؟

پھر اگر وہابیوں کے نزدیک حضرات فقہائے کرام علیہم الرضوان کی یہ تحقیق صحیح نہیں تو نام نہاد ابجدیث زیر بحث جزئیات کا احادیث سے ثبوت پیش کریں۔ یہ کوئی غیر مقلد مولوی جو اس معمہ کو حل کرے۔ یہ یاد رہے کہ جواب مسئلہ احادیث سے ہو اس لئے کہ تم ابجدیث جو ہونے؟

اعتراض ۴۔ ”خرچی زانیہ کی مقرر کر کے زنا کے لئے حلال ہے۔“ (چلی)

جواب۔ یہ بھی سراسر کذب بیانی و بددیانتی ہے جس میں کسی پابندی کا ذکر نہ کر کے کاروبار زنا کے حلال ہونے کا غلط تاثر دیا گیا ہے۔ حالانکہ چلی میں صاف تصریح ہے کہ ”امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک یہ سبب زنا حرام“۔ اور امام ابو یوسف و امام محمد (رضی اللہ عنہم) کے نزدیک بھی یہ تمام صورت حرام ہے۔ اور اسی باب میں یہ مذکور ہے کہ

والاصل عندنا انه لا يجوز الا جارة... علی المعاصی

یعنی ہمارے نزدیک اصل یہ ہے کہ گناہوں پر اجارہ ناجائز ہے اس لئے کہ معصیت کا استحقاق متصور نہیں۔“ (چلی ص ۲۹۹) علامہ ٹھٹھاوی فرماتے ہیں ”صحیح یہ ہے کہ یہ حلال نہیں ہے“ (حاشیہ در مختار ج ۳ ص ۲۴)

کیوں قاری جی

کچھ سمجھ آئی یا گئی؟ مگر عقل و فرد سے کورے غیر مقلدین کو سمجھ آئے کیسے قاری جی ادھر اس مسئلہ نقل کر کے دھوکہ کیوں دیا.....؟

اعتراض ۵۔ ”رہنڈی کو خرچی دے کر زنا کرے تو اس پر حد نہیں۔“ (قاضی خاں)

جواب۔ یہ بھی سراسر کذب بیانی و بددیانتی اور یہاں بھی کاروبار زنا کے آزاد ہونے کا غلط تاثر دیا گیا ہے۔ حالانکہ حد نہ ہونے سے نہ زنا حلال ہو سکتا ہے، نہ ایسا مجرم تعزیری سزا سے بچ سکتا ہے۔ باوجود اس کے علامہ شامی نے پوری تحقیق و تفصیل کے بعد فرمایا ہے۔

والحق فی هذا كله وجوب الحد (منحته الخالق) حد کا معاملہ بہت اہم و نازک ہے اس لئے شبہات سے قیام حد میں فرق آجاتا ہے۔ چنانچہ مولوی وحید الزمان غیر مقلد نے بھی صاف لکھا ہے کہ یسقط الحد بالشبہات المحتملة۔ یعنی شبہات شملہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے مگر نقد اجتہاد سے محروم غیر مقلدین ان تحقیقی نزاکتوں کو کیا جانیں۔ بہر حال قاری صاحب کا زنا کو ہلکا ظاہر کرنے کا تاثر بالکل غلط ہے۔ کیا ہے کوئی غیر مقلد جو مسئلہ زیر بحث میں حدیث صحیح و صریح سے حد کا ثبوت دے یا حد نہ ہونے سے زانی کا غیر مجرم ہونا ثابت کرے؟ ہرگز نہیں

انہیں بس احمقانہ و معاندانہ اعتراضات سے کام ہے نہ کہ مجتہد اند و محققانہ تحقیقات اور دلائل سے۔

وہابیہ کی خانہ تلاشی۔ غیر مقلدین کے امام مولوی وحید الزمان لکھتے ہیں ”ہمارے بعض اصحاب نے نکاح متعہ کو جائز لکھا ہے“۔ (نزل الابرار ص ۳۳)

کیا فرماتے ہیں قاری سیف اللہ صاحب بابت ان غیر مقلدین اصحاب کے جنہوں نے متعہ کو جائز قرار دیا ہے، اور زنانہ بازاری کے لئے باقاعدہ دستاویز مہیا کر دی ہے۔ آپ نے فقہ کی زیر بحث عبارت کو خواہ مخواہ نشانہ بنایا اور غلط تاثر دیا۔ حالانکہ آپ کے ہاں اس سے بڑھ چڑھ کر متعہ کی نبھالیں ہیں۔

غیر کی آنکھ کا تیکا تو تجھے نظر آیا

اپنی آنکھ کا نہ دیکھا مگر شہر بھی

اعتراض ۶۔ اگر جامہ درشت لپیٹ کر دخول کرے تو نہ روزے کی قضاء نہ غسل کچھ بھی واجب نہیں۔ (فتاویٰ برہنہ)

جواب۔ یہاں بھی سراسر حماقت و بددیانتی سے غلط تاثر دیا گیا ہے ورنہ صورت مسئلہ واضح ہے کہ جب سخت کپڑا لپٹنے کے باعث نہ جسم، نہ مس ہوگا، نہ حرارت محسوس کرے گا تو محض صورت دخول سے کوئی حکم لازم نہ آئے گا اس لئے کہ فی الواقع یہ جماع کی صورت ہی نہیں۔ اس کے باوجود منقول ہے کہ والاحوط وجوب الغسل۔ احتیاط غسل ہی میں ہے۔ (بحر الرائق ج ۱ ص ۶۰)

وہابیہ کی خانہ تلاشی۔ اگر اب بھی قاری صاحب کی تسلی نہیں ہوئی تو غیر مقلدین کے امام مولوی وحید الزمان سے پوچھ لیں۔ لکھتے ہیں ”جب کپڑا لپیٹ کر دخول کرے، اگر لذت پائے تو غسل کرے ورنہ نہیں“۔ اور سنئے۔ لکھا ہے کہ:-

○ اگر لوہا لکڑی اپنے پیچھے کے مقام میں یا پیشاب کی نالی میں داخل کرے مکروہ ہو

گا، مگر روزہ فاسد نہ ہوگا“ (نزل الابرار ج ۲ ص ۲۲۸)

قاری جی بتائیے کچھ ہوش آیا یا نہیں۔ آپ خواہ مخواہ فقہ شریف کے متعلق غلط تاثر دے رہے تھے۔ دیکھئے مولوی وحید الزمان نے غیر مقلد ہونے کے باوجود فقہ سے بڑھ کر فقہ کی تائید کر دی اور کپڑے کے ساتھ درشت و سخت کی قید بھی نہیں لگائی۔ اب تو۔۔۔۔۔ آپ بھی اعتراف کریں کہ وہابی ایسی لای عقل قوم ہے جسے اپنے گھر کی تو خبر نہیں اور دوسروں پر خواہ مخواہ دیوانہ وار پتھر اڑ کر رہے ہیں۔

اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی یہ جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا ہی گھر نہ ہو

اگر اب بھی کوئی اشکال ہے تو کوئی غیر مقلد مسئلہ زیر بحث میں اسی صورت کا حکم حدیث سے بیان کرے۔ مگر دیکھنا حدیث سے باہر نہ جانا، تم ”اہل حدیث“ ہو۔

اعتراض ۷۔ ماں، بہن، بیٹی سے حرام جان کر بھی نکاح کرے اور صحبت کرے تب بھی حد نہیں۔

جواب۔ یہ بھی وہی کذب بیانی و بددیانتی ہے جس کے تحت شروع سے غلط تاثر دیا جا رہا ہے کہ گویا اس جرم کی کھلی چھٹی ہے، اور اس پر کوئی گرفت اور نہ انہیں۔ حالانکہ منقول عبارت کے بالکل متصل مذکور ہے:- لِكِنَّهُ يُوجِبُ عُقُوبَةً یعنی اس فعل کے مرتکب کو سخت سزا دی جائے گی۔ پھر اس سے کچھ آگے مزید فرمایا کہ اِنَّهُ اَرْتَكِبُ جُرِيْمَةً و لیس فیہا حد مقدر فیعززد۔ اس شخص نے بلاشبہ جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ لہذا اگرچہ اس میں حد مقدر نہیں لیکن اسے سزا ضروری جائے گی۔ (ہدایہ ص ۴۹)

کیا وہابی قاری بتائے گا کہ اس نے مذکورہ عبارت جھٹکا کر کے اس میں ڈاکہ زنی کیوں کی ہے۔ اور ہمارے نقل کردہ جملوں کو شیر مادر کی طرح کیوں ہضم کر لیا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ نجدی قاری کا مطلب صرف کذب بیانی، دھوکہ بازی، بددیانتی اور ڈاکہ زنی ہے اور ان

جملوں کے نقل کرنے سے چونکہ اس کے شیطانی پروگرام پر پانی پھر جاتا تھا اس لئے اس نے قطع و برید اور تحریف و خیانت سے اپنا منہ اور نامہ اعمال سیاہ کیا ہے۔ ع

شرم بابت از خدا اور رسول (جَلَّ عِلَالُہُ وَصَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

نجدی قاری۔ اگر ہدایہ شریف کی پوری عبارت نقل کر کے اس پر کوئی علمی و تحقیقی تبصرہ کرتا، اور زیر بحث مسئلہ میں ہدایہ کے متبادل کوئی حدیث پیش کرتا، تو پھر بھی ایک علمی بات تھی۔ مگر جو قاری جہالت و حماقت کی بیماری کا مارا ہوا، یتیم فی العلم ہو، ابلیسی ذہنیت و شیطانی مقصد رکھتا ہو اسے علم و تحقیق سے کیا غرض۔ بہر حال واضح ہو گیا کہ اگر قاری سچا ہوتا یا ہدایہ کی عبارت میں واقعی کوئی سقم ہوتا تو قاری اس ظالمانہ طریقہ سے یوں عبارت کا جھٹکا نہ کرتا۔ مگر چونکہ اس نے ایسا ہی کیا ہے اس لئے صاف ظاہر ہے کہ دال میں کالا اور نیت میں فساد ہے ورنہ وہ ہدایہ کی پوری عبارت مع ”عقوبت و تعزیر“ کے الفاظ کے نقل کر کے بدلیل اس کی تغلیط کرتا اور بحوالہ حدیث اس کا متبادل حوالہ پیش کرتا۔ مگر اتنی صداقت و اہلیت کہاں؟

اعتراض ۸۔ کسی شخص کی عورت کو جھوٹی گواہی دے کر مقدمہ جیت لے تو جہان درست ہے۔ (ہدایہ)

جواب۔ یہ بھی محض کذب بیانی و بددیانتی ہے اور ان الفاظ کے ساتھ ہدایہ میں کوئی جزیہ نہیں۔ اور جو ہدایہ میں ہے وہ قاری نے نقل نہیں کیا اور جو نقل کیا ہے وہ ہدایہ میں پایا نہیں گیا۔ لہذا ظاہر ہے کہ اگر قاری نے صورت مسئلہ کو سمجھا ہی نہیں اور آگے چلا دیا ہے تو یہ اس کی ذہل جہالت و حماقت ہے۔ اور اگر اس نے مسئلہ کو سمجھ کر اس کے خلاف لکھا ہے تو یہ بہتان و افتراء ہے، اور وہابی قاری بہر صورت مجرم و جواہدہ ہے۔ اگر قاری (جہوں پے گئی جھوٹ دی بیماری) اپنے نقل کردہ الفاظ کے مطابق ہدایہ میں عبارت دکھائے تو ہم اسے گیارہویں شریف کا حلوہ کھلائیں کیوں قاری جی یہ بات منظور ہے؟ مگر ایسے جھوٹوں،

نکنوں، جابلوں، کو ایسا تبرک و نعمت کیسے نصیب ہو اور بد مزاجی و دماغی خشکی سے کیسے چٹکا رہا ہو

----- سچ فرمایا ہے مولانا حسن رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے کہ

نجد یا نخت ہی گندی ہے طبیعت تیری کفر کا کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری

الحمد لله، والصلوة والسلام علی رسول الله

کہ ہم نجدی قاری سیف اللہ کی ”چارورقی رسلیا“ کے جواب سے بتمام و کمال فارغ ہو گئے۔ یہ تھا ہمارا دفاع اور انشاء اللہ العزیز اب ہوگی ہماری پیش قدمی۔

کَلْبَکَ رَضَاۃً خَجَرَ خُونُوَارِ بَرْقِ بَارِ اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

حکیم محمود۔ قاری سیف اللہ کے نام نہاد پمفلٹ ”چیلنج“ کی اشاعت سے متصل ہی

ایک پمفلٹ حکیم محمود بن محمد اسماعیل سلفی کا اور دو پمفلٹ محمود چاہ شاہانوالہ کے نام سے

منظر عام پر آئے۔ جہاں تک اصل موضوع بحث اہلحدیث، کہلانے کا تعلق ہے اس کے

متعلق تو کافی وادانی بحث اس کتاب میں آچکی ہے باقی رہا مسئلہ نداؤ تحویب وغیرہ کا، تو

اس موضوع پر علمائے اہلسنت کی مستقل تصانیف بھی موجود ہیں اور ویسے بھی وقتاً فوقتاً

جواب شائع ہوتا رہا ہے۔ لہذا ان پر تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ ہر شخص علمائے اہل سنت کی

کتب و رسائل پڑھ سکتا ہے۔ جس چیز کی اصل ضرورت تھی وہ بفضلہ تعالیٰ بصورت کتاب

آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ البتہ دو لطائف خالی از دلچسپی نہ ہوں گے۔ پڑھئے اور سر دھنیئے،

لطیفہ۔ حکیم محمود نے لکھا ہے کہ ”صرف رسول کی پیروی سے اختلاف ختم ہو سکتا ہے“۔ گویا

بزعم ایشان سب کو اہلحدیث وہابی بن جانا چاہئے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر تقلید باعث

اختلاف ہے اور صرف پیروی حدیث سے اختلاف ختم ہو سکتا ہے تو پھر خود غیر مقلدین

الجمہ بیٹ میں متعدد پارٹیاں اور ان کے شدید اختلافات کیوں ہیں۔ اور خود محمود پارٹی کی دیگر وہابیوں گوجرانوالہ سے شدید کشمکش کیوں ہوئی ہے؟

معلوم ہوا کہ تقلید باعث اختلاف نہیں بلکہ وہابیت و نقسائیت موجب اختلاف ہے۔ اور اختلاف ختم کا ذکر صرف ان کی زبانوں پر ہے دل میں نہیں۔ اسی لئے یہ خود پیروی رسول علیہ السلام سے محروم ہیں۔

لطیفہ۔ محمود چاوشا ہانوالہ نے اپنے پہلاٹ کا عنوان: ”چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است“ رکھا ہے۔ حالانکہ یہ مصرع اور اس سے متعلق اشعار ڈاکٹر اقبال نے وہابیوں کے متعلق لکھ کر انہیں مقام محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بے خبر قرار دیا ہے۔ مگر غیر مقلد وہابیوں نے اپنے دیوبندی وہابی بھائیوں کی رعایت سے نہ تمام اشعار لکھے ہیں نہ مولوی حسین احمد دیوبندی کا نام آنے دیا ہے کہ ع

ز دیوبند حسین احمد اس چہ بوا لعلی است

جس سے ان کی ہیرا پھیری ظاہر ہے کہ وہابیوں پر وارد ہونے والا کلام الہی ”یا رسول اللہ“ کہنے والوں پر چسپاں کر دیا ہے۔ اور پورا متعلقہ کلام بھی سامنے نہیں آنے دیا۔ حالانکہ کلام اقبال صرف اور صرف وہابیوں پر چسپاں ہے جن کا مقام محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بے خبر ہو نا واضح مظاہر ہے اور ”یا رسول اللہ“ کہنے والوں پر یہ اس لئے چسپاں نہیں ہوتا کہ صاحب کلام اقبال خود نہ رسالت اور وظیفہ ”یا رسول اللہ کا عامل و قائل ہے۔ مثلاً

دل نہ تالہ چرانا لدنہ انم نگا ہے یا رسول اللہ نگا ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

بہر حال وہابی یہاں بھی کذب بیانی و بددیانتی سے باز نہیں آئے۔ وہابیوں کا کلام اقبال سے لوگوں کو دھوکہ نہ دو، یا اقبال کی طرح تم بھی نعرہ رسالت یا رسول اللہ بلند کرو اور اس

خود سے جلنا چھوڑ دو۔

محمود کی نام محمود بحث۔ حکیم محمود نے اپنے پہلاٹ میں سچائی کی دہائی دیئے کے باوجود جس قدر غلط بیانی کی ہے اس کی تفصیل سے قطع نظر صرف ایک مسئلہ کی بحث میں اس شخص کی صداقت و دیانت کا انداز لگایا جاسکتا ہے۔ لکھتے ہیں: ”عبد الجلیل صاحب نے سید شہید کے متعلق ناروا کلمات کہے اور کہا کہ وہ نماز میں حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خیال کو گدھے کے خیال سے برا جانتا تھا۔ میں نے ٹوکا کہ فوت شدہ لوگوں کو برا کہنے سے حضور نے منع فرمایا ہے،

حالات نکہ۔ نہ مولوی اسماعیل دہلوی سید ہے نہ کسی نام سے پہلے ”شاہ“ کا لفظ سیادت کی علامت ہے۔ اسی طرح وہ شہید بھی نہیں۔ اس لئے کہ شہید زندہ ہوتا ہے۔ اور وہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ”عاز اللہ مردہ بلکہ“ ”مرکرمی میں ملنے والا“ قرار دیتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۵۷) تو جو بے ادب و سنگدل آپ کو زندہ نہیں مانتا وہ خود زندہ جاوید (شہید) کس طرح ہو سکتا ہے؟ علاوہ ازیں اس کی انگریز دوستی (دیکھو سوانح احمدی و حیات طیبہ) اور گستاخانہ زبان بھی منصب شہادت کے خلاف ہے۔ (۲) حکیم محمود کو اپنے مولوی اسماعیل کی بے ادبی کی بناء پر اس کے متعلق ناروا کلمات کا تو بہت دکھ ہے۔ اور فوت شدہ لوگوں کو برا کہنے کی ممانعت بھی پیش نظر ہے مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف اسی مولوی کے ناروا کلمات کا نہ کوئی دکھ ہے نہ سرکار کے متعلق برے الفاظ کہنے کی ممانعت پیش نظر معنی جس مولوی نے وہابیت سکھائی ہے اس کا تو اتنا ادب و لحاظ، اور جو تاجدار نبوت کا کلمہ پڑھا جاتا ہے ان (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا کوئی حق و ادب اور لحاظ و پاس نہیں؟ ع

ارے تجھ کو کھائے تپ ستر ترے دل میں کس سے بخار ہے

۳۔ حکیم صاحب وہابی کی طرح ویسے تو حدیث و بدعت کی گردان بہت کرتے ہیں مگر مذہب

عمل کوئی نہیں۔ دیکھئے دیگر جنس و چنان باتوں پر تو انہیں وقت کا کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر اقدس پر وقت اور سیاہی بچانے کے لئے پورا اور وہ بھی لکھتے اور صرف ”لکھنے پر گزارہ کرتے ہیں۔ کیوں جی ورد لکھتے وقت اس قدر بخل؟ اور یہ طریقہ نامسعود کیا خلاف حدیث اور بدعت نہیں؟؟ اگر نہیں تو کیوں۔۔۔؟ جواب ضرور دینا اور وہ بھی حدیث سے اس لئے کہ تم اہلحدیث جو ہوئے۔

بڑے پاکباز اور بڑے پاک طبیعت جناب آپ کو کچھ ہمیں جانتے ہیں
عذر گناہ بدتر از گناہ۔ حکیم صاحب لکھتے ہیں ”میں نے عرض کیا آپ بھی ان (اسماعیل دہلوی) کے ہم خیال ہیں۔ آپ کا نظریہ کہ ”قرآن پاک دیکھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے مگر تنگی عورت اور گدھے کو دیکھنے سے نہیں ٹوٹی۔ گویا قرآن اور رسول کی ناقدری میں دونوں مساوی ہیں۔ (پہلا حکیم صفحہ ۱)

دیکھئے: ”مسلمان جھوٹ نہیں بول سکتا“۔ لکھنے والے نے چند جملوں میں کس قدر جھوٹ بولا ہے۔ (۱) آپ بھی ان کے ہم خیال ہیں۔ (۲) قرآن پاک دیکھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ (۳) ناقدری میں دونوں مساوی ہیں۔ یہ تینوں باتیں جھوٹ اور بے دلیل ہیں۔ نہ اہل سنت دہلوی کے ہم خیال ہیں نہ قرآن دیکھنے سے نماز ٹوٹی ہے۔ نہ ناقدری میں دونوں مساوی ہیں۔ اپنی ہی تحریر کی روشنی میں اب یا تو حکیم صاحب قول و فعل کے تضاد اور ارتکاب کذب کے ذمہ مجرم ہیں اور یا پھر مسلمان ہی نہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے خود لکھا ہے کہ ”مسلمان جھوٹ نہیں بول سکتا“۔

اتنی نہ بڑھاپا کی دلمان کی حکایت دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ
فیصلہ ہو گیا۔ کہ حکیم محمود بن مولوی اسماعیل گوجرانوالہ کی یہ تحریر نہ اہلسنت کے لئے حجت ہے نہ حقیقت۔ البتہ حکیم صاحب کی تحریریں وہابیوں کے حق میں فیصلہ ضرور ہوگی

کہ حکیم محمود سمیت مولوی اسماعیل دہلوی اور تمام وہابی قرآن اور رسول کی ناقدری (بے ادبی) کرتے ہیں۔ شاباش حکیم صاحب! آپ نے یہ کتنا اچھا فیصلہ کیا۔ کاش اب آپ اور آپ کے دوسرے ہم مسلک وہابی، ناقدری اور بے ادبی والے ٹولہ سے توبہ کر کے صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت ہو جائیں اور مروجہ ”اہلحدیث“ کے خود ساختہ نام و مذہب سے لوگوں کو مغالطہ نہ دیں۔ یاد رہے کہ وہابیوں کے متعلق حکیم محمود کا فیصلہ بڑا اہم اور وزنی ہے اس لئے کہ وہ خود کٹر خاندانی وہابی ہیں، اور سابق امیر جمعیت اہلحدیث ”مولوی اسماعیل صاحب آف گوجرانوالہ“ کے بیٹے ہیں۔ سچ ہے

”مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری“

حکیم وقاری کی دورنگی۔ مولوی اسماعیل کی عبارات کے متعلق قاری سیف اللہ صاحب تو لکھتے ہی کہ ”کسی کا قول و فعل حجت نہیں“۔ مگر حکیم محمود نے زیر بحث عبارت کو ایسا حجت بنایا ہے کہ بجائے توبہ کے ایک بات کی حمایت میں کئی غلطیاں کور ہے ہیں۔ اور یہاں تک حد سے گزر گئے ہیں کہ گستاخانہ اسماعیلی عبارت کی حمایت میں اہل سنت پر یہ جھوٹا اتہام لگا رہیں کہ ”قرآن پاک دیکھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے مگر تنگی عورت اور گدھے کو دیکھنے سے نہیں ٹوٹی (بلفظ)۔ مگر اتنے بڑے سنگین الزام کے لئے نہ کوئی عبارت، نہ ثبوت، نہ حوالہ، نہ کتاب۔ تنگی عورت کے مسئلہ کے متعلق پہلے بحث ہو چکی ہے۔ باقی قرآن دیکھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ ہاتھ میں لے کر پڑھنے سے فساد آتا ہے۔ مگر یہ دونوں الگ الگ مسئلے ہیں ان میں کوئی تقابل و تشبیہ نہیں کہ سوء ادب لازم آئے۔ اس لئے کہ قرأت قرآن کا موجب فساد ہونا اصطلاح فقہ میں ”عمل کثیر اور تلقین من الخارج“ کی بناء پر ہے۔

لہذا ناقدری کی کوئی بات نہیں۔ اس کے برعکس اسماعیلی عبارت میں ایسا کھلا ہوا تقابل، تشبیہ اور تحقیق و تحقیر ہے کہ جس کی کوئی تاویل نہیں کہ ”شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کا خیال خواہ جناب رسالتناہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی ہوں اپنے نبیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے کئی مرتبہ زیادہ بُرا ہے۔“ (صراط مستقیم ص ۲۶) ایسی صریح گستاخانہ عبارت کو ایک دوسری نوعیت کے فقہی مسئلہ کے ساتھ گڈنڈ کر کے مغالطہ دینا محض کذب بیانی و فریب کاری ہے۔ اور اس خطبہ بحث کے باوجود حکیم صاحب نے بہر حال یہ تسلیم کر لیا ہے۔ کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے قرآن اور رسول کی ناقدری کی ہے۔“ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ ہوشیار اے مرد مومن ہوشیار

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط
(حصہ دوم) حَقُّ التَّحْقِيقِ فِي رَدِّ تَلْبِيسِ ابْلِيسَ - معروف بہ
”صداقتِ اہل تحقیق“

بجواب

”قدامتِ الہامدیت“

”(تحقیقِ الہامدیت“ کا وہ صفحہ جسے قاری سیف اللہ چھوند سکا)

غیر مقلدیت قادیانیت کے نقش قدم پر

مولوی عبداللہ الہامدیت امرتسری غزنوی فرماتے تھے۔ الہام ہوا۔ کہ بدل خود
مطالعہ کردہ باش۔ مباد کہ دوائے ازما سوا ہشتند تین باریہ الہام ہوا وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ
حُجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيلًا۔ اور فرماتے تھے۔ الہام ہوا۔
وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى۔ یعنی البتہ جلدی دے گا۔ تجھ کو تیرا
رب۔ پھر تو خوش ہو جاوے گا۔ اور فرماتے تھے۔ الہام ہوا۔ الَمْ نَشْرَحْ لَكَ
صَدْرَكَ“ (سوانح عمری ص ۳۵-۳۶ مختصراً)

نوٹ:۔ ایک طرف غلام احمد قادیانی کے نام نہاد ”الہامات“ اور شان مصطفوی میں نازل
شدہ آیات اپنے ناپاک وجود پر چسپاں کرنا سامنے رکھے۔ اور دوسری طرف مولوی عبداللہ
الہامدیت امرتسری کے مذکورہ نام نہاد ”الہامات“ و شان مصطفوی میں نازل شدہ آیات کو
اپنے وجود نامسعود پر چسپاں کرنا ملاحظہ فرمائیے اور پھر للہ فیصلہ کیجئے کہ غلام احمد قادیانی اور
عبداللہ اہل حدیث اور مرزا نیوں اور وہابیوں میں کہاں تک فرق ہے؟

نام ہی کا فرق ہے، تصور یہ ہے دونوں کی ایک۔

مرزائی کی اقتداء:۔ مرزائی کے پیچھے نماز ادا ہو جائے گی۔ حدیث میں ہے۔ ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو یعنی اگر وہ جماعت کر رہا ہو تو مل جاؤ۔ **وَإِنْ كُنْتُمْ أَمَعَ الرَّكْعَيْنِ** (رسالہ الہمدیث امرتسر ۳۱ مئی ۱۹۱۲ء زیر ادارت ثناء اللہ امرتسری) ۵ میرا مذہب اور عمل ہے کہ ہر ایک کلمہ گو کے پیچھے اقتداء جائز ہے۔ چاہے وہ شیعہ ہو یا مرزائی (الہمدیث امرتسر ۱۲ اپریل ۱۹۱۵ء)

پہلے مرحلہ پر:۔ ہی نجدی قاری کا مذکورہ حوالہ جات کو نہ چھوٹا اور اس سے صرف نظر کرنا۔ جہاں ہماری صداقت و پیش کردہ حوالوں کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ وہاں اس سے غیر مقلدین کی منافقت و ”ہاتھی دانت مار کھ“ مذہب بھی واضح ہو گیا۔ کہ بظاہر شیعوں و ہابیوں کی تردید کا کریڈٹ حاصل کرنے کی کوشش کرنا اور اندرون خانہ کو امام بنانا اور انکا مقتدی بننا ”ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور“ کے سوا کچھ نہیں۔ (صفحہ ۸۲ بھی ملاحظہ کریں)

بردران اہلسنت:۔ دیگر انصاف پسند حضرات پر واضح ہو کہ بفضلہ تعالیٰ و میرکتہ حبیبہ المصطفیٰ (علیہ التحیۃ) بتاریخ ۱۱/۱۱/۹۵ھ مطابق ۱۱/۱۱/۲۲ کتاب مستطاب ”تحقیق الہمدیث“ منظر عام پر آئی۔ جس کا نام نہاد جواب ”قداست الہمدیث ۱۳/۶/۹۶ھ مطابق ۱۳/۶/۲۶ء کو پورے پونے سا تھ ماہ بعد شائع ہوئی۔ مگر اس نصف سال سے زائد عرصہ کی مدت میں قاری سیف اللہ نے مکرو فریب سے جو تانا بانا بیٹا ہے۔ وہ تاریخ مکتوبت کی طرح کمزور ہے اور تحقیق الہمدیث روز اول کی طرح ماشاء اللہ آج بھی ۱۱ جواب ہے۔ اور کیوں نہ ہو جبکہ سیف اللہ وہابی نے کسی معقول جواب کی بجائے کئی چیزوں کو چھوٹا کیا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جس چیز پر اس ساری بحث اور گفتگو

کی بنیاد اور دار و مدار تھا اس موضوع بحث اصل سوال کے جواب کی بجائے قاری صاحب نے سبہ حواسی میں پہلے کی طرح خلط بحث و محض غیر متعلق گفتگو سے خواہ مخواہ اوراق سیاہ کر ڈالے ہیں۔ سوال صرف اتنا تھا۔ کہ تم جو بات بات پر اہلسنت کے معمولات کو بدعت قرار دیتے اور اس پر حدیث صریح کا مطالبہ کرتے ہو۔ ذرا اپنے اصول کے مطابق اپنا الہمدیث کہلاتا تو حدیث نبوی سے ثابت کر کے دکھاؤ۔ (ملخصاً) بس۔ اتنی ہی بات تھی جسے افسانہ کر دیا

اس پر جب حکیم محمود و قاری سیف اللہ نے سیدھی طرح ناک پکڑے کی بجائے ہاتھ گھما کر ناک پکڑنے کی کوشش کی۔ تو اس پر ہماری طرف سے پورے دس اعتراضات وارد کئے گئے۔ مگر عقل و خرد سے محروم وہابی جو ایک ہی سوال پر دم توڑ گئے تھے۔ وہ دس کا کیا جواب دیتے۔ نتیجہ یہ کہ ایک کی بجائے پھر دس اعتراضات و سوالات میں پھنس کر رہ گئے۔ جس کی پوری تفصیل مع جواب الہمدیث کے ”تحقیق الہمدیث“ میں موجود ہے۔

لطیفہ۔ قاری سیف و حکیم محمود و غیر ہما کی متحدہ کوشش سے ”قداست الہمدیث“ نامی جو کتاب شائع ہوئی ہے۔ اس نے وہابیہ کو مزید زیر بار ہی نہیں کیا۔ بلکہ شرک کے کنارے پہنچا دیا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ ”قداست الہمدیث“ کا مطلب ہے کہ ”الہمدیث قدیم ہے“۔ حالانکہ شرح عقائد وغیرہ کتب کی روشنی میں ہر اہل علم و باخبر جانتا ہے۔ کہ قدیم ہونا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور وہابیہ کے نزدیک ایسی کوئی صفت لفظی اشتراک کے ساتھ عطا کی مجازی طرز پر بھی مخلوق کیلئے ماننا شرک ہے۔ (کما فی تقویٰ الایمان)

لہذا جب (نام نہاد الہمدیث) وہابیہ نے اللہ تعالیٰ کی صفت قدیم کو اپنے پر چسپاں کر لیا۔ تو وہ صراحتاً شرک کے مرتکب ہو گئے۔ اب اگر ”الہمدیث“ قدیم مانتے ہیں تو شرک بنتے ہیں۔ اور قدیم نہیں مانتے تو جدید کہلاتے ہیں۔ جائیں تو کدھر جائیں۔

دو گونہ عذاب است جان مجنوں را بلائے صحبت لیل و فرقت لیل

جن کی کتاب کا نام ہی ان کے اصول کے مطابق شرکانہ و غلط ہے۔ ان کی اور

کوئی بات کیسے صحیح ہوگی۔ اونٹ رے اونٹ تیری کوئی کل سیدھی۔ سچ ہے

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا آگے آگے دیکھئے روتا ہے کیا

سچا کون ہے۔ حکیم گوجر قاری نے تو اپنی کتاب کے نام سے ”الہدیت“ کو قدیم

قرار دیا ہے۔ اور ان کے بڑے باورین تیمیہ نے مذہب اہل سنت و جماعت کو قدیم لکھا

ہے۔ جیسا کہ وہابیہ کی کتاب کے حوالہ سے ”تحقیق الہدیت“ میں نقل ہوا ہے۔ اب قابل

غور یہ امر ہے۔ کہ ان میں سچا کون ہے۔ اگر مذہب اہل سنت قدیم ہے۔ تو موجودہ وہابیہ

نے الہدیت کو قدیم کیوں لکھا۔ اور اگر الہدیت قدیم ہے۔ تو ابن تیمیہ نے اہل سنت کو

قدیم کیوں لکھا۔ اگر کہیں کہ اہل سنت و اہل حدیث ایک ہی بات ہے۔ تو پھر بھی اس نے

اہلسنت اور تم نے الہدیت کو ترجیح کیوں دی؟

تمہارے لفظ الہدیت پر زور دینے اور اس کی تخصیص کرنے کی کیا وجہ؟ اور سوادِ اعظم سے

کٹ کر ان کے مقابلہ میں الہدیت، جماعت الہدیت، جمعیت الہدیت، شبان

الہدیت کے نام سے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے کی کیا ضرورت۔ ابن تیمیہ کے کسی دوسرے

مقام پر لفظ الہدیت سے مغالطہ دینا غلط ہے۔ اگر سچے ہو۔ تو ہماری طرح تم بھی ابن تیمیہ

سے ”مذہب اہل سنت کی قدامت“ کے مقابلہ میں مذہب الہدیت کی قدامت کے الفاظ

دیکھاؤ۔ وگرنہ تمہاری لفظی شعبہ بازی بیکار ہے۔ وہابیو۔ اور لکھو ”تحقیق الہدیت“ کہ

جواب۔ دیکھو تمہاری کتاب کے نام ہی نے تمہیں دن میں تارے دکھلا دیئے ہیں۔ یا رکھو۔

اہلسنت و جماعت کے خلاف تم جس قدر بدتمیزی کرو گے۔ انشاء اللہ اتنی ہی تمہاری جہالت

آشکارا ہوگی۔

سنجیل کے پاؤں رکھنا و شیط خار میں قاری یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

حیانت۔ قاری سیف اللہ نے اپنی کتاب کے ص ۲۲ پر ہماری تائید و تصدیق کرتے

ہوئے ابن تیمیہ کا یہ قول تو نقل کیا ہے۔ کہ ”مذہب اہلسنت (ائمہ راجعہ کے پیدا ہونے سے

قبل ہی) معروف ہے۔ اور وہ صحابہ کرام کا مذہب ہے“۔ مگر اس میں لفظ معروف سے پہلے

قدیم کا لفظ ہضم کر گیا ہے۔ اگر اہل سنت و الہدیت ایک ہی چیز ہے تو پھر قاری نے مذہب

اہل سنت کے ساتھ لفظ قدیم کو اڑا کر ”قدامت الہدیت“ کے ساتھ کیوں جوڑ دیا ہے۔ اور

مذہب اہل سنت کی قدامت سے تکلیف کیوں ہوئی؟

۔ کچھ تو ہے جس کی پروہ داری ہے

غلطیہائے مضامین مت پوچھ۔ قاری سیف اللہ نے اپنی پوری کتاب میں

جہالت و حماقت کے جو موتی بکھیرے ہیں انشاء اللہ ان کی جھلک تو قارئین آئندہ اور اق

میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ ابتدائی طور پر مضمون و الفاظ کی چند غلطیاں پیش نظر رکھیں ○ سیف

اللہ نے قاری کہلاتے ہوئے ابتدا ہی میں کتاب کے ٹائٹل پر نقل کردہ آیت مبارکہ میں ”

”بالحق“ میں الف زائد داخل کر دیا ہے ○ ص ۴ پر لا تقولوا ص ۲۸ پر اذا دعوا ص ۳۴ پر اعبدا

اکرمو۔ اور ص ۴۱ پر اکثر د میں واؤ کے آگے الف حذف کر دیا۔

۔ جو چاہے آپ کے حسن کرشمہ ساز کرے

○ صفحہ ۷ پر کذ لک اور صفحہ ۶۶ پر ذ لک میں الف چھوڑ دیا ہے ○ صفحہ ۶ پر دوات کو دوات لکھا

ہے ○ صفحہ ۸۔ ۱۶ پر کتاب ”اعلام الاعلام“ کے نام میں دارالاسلام کو دارالسلام لکھا ہے

○ صفحہ ۸ پر کتاب قبر القادر کے نام میں علی الکفار الیاء ذکر کو صرف الیاء ذکر لکھا ہے ○ صفحہ ۱۱ پر

یزید کی جماعت کو یزید کے جماعت لکھا ہے صفحہ ۱۸ پر مجمع الزوائد کو مجمع الزائد لکھا ہے

صفحہ ۳۰ پر رائیہ درایہ کو ریہ درایہ لکھا ہے۔ اور لفظ شعبہ کو شیعہ لکھا ہے۔ صفحہ ۳۳ پر قصیدہ بردہ کے شعر میں وفاق العینین میں میں واو زائد لکھا ہے اور آخر میں فی علم ولا کرم کو فی العلم ولا کرم بنا ڈالا ہے۔ اگرچہ وہابی نے قصیدہ بردہ شریف کا نام نہیں لیا۔ مگر پھر بھی اس کے شعر نے وہابی کے اوسان خطا کر دیئے ہیں۔ وہابی اور قصیدہ بردہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک صفحہ ۲۵ پر پی امرنا کو اونا لکھا ہے۔ اور لاث کا اسم خذف کر دیا۔ صفحہ ۲۷ پر آیت اولیاء وہ کو صرف اولیا لکھا ہے۔ صفحہ ۸ پر متعدد کتب کا ذکر کرنے کے بعد وغیرہا کی بجائے وغیرہ لکھ دیا۔ صفحہ ۲۸ پر آیت کریمہ کا کچھ حصہ لکھ کر الایہ کی بجائے عام عبارات کی طرح الی آخر لکھ مارا ہے۔ صفحہ ۴۷ پر مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مشہور شعر کا جھٹک کر کے ”اے بسا اطمین آدم روئے ہست“ لکھ دیا ہے۔ اور پس بہر دستے نباید داد دست“ چھوڑ دیا ہے اور لکھا ہے۔ کیا ہی خوب کہا ہے کسی نے یعنی نہ ہی شعر کا علم ہے اور نہ ہی صاحب شعر کا۔ کیا خوب تصنیفی معلومات ہیں ۴۱۰ پر فا قتلوا کو فقتلوا اور صفحہ ۶۴ پر فا قتلوا الفاعل لکھ کر الف کی بجائے ہ لکھ دی ہے۔ صفحہ ۵ پر مرتبہ فقہ کو ہر مرتبہ فقہ لکھا ہے۔

یہ ہے نجدی قاری کی املاء انشاء مضمون نگاری و تصنیفی ملکہ جو جہالت و حماقت کا مرقع ہے جس کے بل بوتے پر وہ ”تحقیق الہمدیث“ کا جواب لکھنے لگا ہے۔ اور بایں جہالت و حماقت نہایت نالائقی کے ساتھ حضرات فقہاء کرام علیہم الرحمۃ و کتب فقہ پر کچھڑا اچھالنے میں ذرا حیا محسوس نہیں کرتا۔

ذہیت اور بے شرم دنیا میں بھی دیکھے ہیں بہت سب پہ سبقت لے گئی ہے بچائی آپ کی غیر مقلد۔ مولویوں اور جملہ وہابیوں کو چاہیے۔ اپنے قاری صاحب کی جہالت و حماقت کا یہ مرقع اور پورا نقشہ فریم کر کے اپنی وکانوں مکانوں اور دفنوں میں آویزاں کریں۔ تاکہ عقل و خرد اور علم و تحقیق سے محروم غیر مقلدین اپنی جہالت و حماقت پر خوب فخر کر سکیں۔

لطیفہ۔ قاری سیف اللہ بجائے خود ”تحقیق الہمدیث“ کا سامنا کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ اور ہمت ہار بیٹھا تھا۔ مگر لوگوں کے مجبور کرنے اور غیر مقلدوں کی اشک شوقی کیلئے اس نے قدامت الہمدیث“ کے نام سے یہ بے سرو پا ملغوبہ تیار کر دیا۔ چنانچہ قاری نے بدیں الفاظ بذات خود اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ ”اس قسم“ (تحقیق الہمدیث) کی تحریر کے جواب دینے کی کوئی ضرورت نہیں تھی لیکن بعض احباب کے اصرار کرنے پر..... ضروری سمجھا۔“ (قدامت صفحہ ۲) اس عبارت میں لفظ اصرار قابل غور ہے۔

موضوع سے فرار۔ ہم نے ”تحقیق الہمدیث“ کے بالکل آخر میں موضوع بحث برقرار رکھنے اور گفتگو کی بنیاد واضح کرنے کے لئے ”حرف آخر“ کے عنوان سے صاف لکھا تھا۔ کہ ”۱۰ پہلے سوالات۔ ۱۰۔ جواب الجواب اور صفحہ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳ کے حوالہ جات کے علاوہ متعدد ضمنی حوالہ جات و اعتراضات کا قرضہ حکیم محمود و قاری سیف اللہ کے ذمہ ہے۔ اور حدیث صحیح صریح غیر مآول سے جواب مطلوب ہے۔ جواب معقول مدلل اور مکمل ہو۔ اور ہمارا سوال و حوالہ نقل کر کے جواب ہو“۔ مگر ہر انصاف پسند و دیا نندار شخص ”تحقیق الہمدیث“ و ”قدامت الہمدیث“ کو سامنے رکھ کر خود فیصلہ کرے کہ کیا قاری سیف اللہ نے اس موضوع بحث و گفتگو کی بنیاد سے کھلم کھلا فرار اختیار نہیں کیا؟ اور شتر بے مہار کی طرح منہ زوری دکھانے اور بنیاد گرانے کی کوشش نہیں کی اگر قاری سیف اللہ راہ راست پر ہوتا اور اس کے دامن میں کچھ ہوتا تو وہ نمبر وار ترتیب و تفصیل کے ساتھ جواب لکھنے کی بجائے خود ساختہ سوال جواب خلط بحث اور مزید غیر متعلق باتوں کا سہارا کیوں لیتا۔ کیا یہ قاری کی کھلی ہوئی شکست نہیں۔

حالا تک۔ ہم نے قاری کے کتابچہ کا تمام حساب بے باقی کر دیا تھا۔ اس صورت حال کے بعد جبکہ قاری ہمارے پہلے قرض ہی سے نہ سبکدوش ہو سکا ہے نہ سابقہ حساب بے باقی کر سکا

ہے۔ اور اس نے موضوع بحث و بنیاد گفتگو سے صریح انحراف کیا ہے۔ ہم پر قطعاً لازم نہیں تھا کہ ہم ایسے جاہل و بے اصول کو مخاطب کرتے۔ مگر قاری کی بددیانتی و کذب بیانی ظاہر کرنے کیلئے ہم موضوع بحث و بنیاد گفتگو سے متعلق اس کے خود ساختہ مسخ کردہ سوالات و جوابات کا ضروری حد تک محاسبہ مناسب خیال کرتے ہیں۔ اور اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ جب تک۔۔۔

قاری جی۔ نہ تھان چھوڑیں گے ہم نہ ان کے کان چھوڑیں گے۔

چل مرے خامہ بسم اللہ۔ اب ہم بھگوڑے قاری کے برعکس ”تحقیق الہادیث“ کی طرز پر قاری کے خو و ساختہ سوال و جواب پر تبصرہ کے عنوان سے نمبر وار اپنی گزارشات پیش کرتے ہیں۔ انشاء اللہ العزیز امید ہے۔ کہ انصاف پسند و دياندار حضرات مخطوطہ مستفیض ہوں گے۔ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا اِلٰہَ صٰلِحٍ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

سوال ۱۔ الحمدیث حنفی شافعی اور وہابی بریلوی رضا کی مرزا کی وغیرہ جو نسبتیں ہیں۔ کیا یہ ضروری ہیں؟

سیف اللہ۔ پہلی نسبت کے علاوہ اکثر جو نسبتیں ہیں۔ وہ ذاتی ہیں..... وہ ضروری کیسے ہو سکتی ہیں..... سب سے زیادہ مسلمانوں میں جس چیز سے انتشار و افتراق نفرت اور بغض پیدا ہوا۔ وہ یہ نسبتیں ہی ہیں۔ (الخلاصہ)

تبصرہ ۵۔ معاذ اللہ۔ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ یہ سوال ہرگز ہمارا نہیں۔ ہمارا پہلا سوال یہ تھا کہ صحیح حدیث سے اپنا اہم حدیث کہلانا ثابت کریں۔ مگر قاری صاحب نے اس سے فرار کر کے جھوٹ لکھا ہے۔ باقی رہا انتشار و افتراق اور بغض و نفرت کا سوال۔ تو اس کا جواب (وہابیوں کی) باہمی دھینگا مشقی کے زیر عنوان ”تحقیق اہل حدیث“ میں..... دیا جا چکا ہے

اور یہ سیف اللہ کی ہٹ دھری و بددیانتی ہے کہ وہ اپنی دھینگا مشقی کا جواب دینے کی بجائے
الٹا پھر مقلدینِ اہل سنت پر کچھ اچھا ل رہا ہے۔ جس سے اس کا جاہل و احمق ہونا ظاہر ہے۔
بسوخت عقل ز حیرت کہ اس چہ بوالعجبی است۔

سوال ۲۔ ”الحدیث کہلانا یہ بھی تو نسبتاً ہے۔ یہ کیسے جائز ہے؟“

سیف اللہ - ”الحمدیث نہ تو کسی انسان کی طرف منسوب ہیں۔ اور نہ ہی ان کا ایجاد کردہ کوئی مذہب ہے۔ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کے رسول محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف حدیث منسوب ہیں۔ (الخ ملخصاً)

متنبصرہ۔ معاذ اللہ۔ یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔ یہ سال ہرگز ہمارا نہیں۔ ہمارا دوسرا سوال یہ تھا۔ کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نسبت کر کے لکھا ہے۔ کہ ”لوگو میرے بعد حدیث پر عمل کرنا“ لوگو حدیث اور سنت پر عمل کرو ان دونوں جملوں کو حدیث سے ثابت کریں۔ ورنہ بارگاہ رسالت کے متعلق کذب بیانی سے توبہ کریں۔ مگر قاری صاحب نے اس سے فرار کر کے جھوٹ لکھا ہے۔ باقی رہا سیف اللہ کا جواب۔ تو وہ بھی اس کی جہالت کا ”شاہکار“ ہے۔ کہ اہلحدیث نہ تو کسی انسان کی طرف منسوب ہیں۔ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کے رسول محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف حدیث منسوب ہیں۔ کیا مطلب؟ کیا اہلحدیث بواسطہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب نہیں؟ اور کیا معاذ اللہ آپ عظیم انسان نہیں؟ اور پھر وہابی اہلحدیث ہیں یا خود حدیث منسوب ہیں؟ ذرا قاری صاحب کی حواشی بانٹ لیں اور بے ربط جاہلانہ عبارت ملاحظہ ہو۔ کہ کچھ پتہ ہی نہیں مابدولت کا قلم کیا گھسیٹ رہا ہے۔ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بات معقول ہے اور نہ ہی اپنے متعلق۔ جی ہاں۔ اہلحدیث نہ تو کسی انسان کی طرف منسوب ہیں۔ اور خود نہ تو صرف اللہ تعالیٰ کے رسول محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف حدیث منسوب

ہیں۔ دلائل و اقوالہ الا بالحدیث۔ سچ ہے۔

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ پاکاں زند

سوال ۳۔ ”کسی حدیث میں یا صحابہ کرام اور تابعین سے الہجدیث کہلانے کا ذکر ہے؟ بعض الہجدیثوں نے اس کی نفی کی ہے۔ (تحقیق الہجدیث ص ۱۳)

سیف اللہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے دن الہجدیث اس حال میں آئیں گے کہ داواتیں ان کے ساتھ ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تم الہجدیث ہو۔ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی الہجدیث کہلانے کا ذکر آیا ہے۔ فانکم خلوفنا و اهل الحدیث بعدنا اس سے تمام صحابہ کرام کا اہل حدیث کہلانا ثابت ہوتا ہے۔ (الخ ملخصاً) **تبصرہ۔** معاذ اللہ۔ یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔ یہ سوال ہمارا ہرگز نہیں۔ ہمارا تیسرا سوال یہ تھا، کہ کیا عملی مفہوم و گروہی نسبت کے لحاظ سے (حدیث و سنت ایک چیز ہے۔ یا اس میں کچھ فرق ہے۔ فرق ہے تو کیا؟ مگر قاری صاحب نے اصل سوال سے فرار کر کے جھوٹ لکھا ہے۔ باقی رہا۔ معاملہ ان دو روایتوں کا۔ تو قاری صاحب نے انہیں اپنی جہالت و حماقت سے نقل کر دیا ہے۔ ورنہ ان میں بھی ہماری تائید اور دہابہ کی تردید ہے۔ اس لئے کہ اولاً: اس میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب شریف کا بیان ہے۔ کہ قیامت کے دن الہجدیث اس حال میں آئیں گے۔ (الہجدیث) حالانکہ دہابہ کا عقیدہ ہے۔ کہ ”غیب کی بات صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ رسول کو کیا خبر“ (تقویۃ الایمان ص ۷۱)۔ ثانیاً: پہلی روایت میں ہے کہ داواتیں ان کے ساتھ ہوں گی۔ (قاری نے داوات لکھا ہے۔ فی الملعب) اور دوسری روایت میں طلباء حدیث سے خطاب ہے۔ (جیسا کہ مذکور ہے کہ ”جب ان طالب حدیث نو جوانوں کو دیکھتے تو فرماتے“۔ فضائل الہجدیث ص ۳۰) لہذا۔ ان دونوں

روایتوں کا علماء حدیث و محدثین سے صراحۃً تعلق ہے نہ کہ موجودہ ہر ایرے غیرے وہابی سے۔ بتائیے۔ آجکل کے کتنے ”الہجدیث“ ہیں۔ جن کے ہاتھوں میں تعلیم حدیث و کتابت حدیث کے لئے قلم روات ہوتی ہے؟ محدثین کی باتیں عوام کا لالچ و ہابیوں پر چسپاں کرنا کس قدر ستم ظریفی ہے۔ اگر سچے ہو تو بطور فرقہ و جماعت ہر عام و خاص عالم و جاہل کا الہجدیث کہلانا ثابت کرو۔

ثالثاً۔ ان روایتوں میں چونکہ وصفی و تعلیمی طور پر علم حدیث و طلب حدیث کا ذکر ہے۔ اس لئے یہ سلسلہ اس حد تک موقوف ہے۔ نہ اس سے ہر شخص کا الہجدیث کہلانا ثابت ہے۔ نہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے الہجدیث کہلانے کا کوئی ثبوت ہے۔

رابعاً۔ قاری صاحب نے جس طرح دوسری روایت میں شروع الفاظ نقل نہیں کئے۔ اسی طرح پہلی روایت کے ترجمہ میں تبدیلی کر دی ہے۔ کیونکہ عربی الفاظ میں اصحاب الحدیث اور اصحاب الہجدیث کا ارشاد منقول ہے۔ نہ کہ الہجدیث کے الفاظ۔ لہذا اگر وہابیوں کا واقعی اس حدیث پر عمل ہے تو انہیں اصحاب الہجدیث کہلانا چاہیے۔ نہ کہ خود ساختہ الہجدیث۔ خدا و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اصل فرمودہ چھوڑ کر اپنے الفاظ مقرر کرنا اتباع حدیث ہے یا ترک حدیث؟ **خامساً۔** پہلی روایت میں حضرات صحابہ و تابعین اور محدثین کا ملین کے لئے جنت کا واضح ٹھکانہ ہے۔ کیا قاری صاحب آجکل کے ہر نام نہاد الہجدیث کو بھی اس کا مصداق قرار دے کر جنت کا ٹھکانہ تقسیم فرمائیں گے۔ **سادساً۔** ہم نے ”تحقیق الہجدیث“ میں اکابر دہابہ سے ثابت کیا ہے۔ کہ حضرات صحابہ و تابعین کو الہجدیث نہیں کہا جاتا۔ مزید برآں ابراہیم میرسیا لکھوٹی ”تاریخ الہجدیث“ میں بعنوان ”وجہ تسمیہ الہجدیث“ لکھتے ہیں۔ کہ نام کا تقرر تمیز و تعارف کیلئے ہوتا ہے۔ اور صدا اول و قرن ثانی میں یعنی صحابہ و تابعین میں اختلاف کی بنا پر مذہب کی بنیاد نہیں پڑی

تھی..... غرض کوئی دوسرا فرقہ تھا ہی نہیں۔ اس لئے کسی سے متمیز ہونے کے لئے الگ نام کی ضرورت نہیں پڑی تھی۔ حتیٰ کہ جب مجتہدین کے اقوال کو حجت گردانا گیا۔ اور مختلف مذاہب کی بنیادیں قائم ہو گئیں۔ تو جن لوگوں نے..... اپنے عمل و اعتقاد کی بنا صرف قرآن و حدیث پر رکھی (اس وقت) وہ اہلحدیث..... کہلائے۔ (تاریخ اہلحدیث ص ۱۳۳) مزید لکھتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد کے فیضیاب اور تربیت یافتہ اصحاب النبی اور اصحاب رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے معزز لقب سے پکارے جاتے ہیں۔ (حوالہ مذکورہ صفحہ ۸۵) روز روشن کی طرح واضح ہو گیا۔ کہ مذکورہ روایتوں سے قاری صاحب کا صحابہ کرام کو اہلحدیث قرار دینا غلط ہے۔ کیونکہ ان کے اکابر کی تصریحات کے مطابق یہ نام حضرات صحابہ تابعین کے بعد شروع ہوا۔ ان کے دور مبارک میں اس نام کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔ صرف صحابہ و تابعین کہلاتا ہی ان کا معزز لقب تھا۔ اکابر وہابیہ کے اتنے شواہد اور ”تاریخ اہلحدیث“ میں ”اہلحدیث کی وجہ تسمیہ“ کی صراحت کے باوجود قاری سیف اللہ کا حضرات صحابہ و تابعین کو اہلحدیث کے لقب سے ملقب کرنا انتہائی ہٹ دھرمی و ذہنائی پر مبنی ہے اور اس کے اکابر کے مقابلہ میں ”کیا پدی اور کیا پدی کا شور یہ“ والی بات ہے۔ سابعاً۔ مذکورہ روایتیں نہ صحاح ستہ میں ہیں نہ مشکوٰۃ جیسی دیگر مشہور و متداول کتب سے منقول ہیں۔ بلکہ پہلی روایت کے متعلق قاری سیف اللہ کو اعتراف ہے۔ کہ اس حدیث کی صحت (میں کلام ہے)۔ (قدامت صفحہ ۶) اس کے باوجود قاری صاحب اہلحدیث کہلانے کے لئے پوری سینہ زوری ہے۔ ان روایات کا سہارا لے رہے ہیں۔ لیکن اگر اسی سطح کی روایات شان رسالت و فضائل نبوت کے متعلق پیش کی جائیں۔ تو وہابی ہرگز نہیں مانیں گے۔ اور صحاح ستہ میں نہ ہونے وغیرہ جیسے کئی بہانے بنائیں گے۔ بلکہ دریں سلسلہ صریح آیات و احادیث میں بھی مغالطہ دینے کی کوشش کریں گے۔ انہی زیر بحث

روایتوں کو دیکھ لیجئے۔ وہابی زبردستی ان سے اپنا اہلحدیث ہونا ثابت کریں گے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کا ہرگز اقرار نہیں کریں گے۔ حالانکہ دونوں روایتوں سے صریح علم غیب شریف کا ثبوت ملتا ہے۔

سوال ۴۔ متقدمین کی کتابوں میں جو لفظ اہلحدیث ہے۔ اس سے مراد محدثین ہیں۔ نہ کہ زید و بکر بے نماز ابراہیم و ہانی۔

سیف اللہ۔..... اگر عوام فقہ حنفی پر عمل کر کے خفی کہلا سکتے ہیں۔ تو محدثین کے مذہب قرآن و حدیث پر عمل کر کے اہلحدیث کیوں نہیں کہلا سکتے۔ (ملخصاً) تبصرہ ۵۔ معاذ اللہ۔ یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔ یہ سوال ہمارا ہرگز نہیں۔ ہمارا چوتھا سوال یہ تھا کہ جس طرح ہر سنت قابل عمل ہے۔ کیا اسی طرح اہلحدیث وہابی ہر حدیث پر اپنا عمل دکھا سکتے ہیں۔ ”تحقیق اہلحدیث ص ۲۵) مگر قاری صاحب نے اصل سوال سے فرار کر کے جھوٹ لکھا ہے۔ باقی رہا۔ یہ کہ محدثین کے مذہب پر عمل کر کے اہلحدیث کیوں نہیں کہلا سکتے۔ تو سنیے۔ اولاً۔ معلوم ہوا۔ کہ اصل اہلحدیث محدثین ہی ہیں۔ اور غیر مقلدین حنفی و شافعی کی طرح ان کے مذہب پر عمل کر کے اہلحدیث کہلاتے ہیں۔ لہذا یہ بھی مقلد ہوئے۔ ائمہ مجتہدین کے نہ سہی آئمہ محدثین ہی کے سہی۔ ثانیاً۔ حنفی شافعی کہلانے پر اس کا قیاس غلط ہے۔ اس لئے کہ مجتہد و مقلد کی نسبت و امتیاز ظاہر ہے۔ کہ احناف امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت و تقلید سے اور شوافع امام شافعی رضی اللہ عنہ کی نسبت و تقلید سے شوافع کہلاتے ہیں لیکن غیر مقلدین نہ محدثین کا مقلد کہلانے کیلئے تیار ہیں نہ اہلحدیث کہلاتے ہوئے۔ ان میں اور محدثین میں کوئی امتیاز ظاہر ہوتا ہے۔ حالانکہ مجتہد مقلد مقتدا اور مقتدی غیر محدث میں فرق ضروری ہے جیسا کہ حنفی شافعی میں۔ لہذا۔ غیر مقلدین کا اہلحدیث کہلانا غلط ہے۔

ثالثاً۔ ہم نے ”تحقیق اہلحدیث“ میں اہلحدیث سے محدثین مراد ہونا جن دلائل سے ثابت

کیا تھا۔ نہ قاری صاحب نے اس کا جواب دیا۔ نہ ویسے دلائل سے محدثین کے مذہب پر عمل کرنے والوں کا اہلحدیث ہونا ثابت کیا ہے۔ اس لئے ان کا محض یہ لکھ دینا کہ اگر نقد حنفی پر عمل کر کے حنفی کہلا سکتے ہیں۔ تو محدثین کے مذہب پر عمل کر کے اہلحدیث کیوں نہیں کہلا سکتے۔ محض بے دلیل قیاس مع الفارق و سینہ زوری ہے۔ حنفی تو نسبت و تقلید کے باعث حنفی کہلائے لیکن غیر مقلدین، محدثین کی طرح خود اہلحدیث کیسے بن گئے؟

مزید دلائل۔ ہم غیر مقلدین کو مزید زیر بار کرنے کیلئے یہاں مزید دلائل پیش کریں گے ۵ سوال ۳۔ کے جواب میں قاری سیف اللہ کی پیش کردہ دونوں روایتوں میں اہلحدیث سے محدثین مراد ہونا صریح طور پر ثابت ہے۔ پہلی روایت میں لفظ قلم اس کا قرینہ ہے اور دوسری روایت میں طلباء حدیث کو حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کا فنانکم خلوفنا وائل اللہ حدیث بعدنا فرمانا اس کی دلیل ہے۔ **نکتہ**۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ قابل غور ہیں۔ کہ تم ہمارے جانشین اور ہمارے بعد اہلحدیث ہو گے۔ معلوم ہوا۔ کہ اہلحدیث وہ ہے جو علم حدیث کی تحصیل کے بعد تعلیم حدیث کیلئے محدثین کا جانشین و قائم مقام بنے۔ نہ کہ غیر مقلدین کی طرح گھر بیٹھے ہی اہلحدیث بن جائے۔ الحمد للہ۔ قاری کو خود پیش کردہ روایت ہی ہمارے موقف کی زبردست تائید اور اس کی تردید بن گئی ۵ امام ابن حجر عسقلانی صاحب فتح الباری اصول حدیث کی مشہور کتاب ”زہدہ النظر فی توضیح تحبیۃ افکار“ میں فرماتے ہیں۔ اما بعد۔ ”فان التصانیف فی اصطلاح اہل الحدیث قد کثرت“ (صفحہ ۳) اور اس کے حاشیہ ۶ پر ہے۔ ”اہل الحدیث وہم المحدثون رضوان اللہ علیہم“۔ سبحان اللہ۔ فن حدیث کی کتاب سے اہلحدیث کی کیسی عجیب تحقیق ہوئی۔ ولکن الوہابیہ قوم لا یعقلون ۵

وہابی مولوی ابراہیم میرسیا لکھتے ہیں۔ ”کتاب جامع الترمذی تو اہلحدیث اور اصحاب

الحدیث کے ذکر سے بھری پڑی ہے“ (تاریخ اہلحدیث ص ۳۵) کہیے۔ ترمذی شریف میں یہ ”اہلحدیث“ محدثین کا ذکر ہے یا غیر مقلدین وہابیہ کا ۵ ”بعض جگہ تو ان کا ذکر لفظ اہلحدیث سے ہوا ہے۔ بعض جگہ اصحاب حدیث سے بعض جگہ اہل اثر سے اور بعض جگہ محدثین کے نام سے مرجع ہر لقب کا یہی ہے۔ (تاریخ اہلحدیث ص ۱۳۱-۱۳۲) ابن تیمیہ فرماتے ہیں ”جس شخص کو کچھ بھی خبر ہے۔ اس کو معلوم ہے۔ کہ اہلحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال کے بابت سب سے زیادہ تحقیق کرنے والے اور ان کے علم کے طالب اور ان کی پیروی میں سب سے زیادہ رغبت رکھنے والے ہیں“۔ (تاریخ اہلحدیث ص ۱۳۱) اس تحقیق کے بعد آفتاب نمیروز کی طرح اہلحدیث محدثین کا لقب ہونا واضح ہو گیا۔ اس کے باوجود قاری سیف اللہ کی طرح کوئی اس معزز اور عظیم لقب کو غیر مقلدین جہلاء پر چسپاں کرے تو وہ ”تاریخ اہلحدیث“ سے جا ملے اور ابن تیمیہ کے قول کے مطابق بے خبر ہے۔ **ہکذا ینبغی التحقیق واللہ ولی التوفیق**۔

مولوی اسماعیل۔ سابق امیر جمعیت اہلحدیث لکھتے ہیں۔ ”اہلحدیث محض حفاظ حدیث کا نام نہیں۔ بلکہ ان حضرات کا طریق فکر ہے۔ جس پر تفقہ اور اجتہاد کی بنیاد رکھی گئی ہے“۔ (تحریک آزادی فکر ص ۹۰)

معلوم ہوا۔ کہ اہلحدیث صرف حفاظ حدیث ہی نہیں بلکہ صاحب اجتہاد و تفقہ بھی ہیں۔ اس کی روشنی میں بتائے۔ اہلحدیث کہلانے والے غیر مقلدین میں حفاظ حدیث و اصحاب اجتہاد و تفقہ کی تعداد کتنی ہے؟

محدثین کا فیصلہ۔ ”حافظ جلال الدین سیوطی نے فرمایا۔ اہلحدیث۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے حامل ان کے دین کے ناقل ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امت کے درمیان سفیر ہیں۔ تمام گروہ حدیث کی صحت اور سقم میں ان کی طرف

رجوع کرتے ہیں۔“ (تحریک آزادی فکر ص ۲۳۴) حافظ ابن قتیبہ دہلوی نے فرمایا۔ اہلحدیث نے حق کی تلاش اس کے اصل مقام سے کی..... اور احادیث کی تلاش میں خشکی اور سمندر مشرق اور مغرب کے سفر کئے۔ ایک ایک حدیث کی تلاش میں طویل سفر کئے۔ تحریک آزادی فکر ص ۲۳۶) فرمائیے محدثین و حفاظ حدیث کے فیصلہ کی روشنی میں اہلحدیث (محدثین) کی مذکورہ صفات و علامات میں سے کوئی علامت و صفت بھی غیر مقلد بن جہلا، میں پائی جاتی ہے؟ اگر نہیں تو پھر انہیں اہلحدیث کہلانے کا کیا حق ہے؟ کیا وہابیہ نے محدثین کے اس نام کا سرفہ نہیں کیا؟ کیا یہ نقلی جعلی اور مصنوعی اہلحدیث نہیں؟ اور سنئے۔

ابن تیمیہ کا اعلان۔ ”اہلحدیث سے ہماری مراد وہ لوگ نہیں۔ جو صرف حدیث کے

سارع یا روایت یا کتابت تک محدود ہوں بلکہ (اہل حدیث سے) مراد وہ لوگ ہیں۔ جو حدیث کے حافظ، اس کے مفہوم کو ظاہری اور باطنی طور پر پوری طرح سمجھتے ہوں..... یعنی ان میں بصیرت اور تفہیم بدرجہ اتم موجود ہو۔“ (تحریک آزادی فکر ص ۲۳۱)

وہابیہ۔ بتاؤ محدثین کے فیصلہ۔ ابن تیمیہ کے اعلان اور مولوی محمد ابراہیم، مولوی اسماعیل کی مذکورہ تصریحات کے بعد بھی تمہارے اہلحدیث کہلانے کا کوئی جواز ہے؟ قاری سیف

اللہ اور اس کے وہابی قبیلہ کی حماقت وہ جہالت پر تعجب ہے۔ کہ انہیں اپنے ہی علماء کی تصریحات ”تاریخ اہلحدیث“ کا بھی کچھ علم نہیں۔ **لطیفہ۔** دراصل قاری سیف اللہ جیسے نیم

ملاں اور دیگر چھوٹے موٹے وہابیوں کو یہ کمزوری و غلطی اپنے بڑوں ہی کی وراثت میں ملی ہے۔ کہ اہلحدیث کہلانے اور جہلا کو اہلحدیث بنانے کیلئے اور تو نہ بس چلتا ہے۔ نہ کچھ پلے

پڑتا ہے۔ اور متقدمین کی کتب میں جہاں بھی لفظ اہلحدیث نظر پڑتا ہے۔ فوراً پکاراٹھے ہیں۔ یہ دیکھو یہاں بھی اہلحدیث لکھا ہے۔ حالانکہ یہ سراسر ان کا فراڈ، دھوکہ بازی اور جعل

سازی ہے۔ اس لئے کہ ان اہلحدیث (محدثین) کے نام کام اور مقام ان خود ساختہ

اہلحدیث غیر مقلد وہابیوں کو کس طرح بھی کوئی تعلق نہیں۔ جیسا کہ مذکورہ بالا تصریحات سے پوری طرح آشکار ہو چکا ہے دراصل ان کی مثال شتر مرغ جیسی ہے کہ جب ان سے کہا جائے اہلحدیث ہونا ثابت کرو۔ تو متقدمین کی کتب سے محدثین کا نام (اہلحدیث) پیش کر دیتے ہیں۔ اور جب کہا جائے۔ کہ اپنے نیم ملاؤں اور غیر مقلدین جاہلوں کو اہلحدیث (محدثین) کی مذکورہ علامات و صفات کے ترازو پر تول کر دکھاؤ۔ تو پھر حنفیت، شافعییت کا سہارا لے کر کہتے ہیں۔ ”اگر فقہ حنفی پر عمل کر کے حنفی کہلا سکتے ہیں۔ تو محدثین کے مذہب پر عمل کر کے اہلحدیث کیوں نہیں کہلا سکتے۔“ یعنی اصل اہلحدیث تو وہی (محدثین) ہیں۔ ہم تو مفت میں صرف حلوہ خور مومنوں اور زے نام کے ”خالی خولی“ اہلحدیث ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

پاپوش سے لگائی کرن آفتاب کی نجد کی نے جو بات بھی کی بس وہابیات کی **تنبیہ۔** ابن تیمیہ کی مذکورہ تصریحات کی روشنی میں اہلحدیث سے محدثین مراد ہونا واضح نہ ہو چکا ہے۔ لہذا ان کے کلام میں جہاں بھی اہلحدیث لفظ آئے۔ اس سے محدثین ہی مراد ہو گئے اور جہاں تک مذہب معروف و قدیم کا تعلق ہے۔ وہ اہلسنت و جماعت ہی ہے۔ جیسا کہ پہلے مذکورہ ہوا۔

سوال ۵۔ ”موجودہ اہلحدیث پہلے وہابی تھی۔ پھر اہلحدیث ہوئے ہیں۔“

سیف اللہ۔ ”اہلحدیث نہ وہابی ہیں اور نہ نجدی وغیرہ..... کسی کے یہ کہنے سے کہ ہم وہابی نہیں۔ اہلحدیث ہیں وہابی نہیں ہو سکتے۔“

تبصرہ ۵۔ معاذ اللہ۔ یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔ یہ ہمارا سوال ہرگز نہیں تھا۔ ہمارا پانچواں

سوال یہ تھا کہ اہل سنت اور اہلحدیث ہونا ایک ہی بات ہے۔ یا اس میں اختلاف ہے۔

اگر ایک ہی بات ہے تو پھر آپ نے اہل سنت کہلانے پر اکتفا کیوں نہیں کیا۔ اہل سنت سے

خارج ہو کر اہل سنت کے مقابلہ میں اہلحدیث کہلانا کیوں شروع کر رکھا ہے۔ اہل سنت کہلانا قدیمی ہے یا اہل حدیث کہلانا مدلل بیان کریں مگر قاری صاحب نے اس سوال سے فرار کر کے جھوٹ لکھا ہے۔ باقی رہا۔ یہ کہ غیر مقلد اہل حدیث نہ وہابی ہیں نہ نجدی۔ تو یہ دیوبندیوں کی طرح غیر مقلدوں کی تقیہ بازی دورگی اور کذب بیانی ہے۔ جیسے وہ سنی حنفی بن کر اپنی وہابیت کو چھپاتے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی اہلحدیث بن کر اپنی وہابیت کو چھپانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ درحقیقت دیوبندیہ غیر مقلدیت بلکہ مودودی جماعت و تبلیغی جماعت سب اندرون خانہ وہابیت کی شاخیں ہیں۔ اور مخلص سادہ لوح عوام کو ورغلائے کے لئے مختلف لیلبل لگائے ہوئے ہیں۔ اگر غیر مقلدین وہابی نہیں تو اکابر وہابیہ نے ”تھنہ وہابیہ“ و ”ترجمان وہابیہ“ کے نام سے کتابیں کیوں شائع کیں؟ کیا یہ کتابیں وہابیت کی تائید میں ہیں۔ یا تردید میں؟ **تنازعہ ثبوت**۔ غیر مقلدین کی وہابیت کا تازہ ثبوت یہ ہے۔ کہ ”جماعت اہلحدیث کے ترجمان ”ہفت روزہ الاعتصام“ لاہور نے اپنی ۲ جولائی ۱۹۷۷ء کی اشاعت میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کی قصیدہ خوانی کرتے ہوئے بطور مدح ”وہابیوں کی سعی اصلاح“ کے عنوان متعدد قسطیں شائع کیں ہیں۔ اور ۱۱ جون ۱۹۷۷ء کی اشاعت میں لکھا ہے۔ کہ ”وہابی خالص اسلام کی حفاظت اور شرک و بدعت کے خلاف سینہ سپر ہیں۔“ کیوں جی اگر غیر مقلدین وہابی نہیں تو وہابیوں کی یہ قصیدہ خوانی کیسی؟ ”بقول اعتصام“ اگر قاری سیف اللہ وغیرہ غیر مقلدین بزعیم خویش ”خالص اسلام کی حفاظت اور شرک و بدعت کے خلاف سینہ سپر ہیں۔“ تو پھر وہابی ہیں اور اگر وہ وہابیت سے انکار کریں۔ تو پھر وہ خالص اسلام و شرک و بدعت کے خلاف سینہ سپر نہیں ہیں۔ کہو۔ کوئی بات منظور ہے۔

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔
وہابی گر چہ اخائی کند بغض نبی لیکن نہاں کے ماند آں رازے کز سازند مختلفا

”وہابیوں کی وہابیت کہ کہانی۔ ان کی اپنی زبانی ”مقیاس حقیقت“ میں خوب تفصیل سے پیش کر گئی ہے۔ جو کہ مولانا محمد عمر چھوڑی مرحوم کی تالیف ہے۔

اہلحدیث اور وہابیت۔ ”کسی کے یہ کہنے سے کہ ہم وہابی نہیں اہلحدیث ہیں۔ وہابی نہیں ہو سکتے۔“ قاری سیف اللہ کا یہ قول بھی بے موقع و خلاف واقعہ ہے۔ اس لئے کہ ہم تحقیق کے ساتھ ثابت کر چکے ہیں۔ کہ غیر مقلدین اہلحدیث قطعاً نہیں۔ اور وہابی چکے ہیں۔ اور انہوں نے محض تقیہ بازی وہابیت کی رو سیاهی سے بچنے کیلئے اپنے مہر وچ انگریز بساد کی خوشامد کر کے سرکاری کاغذات میں اپنا نام بدلوا یا ہے۔ جیسا کہ تحقیق اہلحدیث کے میں مدلل بیان کیا گیا ہے۔ اور مولوی ثناء اللہ امرتسری نے ”اہلحدیث کا مذہب“ کے صفحہ ۱۵۰ پر بھی اس کی تصریح کی ہے۔

وہابی نہیں تو اور کیا ہیں؟۔ سابقہ اوراق میں یہ تحقیق ہو چکی ہے۔ کہ اہلحدیث حضرات محدثین ہیں۔ اور غیر مقلدین جہلاء نیم ملاں کسی طرح بھی اس لقب کا مصداق نہیں بن سکتے۔ نیز جہاں تک غیر مقلدین وہابیہ کے شجرہ مذہبی کا تعلق ہے۔ اس کی زیادہ سے زیادہ حد ابن تیمیہ کی ذات ہے۔ ابن تیمیہ کے بعد ابن عبدالوہاب اور ابن عبدالوہاب کے بعد مولوی اسماعیل دہلوی۔ وہابیہ کے باقی چھوٹے بڑے تمام امام و مولوی ان تینوں کے بعد ہیں۔ اور جہاں تک ان تینوں اکابر وہابیہ کا تعلق ہے۔ ان میں سے کسی نے بھی موجودہ غیر مقلدین کی طرح بطور پارٹی نہ اہلحدیث کہلوا یا ہے نہ اس کا پرچار کیا ہے۔ جہاں تک ابن تیمیہ کا تعلق ہے۔ انہوں نے علمی و صنفی لحاظ سے اگر چہ اہلحدیث (محدثین) کا ذکر کیا ہے۔ مگر بطور مذہب اور پارٹی ”اہلحدیث“ کا کوئی پرچار نہیں کیا۔ بلکہ قاری سیف اللہ جیسے وہابیہ کے برعکس مذہب اہل سنت کی قدامت و قیامت تک عمومیت کا بیان کیا ہے۔ قدامت اہل سنت کا حوالہ گزر چکا ہے۔ اور ”عقیدہ واسطیہ“ میں لکھتے ہیں کہ

الفرقۃ الناجیۃ المنصورة الی قیام الساعۃ اهل السنۃ و الجماعتہ“۔ (شرح عقائد واسطیہ ص ۱۴) اور ”خلاف الامہ“ میں رقمطراز ہیں کہ یَوْمَ تَبْیَضُ وُجُوهُ وُتَسْوَدُّ وُجُوهُ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن (اہل سنت کے چہرے روشن ہوں گے۔ اہل بدعت اور اہل تفرقہ کے چہرے سیاہ ہوں گے)۔ (خلاف الامہ ص ۱۰)

ابن عبدالوہاب۔ جہاں تک محمد بن عبدالوہاب کا تعلق ہے۔ وہ بھی اہلحدیث کی بجائے حنبلی سنی کہلاتے تھے۔ چنانچہ مولوی ابراہیم میرسیا لکھتے ہیں کہ ”شیخ محمد بن عبدالوہاب حنبلی مذہب کے مقلد تھے۔ چنانچہ یہ بات ان کے اپنے خطبے سے ظاہر ہے۔۔۔۔۔ کہ ”بے شک ہمارا مذہب اصول میں تو اہل سنت و جماعت ہے نیز ہم فروع میں امام احمد بن حنبل کے مذہب پر ہیں اور جو شخص ائمہ اربعہ میں سے کسی کا بھی مقلد ہو۔ ہم اسے برا نہیں جانتے“۔ (تاریخ اہلحدیث ص ۱۳۶)

دہلوی صاحب۔ جہاں تک مولوی اسماعیل دہلوی کا تعلق ہے۔ مولوی اسماعیل (گوجرانوالہ) لکھتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔۔۔ اپنا نشان خالص محمدی رکھنا چاہیے۔ محمدیت خالصہ ان کے پیش نظر ہے۔ (تحریک آزادی فکر ص ۲۴۳) اور دہلوی صاحب کی ”سوانح حیات طیبہ“ میں مذکور ہے کہ ان کے معتقد محمدی عوام الناس تھے۔ (ص ۱۵۸) ۱۰ اپنے کو کسی کے ساتھ بجز محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسبت دینی سخت بے ادبی خیال کریں۔ پیارے شہید (اسماعیل) نے ہزاروں بلکہ لاکھوں زبان سے یہ کہلوادیا۔ کہ ہم محمدی ہیں۔ چاروں طرف سے آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ کہ اس ضلع میں اتنے محمدی آباد ہیں۔ اور اس ضلع میں اتنی تعداد محمدیوں کی ہے۔ (حیات طیبہ ص ۳۴۱)

اہل انصاف۔ ملاحظہ فرمائیں کہ تینوں اکابر وہابیہ کے ہاں اہلحدیث کا کوئی ذکر و

بیان نہیں۔ ابن تیمیہ اہل سنت کو مذہب قدیم و فرقہ ناجیہ قرار دیتے ہیں۔ ابن عبدالوہاب خود حنبلی سنی کہلاتے ہیں۔ اور مولوی اسماعیل دہلوی محمدیوں کی فوج تیار کر رہے ہیں۔ اور اسی کو نشان خالص قرار دے رہے ہیں۔ اس تفصیل:- سے جہاں یہ ظاہر ہوا۔ کہ ”وہابیہ“ چوں چوں کا مرہ اور ”معجون مرکب“ ہے۔ کوئی کچھ کر رہا ہے اور کوئی کچھ کہہ رہا ہے۔ وہاں یہ بھی واضح ہو گیا کہ غیر مقلدین نہ محدثین کی اصطلاح میں اہلحدیث ہیں۔ اور نہ ہی ان کے اکابر کے ہاں اہلحدیث کہلانے کا کوئی نام و نشان ہے دنیا کے وہابیہ بھی عجیب ہے کہ ان میں دے جو اٹھتا ہے۔ جدھر چاہتا ہے۔ منہ اٹھا کر چل دیتا ہے۔ کوئی وہابی کہلا رہا ہے کوئی محمدی موجد کوئی مقلد سنی اور کوئی اہلحدیث۔ گویا۔ ع ایں خاندان ہمہ آفتاب است

۔ کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا
بھان مٹی نے کنبہ بھڑا

بہر حال۔ غیر مقلدین کے اہلحدیث کہلانے کی نہ کوئی سند ہے نہ دلیل۔ انہوں نے محض تفتیہ بازی کی بنا پر محدثین کا نام (اہلحدیث) چرا کر خود ساختہ طور پر سرکاری کاغذات میں درج کرایا۔ لیکن اس سے ان کی وہابیہ میں کوئی فرق نہیں آیا۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت رانی شناسم

سوال ۶۔ ”بریلویوں کی طرح بعض اہلحدیثوں نے بھی حکومت انگلشیہ کے خلاف جہاد کا فتویٰ نہیں دیا۔ اور ہندوستان کو دارالامان کہا ہے۔“ (تحقیق اہلحدیث ص ۹-۲۲)

سیف اللہ۔ دارالحرب کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی دارالفرار۔ اور دوسری دارالامان۔ میاں نذیر حسین دہلوی کے نزدیک ہندوستان دارالحرب ہی تھا۔ لیکن چونکہ مسلمان میاں صاحب کے زمانہ میں امن سے تھے۔ اس لئے اس کو دارالامان کہا۔ دارالحرب میں بحیثیت مجاہدہ و رعایا ہو کر کسی کے نزدیک جہاد درست نہیں۔ اس حیثیت کے پیش نظر بعض اہلحدیثوں نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ نہیں دیا تھا۔ (الح ملخصاً)

تبصرہ۔ معاذ اللہ۔ یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔ ہمارا یہ سوال ہرگز نہیں تھا ہمارا چٹا سوال یہ تھا کہ غوث اعظم پیران پیر رضی اللہ عنہ سے آپ کا کیا تعلق ہے۔ جبکہ وہ اہلسنت تم اہلحدیث وہ مقلد حنبلی تم غیر مقلد۔ وہ بیس رکعت سنت تراویح کے قائل اور تم آٹھ نوافل کے۔ مگر قاری صاحب نے اس سوال سے فرار کر کے جھوٹ لکھا ہے۔ اور بلا وجہ بدزبانی وجہ باطنی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اور صورت حال کو مسخ کر کے پیش کیا ہے جہاں تک

علماء اہلسنت کا تعلق ہے انہوں نے حالات کے تحت شرعی تقاضا کے مطابق جب انگریز سے جہاد ضروری تھا۔ اس وقت کا ڈٹ کر فتویٰ بھی دیا اور مقابلہ بھی کیا۔ جیسا کہ "باغی ہندوستان" اور دیگر کتب و تاریخ میں علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء کی سرفروشی و جاٹاری کا تذکرہ موجود ہے۔ لیکن جب صورت حال مختلف ہو گئی۔ تو اس وقت اہل اسلام کے تحفظ و بقا کیلئے بحکم شرعی دارالاسلام کا فتویٰ ارشاد فرمایا۔ مگر اپنے وقت پر یہ سب کچھ حکم شرعی کا اظہار و اہل اسلام کے مفاد کی بنا پر تھا۔ قاری سیف اللہ نے بار بار علماء اہل سنت کی انگریز دوستی کا بہتان تراشا ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں کوئی عبارت و حوالہ نقل نہیں کیا۔ جس سے اس کا جھوٹا ہونا صاف ظاہر ہے۔

وہابیہ کا کردار۔ جہاں تک وہابیہ کے کردار کا تعلق ہے۔ انہوں نے انگریز دوستی کی بنا پر شروع سے انگریز کی حمایت و قصیدہ خوانی کی۔ اور اس سے خطاب بھی پایا اور انعام بھی پایا۔ اور یہ الفاظ ہمارے نہیں بلکہ مولوی عبدالحجید سوہدروی وہابی کے ہیں جن کا "تحقیق اہلحدیث" میں حوالہ دیا گیا تھا۔ اور سنیہ۔

مولوی اسماعیل کی شہادت۔ مولوی اسماعیل (گوجرانوالہ) نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ "مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی انگریز

حکومت سے تعاون کے حق میں تھے۔ اور بظاہر انگریز کی نظام کے ثنا خواں..... مجھے یہ ناخوشگوار اعتراف کرنے کے سوا چارہ نہیں۔ کہ مولانا محمد حسین (بٹالوی)..... مقام عزیمت پر قائم نہ رہ سکے۔" (تحریک آزادی فکر ص ۱۰)

کیوں جی۔ انگریز کے یہ معاون و ثنا خواں کون تھے۔ بریلوی یا وہابی؟ یہی حال دیگر اکابر وہابیہ کا تھا۔ جن کا انگریز دوستی و کانگریس کی حمایت کے دلائل تحقیق اہلحدیث میں درج ہیں۔ مگر قاری سیف اللہ نے ان کی تردید یا مولوی اسماعیل کی طرح "ناخوشگوار اعتراف" کی بجائے ایک خود ساختہ کہانی نقل کر دی ہے۔ کہ دارالحرب کی دو قسمیں ہیں۔ میاں نذیر حسین نے دارالحرب کو ہی دارالامان کہا۔ ان کے زمانہ میں مسلمان امن سے تھے۔ اور لطف یہ ہے کہ دلیل و حوالہ کوئی نہیں۔ حالانکہ قاری سیف اللہ نے خود لکھا ہے۔ کہ "دعویٰ بلا دلیل مردود ہوتا ہے"۔ (قدامت ص ۲۰) قاری صاحب ہوش کے ناخن او۔ دلیل کا جواب دلیل سے دو۔ اور سچے ہو تو اپنے دعویٰ کی دلیل پیش کرو۔ ورنہ اس شور و فغاں چیز سے نیست

ناک پکڑ لی۔ قاری سیف اللہ نے اگرچہ جان بچانے اور "انگریز وہابی" تعلقات کو چھپانے کو بہت کوشش کی۔ مگر پھر بھی سیدھے ہاتھ سے نہ سہی۔ ہاتھ گھما کر ناک پکڑ لی ہے۔ کہ وہابی علماء نے انگریزی مملکت کو "دارالامان" کہا۔ انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ نہ دیا۔ اور معاہدہ و رعایا پر جہاد درست نہ ٹھہرایا۔ اس کے بعد بھی وہابی علماء اہل سنت پر کچھ اچھالیں۔ اور "دوام العیش و العلام" جیسے مشروط شرعی فتویٰ کے خلاف غلط پراپیگنڈا کریں۔ تو یہ غیر مقلدانہ جہالت و حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟

وہابیہ۔ ہم نے تمہاری ہی کتب سے وہابی علماء کا انگریز سے تعاون و اس کی ثنا خوانی اور اس سے انعام و خطاب پانا ثابت کیا ہے۔ اگر تم میں کچھ حیا ہے تو تم بھی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے انگریز سے تعاون و اس کی قصیدہ خوانی اور انگریز سے انعام و خطاب

پانے کی کوئی دستاویز پیش کرو۔ مگر نہیں ہرگز نہیں۔ وہ تو برملا اعلان فرما رہے ہیں۔ کہ
- کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں مری بلا میں گداہوں اپنے کریم کا
میرا دین پارہ ناس نہیں۔

تعجب - ہے کہ جب قاری سیف اللہ کو ناک پکڑنے اور "تحقیق الہمدیث" کے حوالہ
جات تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں تھا۔ تو پھر اس نے اس قدر بدزبانی کی ضرورت کیوں
محسوس کی؟ حالانکہ زیر بحث حوالے ہم نے کتب دہائیہ سے نقل کئے تھے۔ نہ کہ اپنی طرف
سے۔ اور پھر جو کچھ ہم نے نقل کیا۔ مولوی اسماعیل وقاری صاحب نے وہ سب کچھ مع شیء
زائد تسلیم بھی کر لیا۔ بات تو جب تھی کہ جیسے ہم بہر پہلو قاری کو کذاب ثابت کر رہے
ہیں۔ اسی طرح وہ بھی ہماری تحقیق کی تہذیب کرتا۔ حالانکہ الہی اس نے ہماری تصدیق
کردی ہے۔

انگریزی دارالامان کی کیفیت - قاری سیف اللہ کی اس جاہلانہ تحریر سے قطع
نظر۔ کہ دارالامان، دارالحرب ہی ایک قسم ہے۔ اب ہم یہ دکھلاتے ہیں۔ کہ وہ دارالامان
کیسا تھا۔ اور میاں نذیر حسین کے وقت امن کا کس طرح دور دورہ تھا۔ میاں نذیر حسین ہی
کی عربی سوانح "البشری" میں مذکور ہے۔ کہ انگریز حکومت نے بعض علما کو قتل کیا۔ اور ان
کے رفقاء کو سولی چڑھایا۔ بعض کو عمر قید کی سزا دی۔ بعض کو کالے پانی بھیج دیا۔ اور خود میاں
نذیر حسین کو راولپنڈی جیل میں بند کر دیا۔ (البشری ص ۱۰۹) قاری سیف اللہ کو اپنی
جہالت اور انگریزی امن اومان کا یہ دور دورہ "مبارک" ہو۔

الہی عقل کسی کو بھی ایسی خداوندی دے دے آدمی کو موت پر یہ بداداندہ سے
سوال کے۔ اگر مذہب اہل حدیث حق پر ہے۔ تو پھر اکثریت میں کیوں نہیں؟

سیف اللہ - حق کا اکثریت کے ساتھ ہونا یہ کوئی مسئلہ نہیں کیونکہ اکثریت کبھی خطا پر
ہوتی ہے۔ اس لئے کثرت کا کچھ اعتبار نہیں..... سفیان ثوری سے منقول ہے۔ کہ
سواد اعظم سے مراد وہ شخص ہے۔ جو اہل سنت سے ہوا اگرچہ وہ ایک ہی ہو (الخ ملخصاً)

تبصرہ ۵ - معاذ اللہ۔ یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔ یہ سوال ہرگز نہیں تھا۔ ہمارا سوال یہ
تھا کہ آپ کے اصل امتیازی مسائل رفیعہ بن فاطمہ الامام وغیرہ ہیں۔ یا حضور پر نور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو اپنے جیسا بشر سمجھنا۔ الخ۔ مگر قاری صاحب نے یہاں بھی اصل سوال سے
فرار کر کے خود ساختہ سوال و جواب لکھ مارا ہے اور ہم نے اکثریت کے ساتھ وابستگی سے
متعلق جو احادیث نقل کی تھیں۔ ان کے جواب کیلئے خوب تضاد بیانی و ہیرا پھیری سے کام
لینے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ اگر واقعی سچا الہمدیث ہوتا تو ان احادیث مبارکہ کو بدل و
جان قبول کر کے وہابی اقلیت چھوڑ کر سنی اکثریت سے وابستہ ہو جاتا۔ مگر ان جعلی و مصنوعی
الہمدیثوں سے اسکی کیا توقع؟ قاری سیف اللہ نے احادیث کی بیرونی کی بجائے الثابہ کہہ
کر ان کی اہمیت ختم کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ کثرت کا کچھ اعتبار نہیں۔ حالانکہ احادیث
میں علیکم بالجماعۃ والعامہ۔ ید اللہ علی الجماعۃ۔ ان
اللہ لا یجمع امتی علی الضلالۃ۔

اور سواد اعظم کے الفاظ مبارکہ کثرت کی اہمیت و اعتبار کی واضح دلیل ہے۔ اگر قاری سیف
اللہ سچا ہوتا وہ ہماری طرح اپنے قول کی تائید میں کوئی حدیث پیش کرتا۔ کہ کثرت کا کچھ
اعتبار نہیں۔ مگر نہ خنجر اٹھ سکے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

بہر حال قاری سیف اللہ کی تحریر سے یہ واضح ہو گیا۔ کہ اہل سنت کی کثرت کے
مقابلہ میں مرزائی کی طرح وہابی بھی اقلیت میں ہیں۔ باقی رہا۔ یہ کہ "حق کا اکثریت
کے ساتھ ہونا کوئی مسئلہ نہیں"۔ تو بندہ خدا۔ اکثریت کا حق کے ساتھ ہونا تو مسکا ہے نا۔ اور

یہی قاری صاحب کی عقل کا فتور ہے کہ وہ صحیح بات الٹ سمجھ رہا ہے۔ ہم مطلق اکثریت کی بات نہیں کر رہے۔ بلکہ احادیث کی روشنی میں اس اکثریت کی بات کر رہے ہیں۔ کہ جو حق کے ساتھ ہے۔ اور اسی اصول کی بنا پر اہل سنت حق پر ہیں۔ اور وہابی مرزائی وغیرہ باطل پر۔ اور اسی اکثریت کی ایک جھلک

قیام پاکستان بھی ہے۔ اور پاکستان کا وجود بھی قاری سیف اللہ کے جھوٹا ہونے کیلئے کافی ہے۔ کہ کثرت کا کچھ اعتبار نہیں اگر کثرت کا اعتبار نہ ہوتا اور وہابیوں دیوبندیوں، کانگریسوں کے مقابلہ میں اہل اسلام و اہل سنت کی اکثریت مطالبہ پاکستان کی پشت پر نہ ہوتی۔ تو پاکستان کیونکر وجود میں آتا۔ قاری سیف اللہ کی یہ کس قدر حماقت و جہالت ہے۔ کہ وہ پاکستان میں بیٹھ کر قیام پاکستان کے بنیادی اصول (اکثریت) کی نفی کر رہا ہے۔

۔ شرم اس کو مگر نہیں آتی

۱۵ اکثریت کبھی خطا پر ہوتی ہے۔ قاری کا یہ قول بھی مہمل ہے۔ اس لئے کہ کبھی خطا پر ہونے سے اکثر حق و صواب پر ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔ اور پھر کبھی وقتی طے۔ چننا ہونا اور بات ہے۔ اور ضلالت و باطل پر ہونا اور بات ہے۔ اور بحکم حدیث۔ یہ محمدیہ ضلالت پر جمع نہیں ہو سکتی۔ **انتباہ**۔ قاری سیف اللہ نے غیر متعلقہ طور پر **کلہم علی الضلالہ الا السواد اعظم** اور **کلہا فی النار الا ملتہ واحدہ وہی الجماعۃ** نقل کر کے لکھا ہے۔ کہ ”صحابہ کرام کے اختلاف کے وقت جس پر اکثر صحابہ ہوں۔ وہی سواد اعظم اور جماعت ہے۔ جس کے ساتھ لزوم کا ذکر ہے۔“ گویا قاری صاحب کے اس خود ساختہ اصول کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اختلاف کے وقت جس پر اکثر صحابہ ہوں۔ وہ تو سواد اعظم اور جماعت ہے۔ اور صحابہ کا جو گروہ اکثر کے مقابلہ

میں اقل ہو۔ معاذ اللہ۔ اس کے لئے ضلالت و نار ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ **دیکھئے**۔ احادیث کثرت کے مقابلہ میں ہیرا پھیری کرتے ہوئے وہابی قاری نے مقام سحابیت پر کتنا شدید حملہ کیا ہے۔ الہی آسمان کیوں پھٹ نہیں پڑتا ہے ظالم پر

۱۶ قاری کے ”جواب“ میں حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کا قول بھی ہماری تائید میں ہے۔ جسے قاری اپنی حماقت سے ہماری تردید میں نقل کر رہا ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے یہی تو فرمایا ہے۔ کہ ”سواد اعظم سے مراد وہ ہے جو اہل سنت سے ہو۔ اگرچہ وہ ایک ہی ہو“ اور یہی ہم کہتے ہیں۔ سواد اعظم اہل سنت و جماعت ہیں۔ اگرچہ بالفرض کسی وقت ان کا ایک ہی شخص ہو۔ اس لئے کہ مجموعی طور پر وہ اس جماعت کا فرد ہے۔ جو حق پر قائم ہے۔ تو جن کا ایک شخص بھی حق پر ہو۔ ان کی افرادی کثرت بدرجہ اولیٰ نوڈ علیٰ نور اور حق پر قائم ہوگی۔

۔ جواب اس بات کا کیسا یہ گھر ہی میں نکل آیا میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

شرمناک جسارت۔ قاری سیف اللہ احادیث کثرت سے بے حواس و لا جواب ہو کر لکھتا ہے کہ ”بریلویوں کا بدعتیوں، مشرکوں قبر پر طواف و سجدہ کرنے والوں اور مزاروں پر تھیسڑ و نظر بازی اور میل ملاپ کرنے والوں کو جماعت و سواد اعظم میں داخل کرنا حماقت و جہالت ہے۔“ (قدامت ص ۱۹) یہی قاری کی حواس باختگی اور پاگل پن ہے۔ کہ وہ معقولیت سے گفتگو کرنے اور جواب دینے کی بجائے بے حواس و لا جواب ہو کر میراثیانہ انداز اور عامیانہ و جاہلانہ سطح پر آ جاتا ہے۔ ہم گفتگو عقیدہ و مسلک اور دینی بنیاد پر کر رہے ہیں۔ اس موقع پر قاری کا غیر ذمہ دار و خلاف شرع عوام کو پیش کرنا بجائے خود جہالت و حماقت ہے۔ یہ لوگ نہ زیر بحث ہیں۔ نہ ان کی غلط حرکات کا کوئی موید و مددگار ہے قاری کا۔ بریلوی اہلسنت کو مشرک و بدعتی کہنا اور قبروں پر طواف و سجدہ کا طعن دینا سراسر نادانی ہے۔

جیلنج ۱۔ ہم چیلنج کرتے ہیں۔ کہ اگر قاری سچا ہے۔ تو وہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ

علیہ کے فتاویٰ سے قبروں پر سجدہ و طواف کا جواز اور شرک و بدعت کی جامع مانع تعریف سے بریلوی اہلسنت کا مشرک و بدعتی ہونا ثابت کرے۔ اور نجد و یومند تک اپنا زور لگائے۔

۲۔ قاری سیف اللہ بریلویوں سے متنازعہ مسائل اور پاگل پن کی حد تک ان سے دشمنی سے ذرا الگ ہو کر جواب دے کہ کیا ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم کے مقلدین۔ اہل سنت و جماعت، غیر مقلدین سے زیادہ تعداد میں ہیں یا نہیں اور اگر ہیں اور یقیناً ہیں تو پھر وہ احادیث کثرت کا مصداق کیوں نہیں؟ اور معاذ اللہ ان سے کو گمراہ قرار دے کر غیر مقلدین کی اقلیت حق پر کیسے ہے؟

علامہ طحطاوی۔ قاری بے چارہ جو پہلے ہی ”تحقیق اہلحدیث“ اور زیر نظر مباحث کے بوجھ تلخ دبا ہوا ہے۔ وہ اس چیلنج کا جواب کیسے دے سکتا ہے۔ آئیے اس حقیقت کو شارح درمختار علامہ سید احمد مصری طحطاوی کی زبانی سنیں۔ فرماتے ہیں۔ ”اہل سنت کا ناجی گروہ۔ اب چار مذاہب میں مجتمع ہے۔ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت فرمائے۔ اب جو ان چار سے باہر ہے۔ بدعتی اور جہنمی ہے۔“ (حاشیہ درمختار ص ۱۵۳ ج ۳)

الحاصل۔ عقیدہ و مسلک اور دین کی بنا پر کثرت باعث برکت ہے۔ احادیث میں اسی کی بشارت ہے۔ یہی ہمارا موقف ہے۔ اور اہل سنت و جماعت ہی اس شرف سے مشرف اور ان ارشادات کا مصداق ہیں۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

۔ باقی جتنے بھی فرتے ہیں معتوب ہیں حکم سے نبی اکرم کے مغضوب ہیں

ادب کی اے خضر ہم کو دولت ملی مذہب حق اہلسنت کی کیا بات ہے

سوال ۸۔ ”مذکورہ تقریر سے تو اہل سنت کا قلیل ہونا ذکر ہے۔ اور آپ تو اہل حدیث

ہیں۔“

سیف اللہ۔ اکثر علماء کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ اہلحدیث و اہل سنت ایک ہی ہیں۔ اور جو بریلویوں نے سنت و حدیث اور ان کے اہل میں فرق بیان کیا ہے۔ وہ صرف دعویٰ ہے۔ اور دعویٰ بلا دلیل مردود ہوتا ہے۔ پیر عبد القادر جیلانی ایک مقام پر لکھتے ہیں۔ فرق ناجیہ اہل سنت ہے۔ جس کا لقب اہلحدیث ہے۔ (ملخصاً) تبصرہ۔ معاذ اللہ یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔ یہ سوال ہمارا ہرگز نہیں تھا ہمارا آٹھواں سوال یہ تھا۔ کہ..... ”اہل قرآن و اہل اللہ کہلانے پر اہلحدیث و اہل نبی کہلانے کو ترجیح دینا کس دلیل پر مبنی ہے جبکہ صحیح حدیث میں بھی ”اہلحدیث کی بجائے یا اہل القرآن فرمایا گیا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۱۲) مگر قاری صاحب نے اس سوال سے فرار کر کے جھوٹ لکھا ہے۔ باقی رہا۔ یہ کہ ”اہلحدیث و اہل سنت ایک ہی ہیں۔ اور بریلویوں نے جو فرق بیان کیا ہے۔ وہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔“ سودر یافت طلب یہ امر ہے۔ کہ اگر ایک ہی چیز ہے۔ تو پھر غیر مقلدین نے سواد اعظم سے بغاوت کر کے ان کے مقابلہ میں اہلحدیث کہلانے کو ترجیح کیوں دی ہے۔ حالانکہ بہر طور غلط ہے۔ اور یہ وہ سوال ہے جسے ہم نے بار بار دہرایا ہے۔ مگر قاری نے اس کو ہاتھ نہیں لگایا۔ ثانیاً۔ ہم نے ”تحقیق اہلحدیث“ میں حدیث و سنت اور اہلحدیث و اہل سنت کہلانے میں جو فرق بیان کیا ہے۔ اسے بلا دلیل قرار دینا مضمض جھوٹ ہے۔ اس لئے کہ ہماری تحقیق دلیل و حقیقت پر مبنی ہے۔ جس کا وہابیہ کے پاس کوئی جواب نہیں۔ اور قاری نے اپنے فرار پر پردہ ڈالنے کیلئے دعویٰ بلا دلیل کہہ کر جان چھڑانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ اور اس سلسلہ میں جلی قلم سے ہمارا چیلنج بھی گول کر گیا ہے۔ جس کے تحت چار سوالات درج تھے۔ جن کے جواب میں قاری کا عجز و بیچارگی محتاج بیان نہیں۔ مثلاً۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے حوالہ میں دو چیزیں بیان ہوئی ہیں۔ کہ ”فرق ناجیہ اہلسنت ہے اور اس کا لقب اہلحدیث ہے۔“ اور یہ بات

ہمارے خلاف نہیں۔ خود قاری کی تردید ہے جسے وہ اپنی جہالت و حماقت کے باعث سمجھ نہیں سکا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جیسے اسم اور معنی ایک چیز نہیں۔ اسی طرح لقب اور ملقب بھی ایک چیز نہیں بلکہ دو چیزیں ہیں اسی طرح اہل سنت اور اہلحدیث ایک چیز نہیں بلکہ دو چیز ہیں۔ اصل بنیاد مذہب اور اہل سنت ہی ہے۔ لیکن ان کا ایک لقب اہلحدیث ہے۔ اور وہ اس طرح کا مخالفین اہل سنت چونکہ اہل سنت کے مختلف غلط لقب تجویز کرتے تھے۔ اس لئے غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ ان کے اور لقب غلط ہیں۔ اور اہل سنت کا مناسب لقب دو صف اہلحدیث ہے۔ اور اس لئے کہ سنت کا ماخذ حدیث ہی ہے۔ اور اہل سنت حدیث ہی سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں نہ یہ کہ اہلحدیث کہلاتے اور عمل اہلحدیث کے مدعی ہیں اس لئے کہ ان کی کوئی تصریح ہے نہ ہر حدیث قابل عمل ہے۔ بتائیے۔ یہ ہماری اہل سنت کی تائید ہے یا قاری وہابی کی اسے یہ حوالہ نقل کرنے اور اصل نام و مذہب اہل سنت کی بجائے لقب پر اصرار کرنے سے کیا حاصل ہوا؟

لطیفہ۔ قاری سیف اللہ نامعلوم کس مثنیٰ سے بنا ہے۔ کہ ایک طرف تو مقلدین اہل سنت کی مخالفت کرتا ہے۔ اور دوسری طرف بزرگان اہل سنت کا سہارا لیتا ہے۔ اور وہ بھی سراسر اپنے خلاف۔ پہلے حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کا سہارا لیا اور اب حضور غوث اعظم (رضی اللہ عنہ) کی ذات گرامی کا۔ اگر قاری میں کچھ حیا ہوتی۔ تو وہ اہلحدیث وہابی ہو کر اہل سنت کو سواد اعظم قرار دینے والے امام اہل سنت ثوری اور غیر مقلد ہو کر حضور غوث اعظم ضیائی کے دامن کا سہارا نہ لیتا۔ مگر قاری میں حیا کہاں۔ یہ تو اپنے ابو الکلام کے والد ماجد علیہ الرحمۃ کے اس ارشاد کا بالخصوص مصداق بن رہا ہے۔ کہ

وہابی بے حیا جھوٹے ہیں یا رو

نژاد جو تیاں تم ان کو مارو

(دیکھو شورش کی کتاب ابو الکلام کی کہانی صفحہ ۲۶۰)

سوال ۹۔ ”کیا بریلوی اہل سنت والجماعت نہیں ہیں؟“

سیف اللہ۔ نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ بدعتی ہیں۔ جو اہل سنت والجماعت کا مخالف ہے۔ وہ بدعتی ہے اہلحدیث ہی صحیح حقدار ہیں۔ کہ ان کو اہل سنت و جماعت کہا جائے۔ (ملخصاً)

تبصرہ ۵۔ معاذ اللہ یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔ یہ سوال ہمارا برگزینہ تھا۔ ہمارا نواں سوال یہ تھا۔ کہ ”متقدمین کی کتب میں اصحاب حدیث و اہلحدیث کے لفظ سے حضرات محدثین و طلباء و علماء حدیث مراد ہے۔ یا موجودہ ہر قسم کا وکندار کر یا نہ فروش۔ بزاز شیخ اور حلوائی وغیرہ عامی اہلحدیث وہابی مراد ہیں۔ قاری کا خود ساختہ سوال اس کے کذاب ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ کیونکہ کوئی بریلوی اہل سنت ایسے سوال کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ باقی رہا قاری کا یہ کہنا کہ بریلوی اہل سنت و جماعت نہیں ہیں۔ جو اہلسنت و جماعت کا مخالف ہے وہ بدعتی ہے۔ اور ”اہلحدیث“ ہی اہل سنت و جماعت کہلانے کے صحیح حقدار ہیں۔ تو یہ سب باتیں پاگل پن پر مبنی ہیں۔ افسوس ہمیں قاری سیف اللہ کی صورت میں کیسے احق و جاہل شخص سے واسطہ پڑا ہے۔ جو کسی معقول جواب و گفتگو کی بجائے بلا سوچے سمجھے بے تکلی ہانکتا چلا جاتا ہے۔ کوئی پوچھے۔ کہ جب تم خود غیر مقلد وہابی اور بزم خویش اہلحدیث ہو تو تمہارا اہلسنت سے تعلق کیا ہے۔ اور بریلویوں کو اہلسنت سے خارج کرنے کا حق کیا ہے۔ تم فیصلہ کرنے والے کون ہو۔ پھر جہاں تک اہل سنت کے مخالف کے بدعتی ہونے کا تعلق ہے۔ وہ تم خود ہو اور تم جیسے لوگوں کے بدعتی و جہنمی ہونے کا فیصلہ علامہ سید احمد طحاوی کی زبانی پہلے بیان ہو چکا ہے۔

الحمد للہ۔ حنفی بریلوی نہ اہل سنت کے مخالف ہیں نہ بدعتی وہ تو اہل سنت و جماعت کا

ایک اہم اور عظیم طبقہ ہیں۔ بلکہ بریلویت تو آج ہر سنی کا امتیازی نشان ہے۔

پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

رہا یہ سال کہ اہلحدیث ہی اہل سنت و جماعت کہلانے کے صحیح حقدار ہیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر تم خود اہلحدیث کی بجائے اہل سنت کیوں نہیں کہلاتے۔ ہی تو ہم نے بار بار پوچھا ہے۔ جس کا تم کوئی جواب نہیں دے سکے۔ یہ عجیب بات ہے کہ خود ہی تو اہل سنت کو چھوڑا کر اہلحدیث کہلاتے ہیں۔ اور خود ہی کہتے ہیں۔ کہ ہم اہل سنت کہلانے کے صحیح حقدار ہیں۔ یعنی خود اپنا حق استعمال نہیں کرتے اور دوسروں کو کہتے ہیں کہ ہم صحیح حقدار ہیں۔ کیا ان میں کوئی بات بھی ٹھکانے کی ہے؟ کیا وہاہیہ کے ذہنی اضطراب، دل و دماغ کی کچی مسخری اور فریب کاری کا کھلا مظاہرہ نہیں۔ لطیفہ۔ قاری نے خود ساختہ سوال و جواب میں لفظ اہل سنت کو تین طرح لکھا ہے۔ اہل سنت و الجماعت، اہل سنت و جماعت۔ اہل السنۃ و الجماعت۔ اس رنگ برنگ عبارت میں کونسا تلفظ اور املا صحیح ہے۔

قاری صاحب کو اس کا کوئی پتہ نہیں بس جو جی میں آیا۔ گھسیٹ دیا۔ نہ لکھنے کا طریقہ نہ بیان کا سلیقہ۔ فیاللعجب وضعیۃ الادب یہ ہیں۔ وہابیوں کے مصنف و ترجمان

۔ گر ہمیں مکتب وہمیں ملاں
کارطلاں تمام خواہ شد

سوال ۱۰۔ آپ تمام احادیث پر کیسے عمل کر سکتے ہیں جبکہ بعض منسوخ ہیں اور بعض میں نسخ و تخصیص کا احتمال ہے۔

سیف اللہ۔..... بچے کو اٹھا کر نماز پڑھنے والی حدیث نہ منسوخ ہے اور نہ ہی اس میں تخصیص اور ایسے ہی منبر پر رکوع کرنا اور سواری پر طواف کرنا اور آپ کی نماز جنازہ پر امام کا نہ ہونا۔ (ملخصاً)

تبصرہ ۵۔ معاذ اللہ یہ بھی سراسر جھوٹ ہے ہمارا یہ سوال ہرگز نہیں تھا ہمارا دسواں سوال یہ تھا۔ کہ آپ کے الفاظ میں کیا آپ کو اپنی غم ریزی کا کچھ علم ہے۔ الخ مگر قاری صاحب نے

اس سے فرار کر کے خود ساختہ سوال و جواب قائم کر دیا ہے۔ پھر ہم نے حدیث عمل نہ ہونے کے متعلق گیارہ مثالیں پیش کی تھیں۔ مگر قاری نے ان میں سے صرف چار ظاہر کی ہیں۔ اور انہیں غیر منسوخ و غیر مخصوص اور قابل عمل ٹھہرایا ہے۔

ہم کہتے ہیں۔ تمہارے بقول ایسا ہی سہی۔ مگر سوال تو یہ ہے۔ کہ جب تم اہلحدیث مدعی عمل بالحدیث ہو۔ اور حدیث و سنت ایک ہی چیز ہے۔ تو پھر تمہارا ان احادیث پر عمل کیوں نہیں؟ وہابیوں کے امام اور مقتدی اپنے بچوں کو اٹھا کر نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ منبر پر رکوع کیوں نہیں کرتے۔ سواری پر طواف کیوں نہیں ہوتا۔ اور ان کی نماز جنازہ بغیر امام کیوں نہیں پڑھی جاتی۔ یا باقاعدہ ان احادیث پر بھی عمل پیرا ہوا اپنے بناوٹی نام اور مذہب سے توبہ کرو۔ قاری، کیسی گئی مت ماری۔ کہ اصل بات کو سمجھتا ہی نہیں اور اپنی حماقت و ذہل جہالت سے بجائے جواب کے خود ہماری تائید کر رہا ہے۔ لطیفہ۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے فرمایا کہ ”حجۃ الوداع میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹنی پر سوار ہو کر طواف فرمایا تھا۔ جس سے مقصود تعلیم افعال طواف تھی (نہ کہ اس عمل کی ترغیب) اور اس حالت میں آپ کی اونٹنی نے جگالانہ میٹکیناں کیں اور نہ پیشاب کیا۔ پس حرمت مسجد بھی محفوظ رہی۔ اور مقصود تعلیم بھی حاصل ہو گیا۔ محمد بن عبدالوہاب اپنی غلطی سے اونٹنی پر طواف کو سنت سمجھ گیا۔ (حالانکہ یہ صرف حدیث ہے سنت نہیں۔ اور اس نے اپنے (نجدی) اتباع سمیت اتباع سمیت اونٹوں پر طواف کیا۔ جس سے تمام مسجد حرام میٹکینوں اور پیشاب سے بھر گئی (ارواح ثلاثہ دیوبند یہ ص ۵۶) اس واقعہ سے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب جیسے علماء محدثین کی حدیث تہمی۔ نام نہاد ”اہلحدیث“ وہابیہ کی بے ادبی بد عقلی اور حدیث و سنت کے فرق کے علاوہ وہابیہ کی عمل بالحدیث میں بے بسی ظاہر ہے۔ کہ اگر ہر حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ تو مسجد حرام تک کو ملوث کر دیتے ہیں۔ اور اگر ہر حدیث پر عمل نہیں کرتے تو

الہمدیث کہا، نا غلط ہو جاتا ہے۔

الحمد للہ۔ یہاں تک قاری کے خود ساختہ سوال و جواب پر تبصرہ میں ہم نے قاری کے ”جواب الجواب“ کے علاوہ یہ واضح کر دیا ہے۔ کہ اصل دس سوال کیا تھے۔ اور قاری نے غلط ملط اور ہیرا پھیری کر کے اسے کیا بنا دیا۔ اور کس طرح ان سے فرار کا راستہ اختیار کر کے بعض ضمنی امور وغیرہ متعلقہ چیزوں کا خود ساختہ سوال بنا کر اہل سنت کے ذمہ لگا دیا۔ مگر ہم نے بفضلہ تعالیٰ ”تحقیق الہمدیث“ میں بھی اصل دس سوالات کو قائم رکھتے ہوئے قاری کا جواب الجواب دیا۔ اور اب بھی اس کے خود ساختہ سوال و جواب کا نمبر وار جواب الجواب دے کر ثابت کر دیا کہ جواب اس طرح دیا جاتا ہے۔ قاری کی طرح غلط ملط اور بھگوار اپن نہیں کیا جاتا۔ **مزید تبصرہ و جواب**۔ دس اصل سوالات اور اصل موضوع بحث سے قاری کا فرار دکھانے کے بعد اب اس کے مزید خود ساختہ سوال و جواب پر تبصرہ ملاحظہ ہو۔

سوال ۱۱۔ ”بریلویوں کو جو بدعات کی بنا پر اہل سنت سے خارج کیا گیا ہے۔ وہ کونسی بدعات ہیں“۔

سیف اللہ۔ بیجا نقل۔ ساتواں۔ دسواں۔ چالیسواں ختم مروجہ میاں..... وغیرہ (ملخصاً) **تبصرہ**۔ بریلویوں کو اہل سنت سے خارج قرار دینے والے اس خود ساختہ قاری گورنر بہادر کی حماقت کو ”سوال و جواب“ ۹ کے تبصرہ میں بیان کیا جا چکا ہے۔ باقی رہا۔ مسئلہ بدعت کا۔ اس کا بیان ۱۲ کے تبصرہ میں آئے گا۔

سوال ۱۲۔ اگر مذکورہ کام بدعت ہیں تو پھر تمہارے یہ کام رسالوں کی اشاعت۔ تبلیغی جلسوں کا انعقاد مدارس میں مروجہ نظام و نصاب۔ پر تکلف مکانات نمازیوں پر پنکھوں کی جھنکار اور روشنیوں کی بھرمار وغیرہ بدعت نہیں؟

سیف اللہ۔ بریلوی دینی اور دنیاوی امور میں فرق نہیں کرتے۔ حالانکہ دینی امور میں اصل منع ہے۔ اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اور دنیاوی امور میں اصل اباحت ہے۔ جب تک کسی امر میں نہی وارد نہ ہوئی ہو۔ اس کو کرنا جائز ہے۔ (ملخصاً)

تبصرہ۔ مسئلہ بدعت میں ہمارے معرکہ الارا چیلنج میں نجدی قاری نے جو یہ کہہ کر جان چھڑانے کی کوشش کی ہے کہ ۵ دینی امر میں کوئی دلیل نہ ہو۔ تو اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اور دنیاوی امور میں جب تک نہی وارد نہ ہوئی ہو کرنا جائز ہے۔ (قدامت الہمدیث ص ۲۶) **قطع نظر**۔ اس سے کہ قاری صاحب نے دین و دنیا میں اس خود ساختہ تفریق و بدعت کی تعریف میں ابن قیم و ابن تیمیہ کے علاوہ کوئی مسلمہ حوالہ نقل نہیں کیا۔ حالانکہ ان سے مطالبہ کیا گیا تھا۔ کہ تم چونکہ الہمدیث کہلاتے ہو اس لئے احادیث مبارکہ سے بدعت کی جامع مانع۔ صریح تعریف پیش کرو (تحقیق الہمدیث ص ۴۱)

سوال۔ یہ ہے کہ کیا مساجد و مدارس دینی مراکز ہیں یا دنیاوی ادارے اور مساجد و مدارس کے امور ۵ ان کی مروجہ عمارات ۵ ان میں لاؤڈ اسپیکر اور گھڑیوں وغیرہ سے متعلقہ مسائل ۵ عورتوں کے لئے گیلریوں میں نماز کا اہتمام پنکھوں در یوں پانی اور لائٹ کا انتظام ۵ ختم بخاری کی تقریب ۵ سالانہ امتحان و اجلاس و اسناد و دستار جیسے امور دینداری ہے۔ یا دنیا داری۔ وہابی مولوی اور عوام ان امور کی سعی و اہتمام اور ان پر کثیر اخراجات و دنیاوی طور پر کرتے ہیں یا دینی طور پر بہریت عبادت و کار خیر اور حصول ثواب؟ میاں بیوی کا ملاپ کاروبار اور بیت الخلاء کی آمد و رفت دینداری ہے یا دنیا داری؟ بقول قاری جب ”دنیاوی امور“ سرانجام دیئے جاتے ہیں۔ اسوقت دین کا کوئی تعلق ان سے باقی رہتا ہے یا نہیں؟

باقی رہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لوگوں کو جمع فرما کر وعظ و نصیحت کرنا اور بادشاہوں کو خطوط کے ذریعہ تبلیغ فرمانا۔ تو یہ زیر بحث ہی نہیں۔ سوال تو یہ ہے۔ کہ یہ تمہارا متعین و مقرر طور پر سہ روزہ سالانہ اجلاس و کانفرنس کرنا۔ اور اسی طرح پابندی وقت کے ساتھ ہفت روزہ، پندرہ روزہ ماہنامہ رسائل جاری کرنا اور روزانہ اخبارات خریدنا اور پڑھنا یہ کوئی حدیث سے ثابت ہے۔ واقعہ خاص و دلیل عام تو تمہارے اصول کے خلاف ہے۔ اللہ سے ڈرو خدا کا خوف کرو۔ اہل سنت کیلئے الگ اور اپنے لئے الگ قانون وضع نہ کرو۔ اپنی جانوں اور مخلوق خدا کو دھوکہ نہ دو۔ سنو تمہاری اس چور بازی۔ کا تو ”تحقیق الہمدیث“ میں پہلے ہی سید باب کرو یا گیا تھا۔ کہ اگر قرآن و حدیث میں عدم ذکر کے باوجود صنفی لحاظ سے الہمدیث کہلانا جائز ہے۔ تو اسی پر صنفی لحاظ سے میلاد پاک عرس مبارک، گیارہویں شریف تقبیل اہل بائیں صلوٰۃ عند الاذان وغیرہ امور خیر کیوں بدعت دنا جائز ہیں۔ الخ

اور یہ دیکھو۔ جماعت الہمدیث کا ترجمان ہفت روزہ اعتصام لاہور ۱۱ جون کی اشاعت میں رقمطراز ہے۔ کہ ”ذکر الہی متنازعہ امر نہیں..... اصل متنازعہ فیہ مسئلہ تو یہ ہے۔ کہ ذکر کی دو صورت (مخصوص مجلس ذکر) کس آیت و حدیث سے ثابت ہے جو صوفیاء میں رائج ہے۔ یہ ایک خاص صورت ہے۔ جس کے لئے خاص دلیل کی ضرورت ہے۔ کیا آیات و احادیث کے عموم ان خاص صورتوں پر منطبق کرنا صحیح ہے۔ جو بریلوی حضرات کے ہاں رائج ہیں (بلفظہ) کیوں قاری صاحب۔ اب بھی کچھ سمجھ میں آئی یا نہیں۔ ”اعتصام“ کہہ رہا ہے۔ کہ صورت خاص کے لئے دلیل خاص کی ضرورت ہے۔ اور عموم کو خاص صورتوں پر منطبق کرنا بریلویت ہے۔ لہذا یا تو ہمارے چیلنج کو جواب میں اپنی خاص صورتوں کے متعلق

دلیل خاص پیش کر دیا اپنا بدعتی ہونا تسلیم کر دیا اور یا پھر وہابیت کے گورکھ دھندے اور ہیر پھیر سے تو بہ کر کے سیدھے سادھے سنی بریلوی مسلمان بن جاؤ۔ کہو کوئی صورت منظور ہے؟ بہر حال تحقیق الہمدیث کا چیلنج بسلسلہ بدعت اب بھی لا جواب ہے۔ اور دنیائے وہابیت کے لئے ہمیشہ کے لئے چیلنج ہے کہ ہے کوئی غزنوی۔ روپڑی امرتسری دہلوی۔ غرباء الہمدیث (وامرأ الہمدیث) وہابی جو اپنے نجدی اصول ”والاعتصام“ کے معیار کے مطابق ہمارا چیلنج قبول کرے؟

سوال ۱۳۔ ”کیا غیر مقلد الہمدیث ولی ہیں یا مقلد بریلوی؟“

سیف اللہ۔ ”الہمدیث صحیح معنی میں اولیاء اللہ ہیں۔ الہمدیث حق پر ہیں۔ اور یہی حقیقت میں علماء ہیں (ملخصاً) تبصرہ۔ بات صرف اتنی تھی۔ کہ قاری سیف اللہ نے لکھا تھا۔ کہ ”اگر الہمدیث ولی نہیں۔ تو اس زمین میں کوئی بھی ولی نہیں“۔ اس پر ہم نے لکھا کہ پہلے تو ہر ایرا غیر انتھو خیرا.... خود ساختہ الہمدیث بنا تھا۔ اب قاری سیف اللہ نے انہیں ولایت کا سرٹیفکیٹ بھی جاری کر دیا ہے۔“ پھر ہم نے بتایا تھا۔ کہ ”الہمدیث اولیاء“ سے مراد عوام کا لانعام غیر مقلدین نہیں۔ بلکہ علماء محدثین ہیں۔ (جس کے متعلق کافی تحقیق ہو چکی ہے۔ پھر ہم نے ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری کے حوالہ سے اپنے موقف کی تائید پیش کی تھی۔ مگر قاری سیف اللہ نے اپنی اپنی کھوپڑی کی بنا پر اس حقیقت کو اپنانے یا دلیل کا دلیل کے ساتھ جواب دینے کی بجائے اہل سنت کے خلاف خرافات لکھتے ہوئے۔ چکر بازی کے بعد یہ نتیجہ نکالا۔ کہ ”الہمدیث اولیاء ہیں۔ الہمدیث حق پر ہیں۔ اور یہی حقیقت میں علماء ہیں۔“ اور یہی کچھ ہم نے کہا تھا۔ کہ الہمدیث یعنی محدثین علماء عالمین اولیاء اللہ ہیں۔ نہ کہ

ہر ایرا غیر انتھو خیرا غیر مقلد و ہابی جو کہ نہ علما ہیں نا اولیاء۔ مگر قاری نے اپنی حسب عادت سیدھی طرح ناک پکڑنے کی بجائے ہاتھ گھما کر ناک پکڑی ہے۔ اور اتنی چکر بازی کے باوجود کوہو کے تیل کی طرح وہیں آن کھڑا ہوا۔ جہاں ہم نے اسے پہلے ہی کھڑا کرنے کی کوشش کی تھی۔

سوال ۱۴۔ اگر الہحدیث ہی جماعت حقہ ناجیہ ہے تو ان کی بعض کتابوں میں غلط مسائل اور گستاخانہ عبارات کیوں ہیں؟ (ملخصاً)

سیف اللہ۔.... اگر کتابوں کے بعض مسائل قرآن و حدیث کے خلاف ہیں تو ہم ان سے بری الذمہ ہیں۔ اور ہمارا یہ مسلک ہی نہیں۔ (ملخصاً) تبصرہ۔ اس کا جواب آئندہ نمبر ۱۴ میں آ رہا ہے۔ جس سے قاری کی نادانی و کذب بیانی خود بخود واضح ہو جائیگی۔

سوال ۱۵۔ کیا الہحدیثوں کے یہ عقائد ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی طرح بشر کہنا۔ اور بڑے بھائی کی سی تعظیم قرار دینا اور مرکز میں ملنے والا کہنا۔ جیسا کہ شاہ اسماعیل شہید نے کہا ہے (تحقیق الہحدیث)

سیف اللہ۔.... ہماری طرح بشر کہنے سے لوگوں کا مقصود ہوتا ہے کہ ہماری جنس سے تھے... تمام مومن بھائی بھائی ہیں۔ اس کے علاوہ شاہ صاحب کا آپ کے متعلق یہ کہنا کہ آپ بھی فوت ہو کر مٹی میں ملنے والے ہیں۔ اس سے مراد فتن ہونا ہے۔

تبصرہ۔ یہ ساری عبارت خود ساختہ ہے۔ ”تحقیق الہحدیث“ میں نہ ”کیا الہحدیثوں کے یہ عقائد ہیں؟“ کے الفاظ ہیں اور نہ ہی جیسا کہ شاہ اسماعیل شہید نے کہا ہے۔ کے الفاظ ہیں مزید کاریگری یہ کی گئی ہے۔ کہ تحقیق الہحدیث کے اصل مضمون میں قطع و برید کر کے وہابیوں کے تین عقائد باطلہ تو نقل کئے ہیں۔ لیکن آخری اور سب سے بڑی عبارت کو حذف کر دیا

ہے۔ کہ نماز میں آپ کے خیال کو گدھے اور تیل کے استغراق صورت سے بدتر کہنا ہے وغیرہ ذالک من الخرافات۔ **غرضیکہ۔** ”تحقیق الہحدیث“ کے اصل مضمون اور گرفت کا تو نہ ذکر ہے نہ جواب۔ اور ایک خود ساختہ عبارت گڑھ کر بہادری دکھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ ہے۔ اعتراضات و حوالہ جات کی نقل میں من مانی کا نمونہ جس پر نمبر وار تبصرہ حاضر ہے۔ **مسئلہ بشریت۔** وہابیہ کے مذکورہ عقائد باطلہ میں سے پہلا عقیدہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی طرح بشر کہنا۔ قاری سیف اللہ اس کے جواب میں لکھتے ہیں۔ کہ ہماری طرح بشر کہنے سے مقصود یہ ہوتا ہے۔ کہ ہماری جنس سے تھے۔.... سارا قرآن ہی آپ کے بشر ہونے پر دلالت کرتا ہے۔.... بار بار قرآن میں آتا ہے۔ **قل انما انسا بشر مثلكم۔** کہہ دو میں تمہاری طرح بشر ہی ہوں۔ (ملخصاً) (قدامت الہحدیث ص ۳۳)

جواب۔ وہابیہ کے عقیدہ باطلہ کی طرح ان کا یہ جواب بھی باطل ہے۔ اس لئے کہ ان لوگوں کو تنقیص شان رسالت و جہت باطنی کے علاوہ ان الفاظ سے اس مقصود کے اظہار کی ضرورت ہی کیا ہے۔ دوسرا یہ کہ اگر سرکار علیہ السلام کو سید البشر اور بے مثل بشر کہا جائے تو کیا اس سے ان لوگوں کا مقصود پورا نہیں ہوتا۔ اور بشریت کا ذکر نہیں آ جاتا؟ صاف ظاہر ہے۔ کہ وہابیہ کا ہماری طرح بشر کہنا۔ شان رسالت میں بے ادبی و کمی کے لئے ہوتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

قرآن پر افترائ۔ قاری سیف اللہ کا یہ کہنا بھی وہابیت کی شقاوت شان رسالت سے عداوت کا کھلا مظاہرہ ہے۔ کہ سارا قرآن ہی آپ کے بشر ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ بار بار قرآن میں آتا ہے۔ کہہ دو میں تمہاری طرح بشر ہی ہوں۔ اس لئے وہابیوں کے اس تاثر سے تو بشریت کے علاوہ منصب نبوت و رسالت ختم نبوت۔ رحمت للعالمین افضل الخلق جیسی

تمام صفات عظیمہ کا انکار لازم آتا ہے۔ اور یہی ظاہر ہوتا ہے کہ بشریت کے علاوہ معاذ اللہ آپ کی اور کوئی صفت ہی نہیں۔ حالانکہ اہل ایمان و عشاق کی نظر میں سارا قرآن حضور کے مختلف شبیوں و صفات اور نعمت پاک سے معمور ہے۔

اللہ پاک جاندا ہے مصطفیٰ کی شانوں جھوٹ نہیں میں کہند اہل دیکھ لے قرآن نوں
جہاں تک۔ آیہ کریمہ قُلْ إِنَّمَا كَتَلْتُ بِهٖ قُلُوبَ النَّاسِ ۚ وَكُلٌّ يُّجْرٰوْنَ إِلَىٰ يَوْمِ الْبَاقِ ۚ
سے اس آیت مبارکہ کو بھی ادھر اٹکھا ہے۔ اور اس میں یُوحٰی الٰہی نقل نہیں کیا۔ جس
سے اسی آیت میں بشریت نبوی کے شرف وحی سے امتیاز نے وہابیہ کے عقیدہ باطلہ کا رد
کر دیا ہے۔ جیسا کہ اس آیت کی تفسیر میں مذکور ہے کہ حُصِّصْتُ بِالْوَحٰی وَ
تَمَیِّزْتُ عَنْكُمْ بِہ۔ ”یعنی میری بشریت کو وحی کے ساتھ خاص اور تم سے ممتاز کیا
گیا ہے۔“ (جامع البیان فی تفسیر القرآن ص ۲۵۹ تفسیر مظہری خازن معالم التنزیل
وغیرہ) معلوم ہو کہ وہابیہ کا اپنی طرح بشر کہنا محض باطل اور قرآن پر افتراء ہے۔ برعم
وہابیہ ان کے لئے اس وقت گنجائش ہو سکتی تھی۔ جبکہ یُوحٰی الٰہی اس کے ساتھ نہ فرمایا
جاتا۔ لیکن جب شرف وحی نے تمیز و تخصیص فرمادی تو وہابیہ کا عقیدہ باطل ہو گیا ثانیاً۔ جس
طرح قرآن پاک میں قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوحٰی الٰہی کہا گیا
ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیگر کمالات کے علاوہ آپ کی نورانیت کا بھی
بار بار ذکر آیا ہے۔ قَدْ جَاءَ کُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُورٌ وَدَاعِیَا اِلٰی اللّٰهِ
بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجٍ مُّنِیْرًا ۚ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُورَ اللّٰهِ بِاَفْوَا
ہِہُمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُورِہٖ ۝

مگر وہابی ایسے یک چشم ہیں۔ کہ ان کی ایک آنکھ ابلیسی نظر سے بشریت کو تو دیکھتی ہے۔ مگر
نورانیت و شان محبوبیت کو دیکھنے کیلئے دوسری آنکھ بند ہو چکی ہے۔ چمکاؤ را اور چور نور کے

مخالف ہوتے ہیں۔ معلوم نہیں وہابیوں کی رگ کس سے ملتی ہے۔ کہ یہ بشریت کی تو بہت
رٹ لگاتے ہیں۔ لیکن نورانیت کے منکر و مخالف ہیں۔
آنکھ والا تیرے جلووں کے نظارے دیکھے دیدہ کو رو کیا نظر آئے کیا دیکھے

مسئلہ اخوت۔ ”تمام مومن بھائی بھائی ہیں۔ کیونکہ سب کا باپ اسلام ہی ہے۔ اور اس کے ماننے والے (نبی اور امتی) سب بھائی بھائی ہیں۔۔۔۔۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے رب کو سجدہ کرو۔ اور اپنے بھائی کی تعظیم کرو۔۔۔۔۔ نص کے مقابلہ میں قیاس کرنا یہ شیطانی فعل ہے۔“ (تذامت الہدیث صفحہ ۳۳ ملخصاً)

جواب۔ بارہ گاہ رسالت کی گستاخی کے باعث وہابیوں پر پھنکار کا یہ اثر ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھائی قرار دینے کیلئے انہوں نے یہ جاہلانہ استدلال کیا ہے۔ کہ سب کا باپ اسلام ہے اور اس کے ماننے والے سب بھائی بھائی ہیں۔ اور نام نہاد ”الہدیث“ کہلاتے ہوئے اس بات کے ثبوت کے لیے نہ کوئی حدیث پیش کی ہے نہ کوئی حوالہ دیا ہے۔ اس کے برعکس حضرت ابواسامہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما اسلام کے ماں باپ تھے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۲۸) اب دیکھیں۔ بات کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ کہ قاری سیف اللہ تو بلا دلیل و ثبوت معاذ اللہ اسلام کو حضور صلی اللہ وآلہ وسلم کا بھی باپ قرار دے رہا ہے۔ اور حضرت ابواسامہ رضی اللہ عنہ اور ان کی روایت کے لحاظ سے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حضور تو حضور، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں خدائے و خائف کو بھی اسلام کا ماں باپ قرار دے رہے ہیں۔ وہابیو بتاؤ۔ کس کا بیاں زیادہ معتبر اور شایان شان ہے۔ ابواسامہ رضی اللہ عنہ اور امام سیوطی علیہ الرحمۃ کا یا قاری سیف اللہ گستاخ کا۔ سچ ہے۔ ع۔ گھر فرقی مراتب نہ کتنی زندیقی **وجہ اخوت**۔ ”تمام مومن بھائی بھائی ہیں۔“ یہ ٹھیک ہے۔ مگر بھائی بھائی کیوں ہیں؟ اسلئے نہیں۔ کہ معاذ اللہ نبی و امتی سمیت اسلام سب کا باپ ہے بلکہ اسلئے کہ نبی صلی اللہ وآلہ وسلم مومنوں کے باپ ہیں اور جیسا کہ قرآن پاک نے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ۔ فرمایا ہے۔ کہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اسی طرح قرآن پاک نے یہ بھی فرمایا ہے

وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ۔ یعنی نبی کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔ (پ ۲۱ رکوع ۱۷) معلوم ہوا۔ کہ مومن اس لئے بھائی بھائی ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنوں کے باپ ہیں۔ اور آپ کی ازواج ان کی مائیں ہیں۔ اگر بقول وہابیہ نبی مومنوں کے بھائی ہوتے تو آپ کی بیویاں مومنوں کی بھانجیاں ہوتیں۔ نہ کہ مائیں۔ مگر قاری سیف اللہ اس قرآنی دلیل کے مقابلہ میں بلا دلیل و ثبوت اپنے قیاس سے کہتا ہے کہ باپ اسلام ہے۔ اور ماننے والے بھائی بھائی ہیں۔ اور پھر خود ہی کہتا ہے کہ نص کے مقابلہ میں قیاس کرنا شیطانی فعل ہے لہذا غایت ہوا۔ کہ قاری سیف اللہ نے نص کے مقابلہ میں قیاس کر کے خود شیطانی فعل سرانجام دیا ہے۔ اور شیطان کا قائم مقام بن کر اس کا پارٹ ادا کیا ہے۔

۔ الجھا ہے پاؤں ”قاری“ کا زلف دراز میں لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا باقی رہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد کہ ”اپنے بھائی کی تعظیم کرو“۔ تو آپ کا یہ فرمانا تواضع کے طور پر ہے۔ جیسا کہ خود عربی تقویۃ الایمان ص ۸۱ پر درج ہے۔ کہ ”ارادہ

النبی صلی اللہ علیہ وسلم نفسه الکریم تواضعاً“

اور یہ ظاہر ہے کہ جو بات بطور تواضع کہی جائے۔ دوسروں کی طرف سے اس کا لوٹنا ناہے ادنیٰ کہلاتا ہے۔ جیسا کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی صراط مستقیم میں لکھا ہے۔ اما بعد عاجز ذلیل۔۔۔۔۔ بندہ ضعیف محمد اسماعیل عرض کرتا ہے۔ (صراط مستقیم صفحہ ۱۵)

حالانکہ اس بقلم خود ”عاجز ذلیل۔ محمد اسماعیل“ کوئی بخیری دیوبندی وہابی ”عاجز ذلیل بندہ ضعیف“ نہیں کہتا۔ لہذا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے بدرجہا بڑھ کر بھائی بشر کہنا ناروا و سوادب ہے۔

لطفیہ: قاری سیف اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھائی قرار دینے کی بنیاد اہل ایمان کے بھائی بھائی ہونے پر رکھی ہے جبکہ مولوی اسماعیل دہلوی نے اس اخوت کی بنیاد

اس پر رکھی ہے کہ ”انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے۔ اس کے بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔“ (تقوینہ الایمان صفحہ ۸۵) یعنی دہلوی صاحب کے نزدیک بھائی چارے کے لئے ایمان شرط نہیں انسان ہونا کافی ہے۔ اور وہ اس کا مگر سی نعرہ کے موجد ہیں۔ کہ

ہندو مسلم سکھ عیسائی آپس میں ہیں بھائی بھائی

اور قاری سیف اللہ بھائی چارے کی بنیاد ایمان اور اسلام کی اولاد ہونا قرار دیتا ہے۔ اور بچا رہ یہ جانتا ہی نہیں۔ کہ جس کی میں دکالت و انتہائی کر رہا ہوں۔ اس کا کیا موقف ہے۔ یہ ہیں دنیائے وہابیت وغیر مقلدیت کے کرشمے کہ بڑا کچھ کہتا ہے چھوٹا کچھ کہتا ہے۔ موکل کچھ بولتا ہے۔ وکیل صاحب بہادر کچھ بانکتا ہے۔

انتباہ۔ وہابیہ کے عقیدہ باطلہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و مرتبہ باپ کے برابر بھی نہیں۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ بڑے بھائی کی سی تعظیم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہابی اپنے باپ کو بھائی اور اماں کو بھانجہ نہیں کہتے۔ اس لئے کہ معاذ اللہ وہ ماں باپ کا مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ جانتے ہیں۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ وہ اَنْصَا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةً کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو بھائی قرار دیتے ہیں۔ لیکن اس بنا پر وہ اپنے ابا کو بھائی اور ماں کو بھانجہ نہیں پکارتے کیا ان کے ماں باپ ایماندار نہیں ہیں۔ اور وہ اپنے کو اہل ایمان کو اولاد نہیں سمجھتے ہیں؟ یہ ہے بارگاہ رسالت میں بے ادبی و گستاخی کی وہابیہم پر پھنکار۔ کہ ان کے منہ سے کوئی ٹھکانے کی بات ہی نہیں نکلتی۔ مٹی میں ملنا۔ ”شاہ (اسماعیل) صاحب کا آپ کے متعلق یہ کہنا کہ آپ بھی فوت ہو کر مٹی میں ملنے والے ہیں۔ اس سے مراد دفن ہونا ہے۔۔۔ یا پھر مٹی سے ملائی ہونا مراد ہے۔ نہ کہ مٹی میں تحلیل ہونا یعنی مٹی میں مٹی ہو جانا۔ (قدامت الہجدیت ص ۳۵ ملخصاً)

جواب۔ یہ بھی وہابیہ پر بے ادبی گستاخی کی پھنکار ہے کہ وہ غلطی کو غلطی سمجھنے اور اس سے توبہ کرنے کی بجائے صاف صریح عبارات میں محض سینہ زوری سے مغالطہ دینا چاہتے ہیں۔ مولوی اسماعیل کی عبارت اپنے مفہوم کو صراحتہ بیان کر رہی ہے۔ اور انداز بیان و سیاق کلام سے بھی ظاہر ہے کہ اس میں شان رسالت کی تنقیص و آپ کے جسم اقدس کی تحقیر کی گئی ہے۔ قاری سیف اللہ نے جو معنی پہنانے کی کوشش کی ہے۔ ان کا ”تقوینہ الایمان“ کی عبارت و صریح مدعا سے کوئی تعلق نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قاری سیف اللہ نے بھی اصل عبارت (جو مرکز مٹی میں ملنے والے) کی بجائے آپ بھی فوت ہو کر مٹی میں ملنے والے ہیں۔“ تحریر کیا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ قاری بھی اصل عبارت اور اس کے الفاظ و مدعا سے مطمئن نہیں۔ مگر محض شخصیت پرستی و فرقہ وارانہ ذہنیت و ہٹ دھرمی کی بنا پر ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ اور ستم بالا ستم یہ کہ ایسی ایسی گستاخیوں کے مرتکب کو ”عاشق رسول و فدائی الرسول“ قرار دے رہا ہے۔ سچ ہے۔ گروہی اس است لعنت بروی ڈبل جرم۔ اگر یہ لوگ تعصب و عناد کی پٹی اتار کر دیکھیں تو زیر بحث عبارت میں ڈبل جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ ایک تو ”مرکز مٹی میں ملنے“ کے گستاخانہ الفاظ اور دوسرے حدیث پاک کا غلط مطلب بیان کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر افتراء اور آپ کی طرف ان گستاخانہ الفاظ کی نسبت کہ ”میں بھی ایک دن مرکز مٹی میں ملنے والا ہوں“۔ (تقوینہ الایمان ص ۵۷) مگر یہ لوگ شان رسالت سے عداوت کے باعث اس شدید گستاخی پر نہ صرف اڑے ہوئے ہیں۔ بلکہ اسے عشق رسالت سے تعبیر کر رہے ہیں۔ ایسے بے ادب گستاخ لوگ اور عشق رسالت۔ توبہ توبہ۔۔۔۔۔

کرے مصطفیٰ کی اہانتیں کھلے بندوں اس پر یہ جراتیں کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

لوگو! انصاف۔ گستاخ دہائی اپنے بڑوں چھوٹوں اور وہابی مولویوں کے مرنے پر توہینوں لکھتے ہیں۔ کہ ۵ شیخ الاسلام (محمد بن عبدالوہاب) مٹی کے نیچے آرام فرما رہے۔ (کتاب محمد بن عبدالوہاب) ۵ بارگاہ رسالت میں اسی زیر بحث گستاخانہ عبارت کے قائل اسماعیل دہلوی کے متعلق لکھتے ہیں۔ ”خدا کے پیارے امت کے دلارے توحید کے متوالے..... راہ خدا میں شہید ہو گئے۔“ (ضمیمہ تقویۃ الایمان مطبوعہ دفتر اخبار محمدی دہلی صہ ۱۰) ۵ مولوی نذیر حسین دہلوی کے متعلق لکھا ہے۔ ”۳۲۰ھ میں آپ رحلت فرما گئے۔ (تاریخ ابجدیث صفحہ ۴۲۶) ۵ ”میاں الف دین وفات پا گئے۔“ حاجی پیر محمد کی اہلیہ اللہ کو پیاری ہو گئیں۔“ شیخ عبدالستین اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔“ وفات روزہ الاعتصام ۱۳، اگست ۱۹۷۶ء)

تقابل کیجئے۔ دوسروں کے لئے آرام فرما رہے ہیں۔ شہید ہو گئے۔ رحلت فرما گئے۔ وفات پا گئے۔ مالک حقیقی سے جا ملے۔ اللہ کو پیاری ہو گئیں اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ ”مرکڑی میں ملنے والے ہیں۔“ آہ۔ نجدی یہ کونسی مثال ہے۔ یہ کونسا محاورہ ہے۔ یہ کونسا انداز ہے۔ جو ساری دنیا میں سوائے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات بابرکات کے اور کسی کے لئے کبھی استعمال نہیں کیا گیا۔ اور وہ بھی حضور پر افترا کر کے اس اسماعیلی گستاخی کو آپ کی طرف منسوب کیا گیا۔ کہ ”میں بھی ایک دن مرکڑی میں ملنے والا ہوں۔“

وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سر بہر ارے تجھے کو کھائے تپ ستر ترے دل میں کس سے بخار ہے۔
سوال ۱۶۔ مولوی وحید الزمان اور تمام ابجدیثوں نے نزل الابرار میں لکھا ہے۔ کہ ”ہمارے بعض اصحاب نے نکاح متعہ کو جائز رکھا ہے۔“

سیف اللہ۔ ”علامہ وحید الزمان اور تمام ”ابجدیثوں“ کے نزدیک متعہ ناجائز ہے

..... اگر کسی مجہول الاسم عالم سے اس کا جواز..... ثابت بھی ہو جائے۔ تو کیا ہم اس کے مقلد ہیں؟ تبصرہ۔ یہ ہے سینہ زوری اور پاگل پن کہ پہلے تو صاف انکار کر دیا۔ کہ ”تمام ابجدیثوں کے نزدیک متعہ ناجائز ہے۔“ اور پھر کہا۔ کہ اگر کسی مجہول الاسم عالم سے ثابت بھی ہو جائے تو کیا ہم اس کے مقلد ہیں۔ حالانکہ یہی بات پہلے بھی کہی جاسکتی تھی اور تمام ابجدیثوں کے متعلق ادعا کی ضرورت ہی نہیں تھی کہ اگر کسی مجہول الاسم یا بعض سے ایسا ثابت بھی ہو جائے تو کیا ہم اس کے مقلد ہیں یعنی مابدولت تو غیر مقلد ہیں۔ جس کا جی چاہے۔ جدھر منہ اٹھایا چل دیا۔ بہر حال قاری سیف اللہ کسی کا مقلد ہو یا نہ ہو۔ مولوی وحید الزمان نے صاف لکھا ہے کہ خالف بعض اصحابنا فی نکاح المتعہ فجوزوها۔ (نزل الابرار صہ ۳۳) اس سلسلہ میں ہم پر قطع و برید کا الزام لگانا بجائے خود بزدلی اور فریب کاری ہے۔

سوال ۱۷۔ ”ابجدیثوں کے نزدیک وظیفہ مجموعہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ثابت نہیں (بدعت) ہے۔ وظیفہ کے واسطے صرف لا الہ الا اللہ ہے ۵ اگر کوئی لا الہ الا اللہ پڑھے اور محمد رسول اللہ کا قائل نہ ہو۔ تو وہ امیدوار نجات ہے۔ ۵ غزنوی پارٹی کے نزدیک جب تک کوئی شخص یہ نہ مانے لا الہ الا اللہ عبد الجبار امام اللہ۔ اس سے ماننا جائز نہیں۔“

سیف اللہ۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جس جگہ کلمہ شریف بطور وظیفہ پڑھنے کا ذکر کیا ہے۔ وہاں صرف کلمہ کا پہلا جز لا الہ الا اللہ کا ہی ذکر کیا ہے.... (ملخصاً) تبصرہ۔ ایسے مقامات پر کلمہ طیبہ کے پہلے جز کا ذکر نام و عنوان اور دونوں جزوں کے کمال اتصال کی بنا پر ہے کہ جب لا الہ الا اللہ پڑھا جائے گا۔ معاً محمد رسول اللہ بھی زبان برآیگا۔ اور اگر بطور وظیفہ پہلے جز کا ذکر ہو۔ تو بھی اس کے ساتھ محمد رسول اللہ پڑھنے کی ممانعت و بدعت

ہونا محتاج دلیل ہے۔ دہابیہ کا اس کو حدیث صریح کے بغیر از خود بدعت و ناجائز ٹھہرانا ان کی بدعتیگی کے باعث ان کی طبی کو رذوقی و بد مزاجی پر مبنی ہے۔ حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بحوالہ صوفیاء پہلے جز پر اکتفا کو ”کچھ حرج نہیں“ فرمایا ہے۔ بدعت قرار نہیں دیا۔ لہذا قاری کا اسے اپنی تائید سمجھنا اس کی جہالت و حماقت ہے۔ اسی طرح قبلہ شریف کی طرف منہ کر کے تھوکنے اور پیشاب پاخانہ کرنے پر اصرار ہے۔ تو اس کے لئے صریح حدیث پیش کرنا خود ان کے ذمہ ہے۔

سیف اللہ۔ ”اس متعصب بریلوی نے جو ذکر کیا ہے کہ اگر کوئی لا الہ الا اللہ پڑھے اور محمد رسول اللہ کا قائل نہ ہو۔ تو امیدوار نجات ہے۔ یہ سراسر جھوٹ ہے۔“

جواب۔ قاری صاحب کا اس حوالہ کو سراسر جھوٹ کہنا بجائے خود جھوٹ ہے۔ اس لیے کہ دہابیوں کے اس عقیدہ کے متعلق دو حوالے دیئے گئے تھے۔ ”انتیازی مسائل اور رسالہ الہجدیث“ امرتسر ۱۹/۱۱/۱۵۔ مگر قاری صاحب نے رسالہ الہجدیث کا ذکر تک نہیں کیا۔ اور یہ ان کی نادانی ہے۔ بہر حال اگر انتیازی مسائل میں کسی وجہ سے آپ کو یہ حوالہ نہیں مل سکا۔ تو الہجدیث امرتسر کا پتہ فرماتے۔ جس میں مولوی ثناء اللہ کا یہ فتویٰ مذکور ہے۔ کہ اگر کوئی لا الہ الا اللہ کہتا ہے اور محمد رسول اللہ نہیں کہتا ہے تو اسکی مغفرت ممکن ہے اور وہ امیدوار نجات ہے۔ (ملخصاً) ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

سیف اللہ۔ امام عبد الجبار غزنوی کے معتقدین ان کی بیعت کو ضروری سمجھتے تھے۔ تو مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان میں کچھ نزاع تھا اس لئے ہو سکتا ہے کہ ان کے مریدوں کے متعلق کچھ کہا ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ پہلے حوالے کی طرح یہ بھی غلط ہو۔ کیونکہ صرف پرانے پرچے کا حوالہ دے دیا ہے۔ (قدا مت الہجدیث صفحہ ۴۵ ملخصاً)

جواب۔ قاری صاحب کی ”علیت و لیاقت“ اور ان کی بے بسی و بدحواسی ان کے ہو سکتا

ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تکرار سے صاف مترشح ہے۔ اور پھر یہ کیسے پتہ کی بات کہی ہے کہ صرف تازہ پرچے کا حوالہ ہونا چاہیے۔ ان کی نزاکت طبع کی بنا پر پرچہ پرانا ہو گیا۔ تو حوالہ ختم ہو گیا۔ دارے غیر مقلدیت اور یہ تیرے خود ساختہ اصول و کرشمے۔ قاری صاحب حوالہ نہ پہلا غلط تھا۔ نہ یہ غلط ہے۔ درحقیقت آپ کا علم اور تحقیق غلط ہے۔ بہر حال یہ تو آپ نے تسلیم کر ہی لیا ہے نا۔ کہ مولوی عبد الجبار و ثناء اللہ میں کچھ نزاع تھا غیر مقلد مولوی نہ فہم حدیث میں متفق ہیں نہ عمل بالحدیث میں ان کے نزدیک ائمہ دین کا مقلدین ہونا جرم ہے اور اپنے مولویوں کا معتقدین ہونا درست ہے اور اہل سنت کے لئے پیری مریدی بدعت ہے مگر مولوی عبد الجبار کا مرید ہونا ثواب ہے اور وہ بھی اس حد تک کہ لا الہ الا اللہ عبد الجبار امام اللہ مولوی ثناء اللہ جیسے جن دہابیوں نے مولوی عبد الجبار کی امامت تسلیم نہیں کی۔ وہ ”جاہلیت کے موت مرے“ ٹھیک ہے نا۔

۔ زباں کھولیں گے ہم پر بدزباں کیا بد شعاری سے کہ ہم نے خاک مجردی ان کے منہ میں خاکساری سے **انتباہ**۔ قاری سیف اللہ نے مذکورہ تین حوالوں میں اپنی ناسمجھی سے جو قیل و قال کیا ہے۔ اس کا حال ظاہر ہو گیا ہے۔ بظاہر اگرچہ اس نے مرزائیوں کی طرح دہابیہ کے کلمہ میں نال منول کیا ہے۔ لیکن حقیقتاً مرزائیوں کے ساتھ اپنے اندرونی اتحاد کا اس طرح مظاہرہ کیا ہے کہ ”تحقیق الہجدیث“ میں مذکورہ تینوں حوالوں کے بالکل متصل مرزائیوں کی عدم تکفیر کا جو حوالہ تھا۔ اس کو ہضم کر لیا ہے۔ اور ”تحقیق الہجدیث“ صہ ۲ پر دہابیوں کے مرزائیوں کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا جو حوالہ تھا۔ اسے نوش جاں فرمالیا ہے۔ اور اس طرح ان حوالوں کو چیلنج نہ کرتے ہوئے مرزائیوں کے ساتھ اپنے تعلقات کا اعتراف کر کے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ ان دونوں میں بس۔ نام ہی کا فرق ہے تصویر ہے دونوں کی ایک۔

قاری صاحب۔ دیگر چھوٹے موٹے حوالوں پر تو آپ بہت شپٹائے ہیں۔ اور بیچ و

تاب کھائے ہیں۔ مگر مرزائیوں کے ساتھ اپنے تعلقات کو خاموشی سے کس طرح برداشت کر لیا ہے۔ کچھ تو ہے پردہ داری ہے۔

سوال ۱۸۔ ”فتاویٰ ثنائیہ“ میں الحمدیث کے نزدیک کواکھانا جائز لکھا ہے۔

سیف اللہ۔ ”میں نے بار بار ”فتاویٰ ثنائیہ“ کو دیکھا۔ لیکن کہیں اس دہی کوے کی حالت کا فتویٰ نہیں ملا۔“ (ملخصاً)

تبصرہ۔ قاری صاحب آپ اتنی جلدی گھبرا کیوں گئے ہیں۔ کہ بھلا ہٹ میں حوالے جھٹلانے کے درپے ہیں۔ یہ دیکھو (فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص ۶۵۶ مطبوعہ ادارہ ترجمان السنہ لاہور) مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی رشید احمد گنگوہی کے کواکھانا قرار دینے پر ان کی تحسین کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ ”مولانا رشید احمد نے حق کے مقابلہ میں ان لاکھوں کروڑوں مخالفین کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ کیوں اس لئے کہ علماء حقانی کا یہ اصول رہا ہے۔ ”ایثار الحق علی الخلق“۔ (وہ حق کو خلق پر ترجیح دیتے ہیں) کیوں قاری جی۔ کچھ ہوش آیا کہ نہیں۔ اگر مولوی ثناء اللہ مولوی رشید احمد گنگوہی کی طرح کواکھانا جائز نہیں سمجھتے تھے۔ تو یہ حالت کواکھانا کے فتویٰ پر حق۔ حق۔ حق کا نعرہ کیوں بلند ہو رہا ہے۔ اگر آپ اب بھی ضد کریں کہ ”فتاویٰ ثنائیہ“ میں کوے کی حالت کا فتویٰ نہیں۔ تو مہربانی فرما کر ہماری طرح آپ بھی مولوی ثناء اللہ صاحب کے قلم سے کوے کی حرمت کا فتویٰ پیش کریں۔ ورنہ ”لعنہ اللہ علی الکاذبین“ کا طوق اپنے گلے میں سجالیں۔

سوال ۱۹۔ ”عرف الجاوی میں بھوکھار کہا ہے۔“

سیف اللہ۔ ”بعض لوگوں نے اس کی حرمت ذکر کی ہے لیکن یہ روایت قابل احتجاج نہیں۔“ (ملخصاً)

تبصرہ۔ بھوکھار کے متعلق اختلاف تو آپ کو تسلیم ہے۔ اب اگر آپ کی تحقیق اس کی حالت کی

طرف مائل ہے۔ تو ”چشم مارو شن دلی ماشا“ لگے ہاتھوں اس شکار کا کباب شوق فرما کر اپنے ”عامل بالحدیث“ ہونے کا مظاہرہ بھی فرمائیے۔ جیسا کہ آپ نے دیوبندی بھائیوں نے ۱۶ اگست ۱۹۷۶ء کو مسلمانوں میں کوؤں کے گوشت کی ضیافت میں اپنے فتویٰ پر عمل کا مظاہرہ کیا۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۶ اگست ۱۹۷۶ء) ہم نے صرف یہی بتانا تھا۔ کہ بھوکھار کے نزدیک شکار ہے۔ خدا کا شکر ہے آپ نے اسے تسلیم فرمالیا اور اس حوالہ کو جھٹلانے کی کوشش نہیں کی۔

سوال ۲۰۔ ”عرف الجاوی میں ہے۔ کہ منی کا نکالنا بوقت حاجت مباح ہے اور کبھی واجب ہو جاتا ہے۔“

سیف اللہ۔ ”عرف الجاوی کے صفحہ مذکورہ پر ایسی کوئی عبارت نہیں۔ اور ایسے ہی تمام کتابوں کے حوالے غلط ہیں۔ اور تحریف کی گئی ہے۔“..... (ملخصاً۔ قدامت ص ۵۰) **تبصرہ۔** افسوس کہ پیارے قاری صاحب میدان تحقیق و تصنیف میں نو وارد ہونے کے باعث بہت جلد اور بہت زیادہ گھبرا گئے ہیں۔ یہاں تک کہ آنکھیں ایسی پتھرائی ہیں۔ کہ کتاب سامنے ہونے کے باوجود حوالہ نظر نہیں آتا۔ اور لگے ہیں۔ انکار پر انکار کرنے۔ غلطی و کمزوری اپنی ہے اور کہتے ہمیں ہیں۔ کہ تمام کتابوں کے حوالے غلط ہیں۔ کچھ حیا کرو اور برسر عام ایسی کذب بیانی و افتراء پردازی سے شرماؤ۔ یہ دیکھو عرف الجاوی مطبوعہ مطبع صدیقی بھوپال ص ۲۰ پر حوالہ موجود ہے۔ جس میں مختلف اوقات میں مشمت زنی کو مباح۔ مستحب اور واجب تک قرار دیا گیا ہے۔ اور سنو اسی مقام پر مشمت زنی کی ممانعت میں وارد احادیث کو بے ثبوت و غیر صحیح قرار دیا ہے۔ اور سنو اسی مقام پر حضرات صحابہ (رضی اللہ عنہم) پر بھی اس فعل کا افتراء کیا گیا ہے۔ تو بہ تو بہ کہو اب کیا فیصلہ ہے۔ یہی ہے غیر مقلدین کا علم حدیث و عمل بالحدیث اب آپ ہی کے الفاظ میں یہ مباح و مستحب و واجب کا مرتبہ آپ کو اور آپ

کے خود ساختہ و خانہ زاد ”حکیم الامت“ کو مبارک ہو۔ قاری صاحب خط بحث نہ کرو اور دوسروں پر لب کشائی سے پہلے اپنا معاملہ صاف کرو۔ چونکہ تم مدعی عمل بالحدیث ہو۔ اس لئے یا تو حدیث صحیح سے (معاذ اللہ) حضرات صحابہ پر اس افتراء و اس فعل کے مباح و مستحب و واجب ہونے کا ثبوت پیش کرو۔ یا اپنے مجدد الہند کے صاحبزادے نور الحسن پر فتویٰ لگاؤ۔ اور یا پھر وہابیت سے توبہ کر کے چھٹکارا پاؤ۔ کہو کونسی صورت منظور ہے؟

سوال ۲۱۔ ”انسان کی منی پاک ہے۔“ سیف اللہ ”متاخرین الہند بیٹ میں سے بعض منی کے نجس ہونے کے قائل ہیں۔ اور بعض کار جہان اسکے پاک ہونے کی طرف ہے۔ صاحب عرف الجاوی... اسکے پاک ہونے کی طرف میل ہیں۔“ (ملخصاً)

تبصرہ۔ قاری صاحب۔ یہ کیا؟ دانستہ یہ منافقانہ روش ہے یا آنکھوں کی بیماری ہے۔ کہ اسی ”عرف الجاوی“ کا پہلا حوالہ صفحہ ۲۰ پر تو آپ کو نظر نہیں آیا۔ اور اسی کتاب کا ذریعہ بحث حوالہ آپ نے بلا چون و چرا تسلیم کر کے اس کی تفصیل شروع کر دی ہے۔ اس قدر دورنگی و ہیرا پھیری کی وجہ اور کڑوا کر ڈالتھو اور بیٹھا بیٹھا ہڑپ کی دلیل؟ پھر تم کہتے ہو کہ تقلید و اجتہاد و اختلاف ہے اور مقلدین اس کا شکار ہیں۔ لیکن آپ نے غیر مقلدین میں بھی حدیث فہمی و عمل بالحدیث اور پاک و ناپاک کا اختلاف خود بیان کر دیا ہے۔ لہذا غیر مقلدین کی گردہ بازی و باہمی تقلید اور اختلاف و انتشار سے چھٹکارا تو تم بھی حاصل نہ کر سکے۔ پھر تمہیں مقلدین اہل سنت کو طعن و تشنیع کرتے شرم کیوں محسوس نہیں ہوتی؟ بہر حال عند الوہابیہ منی پاک ہونے کے قول کا آپ نے اقرار کر لیا ہے۔ اس کے باوجود آپ کا سرقہ بازی کا الزام اور ہدایہ و نئیۃ سے استدلال بددیانتی ہے۔ نہ یہاں سرقہ بازی ہے۔ نہ عبارت ہدایہ کا یہاں کوئی علاقہ ہے۔ اور نہ جنہی مذہب کی کتاب غیر مقلدین کیلئے مفید مطلب۔ لطیفہ۔ قاری سیف اللہ کی جہالت کے نمونوں میں سے ایک اور نمونہ ملاحظہ

د۔ لکھتے ہیں۔ کہ ”صاحب عرف الجاوی... پاک ہونے کی طرف میل ہیں۔ سبحان اللہ کیا انداز نگارش ہے اور اسی بحث میں فرماتے ہیں۔ منی اگر ناک ہوتی تو اس کے دھونے کی کیا ضرورت تھی۔ یہاں پر لفظ پاک کی بجائے آپ ناپاک استعمال فرماتے ہیں۔ جیسے بعض دیہاتی خالص گھی کو ناخالص کہتے ہیں۔ شاید ایسے ہی قاری کے متعلق کہا گیا ہے۔ کہ۔

لطف پر لطف ہے املاء میں میرے یار کے حاء طلی سے گرج لکھتا ہے ہوز سے ہمار

(وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ)

سوال ۲۲۔ نزل الابرار میں ہے۔ ”جس عورت سے زنا کیا۔ زانی کیلئے اسکی ماں اور بیٹی حلال ہے۔ جس عورت سے زنا کیا۔ وہ عورت زانی کے بیٹے کے لئے حلال ہے۔“ وغیرہ وغیرہ

سیف اللہ۔ حرمت مصاہرت زنا سے ثابت ہوتی ہے۔ یا نہیں۔ یہ ایسا مسئلہ ہے۔ جو ہمیشہ سے اختلافی چلا آتا ہے۔ (ملخصاً) تبصرہ۔ بس ترکی تمام شد۔ افسوس کہ غیر مقلدین بصدائق باطنی کے دانت کھانے۔ اور دکھانے کے اور۔ دعویٰ تو یہ کرتے ہیں۔ کہ الہند بیٹ بغیر قرآن و حدیث کے کسی کا قول قبول نہیں کرتے۔ (تدامت، الہند بیٹ ۶۸) لیکن ائمہ دین کے اجتہادات و اختلاف پر طعن و تشنیع کرنے والے جب اپنے غیر مقلد مولویوں کے خود ساختہ مسائل میں چھنستے ہیں۔ تو پھر بزرگان دین و ائمہ کرام ہی کے اقوال و اختلافات کا سہارا لیتے ہیں۔ یہی معاملہ قاری نے کیا ہے۔ کہ اپنے غیر مقلد مولویوں کے مسائل پر قرآن و حدیث کے شواہد کی بجائے اہل علم کا اختلاف پیش کر دیا ہے۔ اور یہی ان کے بے اصولی و غیرہ مقلدیت ہے کہ نہ انکا کوئی مرکز ہے۔ نہ گفتگو کی بنیاد۔ بہر حال کام یوں نہیں چلے گا یا تو غیر مقلدین کی فتنہ پر حدیث نبوی کی تصریح پیش کریں۔ اور یا پھر ائمہ دین کی تحقیقات کو حجت سمجھیں۔ اور انکے اختلافات پر بدزبانی

و دریدہ دہنی سے باز آئیں۔ سب کے لئے ایک ہی اصول قرار دیں اور فقہی اجتہادی مسئلہ پر صریح حدیث و دلیل کے مطالبہ پر اصرار نہ کریں۔ اور باوجود اختلاف کے یہ سوچیں کہ مسائل زیر بحث میں بہتری فضیلت اور احتیاط کس طرف ہے۔ احناف کی طرف یا غیر مقلدین کی طرف؟

سوال ۲۳۔ عرف الجادی میں لکھا ہے۔ کہ ”کتے اور خنزیر کے سوا اور سب جانوروں کی منی پاک ہے؟“

سیف اللہ۔ مذکورہ کتاب میں کوئی ایسی عبارت نہیں۔ جس سے یہ صراحت ہو۔ (ملخصاً) تبصرہ۔ یہاں دراصل سہو نظر کی بنا پر فقہ محمدیہ کی بجائے عرف الجادی کا نام آ گیا۔ بہر حال یہ حوالہ فقہ محمدیہ کلاں ص ۴۱ پر مذکور ہے۔ اور منجملہ غیر مقلدین کا مذہب ہے۔ قاری صاحب ہم نے تو اپنے حوالہ کی تلافی و تصحیح کر دی۔ اب آپ بھی اس کے ثبوت میں حدیث بیان فرمائیے۔ کہ ”کتے اور خنزیر کے سوا اور سب جانوروں کی منی پاک ہے۔“

سوال ۲۴۔ ”ہدیۃ المہدی“ میں ہے۔ کہ ”اگر کوئی شخص چوپائے کے ساتھ دخول کرے۔ اس پر غسل نہیں۔“

سیف اللہ۔ ”ہم صاحب ”ہدیۃ المہدی“ کے مقلد نہیں کہ جو فرمائیں ہم مان لیں۔“ تبصرہ۔ چلو جلدی چھٹی ہو گئی۔ باقی عدم مقلد ہونا۔ تو یہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں۔ کہ ”حضرات ائمہ دین علیم الرضوان۔ دامن سے کنارہ کشی کا یہ ان پر وبال ہے کہ نہایت اقلیت میں ہوتے ہوئے بھی ان میں کئی فرقے اور گردہ ہیں۔ اور ان کا ہر مولوی ”بادن گز“ کا ہے۔“ (تحقیق المحدث)۔ تو اگر قاری صاحب اس جگہ صاحب ”ہدیۃ المہدی“ کے مقلد نہیں تو کسی اور غیر مقلد ہو جائیں گے۔ کیونکہ ایسی تقلید کے بغیر تو ان کا گزارہ نہیں۔ اور نرے غیر مقلد ہی رہیں گے۔ تو پھر انہیں خود حدیث نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے

اس مسئلہ کے جواز عدم جواز کا ثبوت دینا ہوگا۔ اور یہ ان کے بس کی بات نہیں۔۔۔ دو گونہ عذاب است جان مجنوں را بلائے صحبت لیلی و فرقت لیلی بہر حال مسئلہ زیر بحث میں وہابیہ کا مذہب ظاہر ہے اور ہمارا حوالہ ناقابل تردید ہے اور اسے طے کئے بغیر (نئے) مسائل اٹھانا نامعقولیت ہے۔

سوال ۲۵۔ ”مذکورہ مائل فقہ... امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب ہیں۔ یہ غلط کیسے ہو گئے ہیں۔“

سیف اللہ۔ ”یہ بریلویوں کی کتنی بڑی جہالت ہے۔ کہ جو کتابیں (ہدایہ وغیرہ) امام صاحب کی وفات کے برسوں بعد لکھی گئیں۔ ان کے مسائل کو امام صاحب کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔“ (ملخصاً الخ)

جواب۔ جس ذہنیت کے ساتھ آریہ قرآن پاک پر اور چکڑ الوی پر ویزی احادیث مبارکہ پر معترض ہوتے ہیں۔ بالکل اسی ذہنیت کے ساتھ غیر مقلدین فقہ شریف پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور یہی وہ غلط ذہنیت ہے جو غیر مقلدیت کو مرزائیت و چکڑ الویت کی طرف لے جاتی ہے۔ اور کون باخبر نہیں جانتا کہ عبد اللہ چکڑ الوی اور غلام احمد قادیانی وہابیت ہی کے ذریعے انکار حدیث و انکار ختم نبوت تک پہنچے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور ابھی ابھی پچھلے اوراق میں غیر مقلدیت و مرزائیت کی تعلق داری اور اس پر قاری سیف اللہ کی خاموشی آپ دیکھ ہی چکے ہیں۔ یہاں بھی یہی صورت حال ہے۔ کہ جس طرح چکڑ الوی پر ویزی کتب حدیث کے متعلق اعتراض کرتے ہیں۔ کہ یہ بہت بعد میں لکھی گئی ہیں۔ اسی طرح غیر مقلد کتب فقہ پر معترض ہے۔ حالانکہ جس طرح بذریعہ تحریر و تقریر پے در پے ذخیرہ احادیث موجودہ صورت تک منتقل ہوتا چلا آیا۔ اسی طرح مسائل فقہ و اصول اجتہاد کا ذخیرہ بھی بذریعہ تحریر و تقریر۔ پے در پے موجودہ صورت تک منتقل ہوتا چلا آیا۔ اور جس احادیث میں اہل فن ”صحیح و

غلط“ کا امتیاز کراتے آئے۔ اسی طرح مسائل فقہ میں بھی اہل فن ”دورست نا دورست“ کی پہچان کراتے رہے۔ لہذا جس طرح کتب حدیث کی تدوین پر اعتراض غلط ہے۔ اسی طرح کتب فقہ کی تدوین پر بھی اعتراض غلط ہے۔.....

اور جس طرح منکرین.....

حدیث کا ذخیرہ احادیث کو مشکوک ٹھہرانا لغو ہے۔ اسی طرح غیر مقلدین کا ذخیرہ فقہ کو مشکوک ٹھہرانا باطل ہے۔ اور یہ محض عذر الٹا ہے۔ کہ مسائل فقہ کی حضور امام اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت صحیح نہیں۔ اس لیے کہ غیر مقلدین جن مسائل کی امام اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت صحیح سمجھیں۔ ان کو بھی قبول نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ اپنی بدزبانی و طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں۔ جیسا کہ ”الجرح علی ابی حنیفہ“ میں ان لوگوں نے اپنا نامہ اعمال سیاہ کیا تھا۔ الغرض یہ محض دفع الوقتی و دھوکہ دہی ہے۔۔۔

بڑے پاک باز اور بڑے پاک طبیعت جناب آپ کو کچھ ہمیں جانتے ہی۔

الحمد للہ یہاں تک ہم قاری سیف اللہ کے اول تا آخر خود ساختہ ”سوال و جواب“ پر تبصرہ و محاسید سے فارغ ہو چکے ہیں۔ اب ہم اس کے ضمنی الزامات و اتہامات کا جواب دینا چاہتے ہیں۔ تاکہ اس کی کذب بیانی و بدیانتی اور تحریف و خیانت کا مزید مظاہرہ ہو۔ اور لوگوں کو نام نہاد مدعیان عمل بالحدیث، غیر مقلدین کی اصلیت معلوم ہو جائے۔

الزام۔ بے نماز تمام صحابہ کرام اور محدثین کے نزدیک کافر ہے۔ بریلویوں کا بے نمازیوں کو نہ ہب الہحدیث کی طرف نسبت کرنا وہ تو کہہ دینا ہے۔ (قداست صفحہ ۹)

جواب۔ الحمد للہ ہم نے تو کوئی دھوکہ نہیں کیا۔ وہابی خودی ہی دھوکہ باز ہیں۔ جنہوں نے بے نماز کی تکفیر کے لئے دعویٰ تو تمام صحابہ کرام اور محدثین کا کیا ہے۔ اور حوالہ کوئی نہیں دیا۔ اور حقیقت حال یہ ہے کہ سردار وہابیہ مولوی شفاء اللہ لکھتے ہیں۔ کہ بہت سے علماء تارک

اصلاً کو کافر مرتد نہیں کہتے.... خاکسار کی تحقیق (اس) پچھلے گروہ سے متفق ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ صفحہ ۴۶۵) ۵۔ ”بے نماز شرابی مسلمان نے اگر اسلامی طریقہ پر ذبح کیا۔ تو اس کا کھانا جائز ہے (ج ۲ صفحہ ۸۶) ۵۔ نواب وحید الزماں کہتے ہیں۔ ”جو شخص فرائض چھوڑ دے یا حرام کا مرتکب ہو۔ اس سے ایمان سلب نہیں ہوگا۔ وہ ناقص الایمان مومن ہے۔ جہنم میں ہمیشہ نہیں رہے گا۔“ (ہدیۃ الہدی صفحہ ۷۹) معلوم ہوا۔ قاری ایسا جھوٹا اور جاہل ہے کہ اسے اپنی مشہور کتب مذہب کا بھی پتہ نہیں۔ اور اہل سنت کے خلاف خواہ مخواہ خرافات لکھتا ہے۔ الزام۔ خفیوں کو ”غنیۃ الطالبین“ میں پیر صاحب نے مرجیوں میں شمار کیا ہے“ (قدامت صفحہ ۱۷)

جواب۔ اس کا جواب اپنے ”اکابر اہلحدیث“ میں سے مولوی محمد ابراہیم میرسیالکوٹی کی زبانی سنئے۔ اسی الزام کے جواب میں شاہ ولی اللہ اور نواب صدیق سے نقل کیا ہے۔ کہ ”ارجاء دوم قسم پر ہے۔ ایک ارجاء ایسا ہے کہ قائل کو سنت سے نکال دیتا ہے۔ دوسرا وہ ہے جو سنت سے نہیں نکالتا..... معلوم ہوا کہ حضرت شیخ جیلانی کی مراد ثقی ثانی ہے اور اس پر کوئی غبار نہیں۔“ (تاریخ اہلحدیث صفحہ ۷۷-۷۸)

الزام۔ تقلید شخصی سے نفی ایمان کی لازم آئے گی۔ تقلید شخصی شرک اکبر کو مستلزم ہے۔ اور ہر شرک اکبر کفر ہے۔ (قدا مت صفحہ ۲۹) مولوی وحید الزماں لکھتے ہیں۔ مقلدین مبتدع مسلمان ہیں۔ (کافر نہیں ہیں) (ہدیۃ الہدی صفحہ ۷۵) احتلاف شوافع مالکیہ حنابلہ مسلمان ہیں۔ اہل سنت و جماعت کے زمرہ میں داخل ہیں۔ (نزال الابرار صفحہ ۹) مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی امام عبد الوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ کے متعلق لکھتے ہیں۔ آپ شافعی المذہب تھے۔ شریعت و طریقت ہر دو کے جامع تھے۔ مجھے کوان سے کمال عقیدت ہے۔ مصر میں آپ کی قبر کی زیارت کی۔ اور فاتحہ پڑھی۔ (تاریخ الہجریٹ صفحہ ۳۸۶) اسی طرح

میرسیا لکھوٹی نے بعنوان ”ہندوستان میں علم و عمل بالحدیث“ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت مجدد الف ثانی (رضی اللہ عنہما) جیسے حنفی مقلد بزرگان دین کا نہایت اعزاز سے ذکر کیا ہے اور ”تاریخ الہند“ میں محمد بن عبدالوہاب سے نقل کیا ہے کہ ”ہم فروع میں امام احمد بن حنبل کے مذہب پر ہیں۔ اور جو شخص ائمہ اربعہ میں سے کسی کا بھی مقلد ہو۔ ہم اسے برا نہیں جانتے۔“ (چہ جائیکہ اس کی تکفیر کریں)۔ (تاریخ الہند ص ۱۳۶) مولوی اسماعیل (گوجرانوالہ) رقمطراز ہیں۔ ”ہندوستان کے اہل توحید۔ حنفی ہو یا اہلحدیث۔“ حنفی ہو یا اہلحدیث کوئی ان میں اسلام سے خارج نہیں۔ (تحریک آزادی فکر ص ۲۱-۱۷۵) ”بریلویوں کا ذبیحہ حلال ہے۔ کیونکہ وہ اہل قبلہ مسلمان ہیں۔“ (فتی روزہ الاعتصام لاہور ۲۰/۸/۵۹) قاری جی۔ اپنے اکابر کا ان تصریحات کو دیکھو اور سوچو کہ تمہاری غلیظ زبان و ناپاک منہ کے بقول مقلدین کا فرد مشرک ہیں۔ یا بحکم حدیث ان کو کافر قرار دے کر تم خود دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے۔ اگر تمہارے یہ اکابر تم جیسے ”ظہورہ“ کا فتویٰ سنتے تو ضرور کہتے۔ کہ۔ ”من چہی سرایم و طہورہ من چہی سراید الزام۔“ امام شعرانی نے فرمایا۔ ولی کامل مقلد نہیں ہوتا۔ پیر عبدالقادر جیلانی اور شیخ تہذیبی مشہور ہونا توافق رائے یا سابقہ حالت کی بنا پر ہے۔ ورنہ وہ تقلید سے بری ہیں۔“ (قدامت صفحہ ۲۹ ملخصاً)

جواب۔ غیر مقلد قاری کا تقلید کو شرک و کفر قرار دیکر امام شعرانی شافعی مقلد کا سہارا لیتے ہوئے شرمناک چاہیے تھا۔ اور حوالہ بھی سراسر جھوٹ۔ امام شعرانی کا ارشاد یہ ہے۔ کہ ”جو ولی قطبیت کبریٰ کے مقام پر فائز ہو جائے۔ وہ تقلید سے مستغنی ہوتا ہے۔ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور سیدی محمد شاذلی قطبیت کبریٰ سے قبل مقلد تھے۔ اور اس مقام پر فائز ہونے کے بعد بھی ان کا حنبلی و حنفی کہلانا ان کی سابقہ حالت کی بنا پر ہے۔ اگر چہ اب وہ تقلید

مستغنی ہیں۔ (المیزان ص ۲۳ ملخصاً) للہ انصاف۔ یہ تقلید کی دلیل ہے یا غیر مددیت کی۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ دونوں جلیل القدر حضرات قطبیت کبریٰ سے پہلے بھی مقلد تھے اور اس مقام کے حصول کے باوجود اب بھی مقلد کہلاتے ہیں۔ نہ پہلے قاید شرک تھی۔ نہ اب یہ نسبت ممنوع و مذموم ہے۔ بلکہ تقلید وہ مبارک و مقبول اور ضروری امر ہے۔ کہ جس سے یہ حضرات اتنے بلند مقام پر پہنچے۔ اگر تقلید شرک ہوتی تو معاذ اللہ شرک کیلئے یہ رسائی کیسی اور مشرک کا نہ لقب کیسا؟ اور جب ایسے جلیل القدر حضرات اپنی شہوع حالت میں تقلید سے مستغنی نہ تھے۔ تو اب کوئی تقلید سے مستغنی کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا قتل و خرد اور ادب و حیا سے محروم غیر مقلدین ان سے بڑھ کر ہیں۔ یا قطبیت کبریٰ کے مقام پر فائز ہیں۔ جو انہیں تقلید کی ضرورت نہیں؟

نہج یا سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری کفر کا شرک کا فضل ہے نجاست تیری الزام۔ ”جو شخص حقہ پیتا ہو۔ مکروہ تحریمی کا ارتکاب کرتا ہے۔“ (قدامت صفحہ ۳ ملخصاً) جواب۔ حقہ کو مطلق مکروہ تحریمی کہنا شریعت پر افتراء اور دعویٰ بلا دلیل ہے۔ اور قاری خود لکھتا ہے۔ کہ ”دعویٰ بلا دلیل مردود ہوتا ہے۔“ نام نہاد ”اہلحدیث“ قاری کو چاہیے تھا۔ کہ حقہ کی حرمت کیلئے حدیث صحیحہ صریح پیش کرتا۔ ورنہ مردود دعویٰ پیش نہ کرتا۔ اور کم از کم ”فتاویٰ ثنائیہ“ کی یہ تشریح دیکھ لیتا۔ کہ ”جو لوگ حقہ نوشی کی حرمت (کراہت تحریمی وغیرہ) کے قائل ہیں۔ ان کا قول ناقابل اعتماد ہے۔ اس واسطے کہ حرمت موقوف ہے۔ اوپر دلیل قطعی کے اور قائلین حرمت نے کوئی دلیل قطعی قائم نہیں کی۔“ الخ (جلد دوم ص ۷۹)

جواب اس بات کا کیسا یہ گھریں سے نکل آیا میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا الزام۔ ”کیا یہ الفاظ گستاخانہ نہیں۔ کہ امت کا داعی کس پیار کی نظر سے اپنی پالی ہوئی بکریوں کو دیکھتا ہے۔“ (جز اللہ عدوہ)

جواب۔ تعجب ہے۔ کہ اپنی طرح بشر اور بڑا بھائی کہنے اور مرکز مٹی میں ملنے والا قرار دینے والے گستاخوں کو ایک سیدھی سادی عبارت میں گستاخی نظر آئی۔ نظر نہیں آئی۔ بلکہ زبردستی بنائی۔ کہ لفظ راعی (محافظ و نگہبان) کو چرواہا بنا کر گستاخی خود کی۔ اور الزام دوسروں پر لگا دیا۔ اور اجمالاً تمثیلی طور پر لفظ "بکری" کے حفاظت و شفقت کے وصف کو جانور کے مشابہ ٹھہرا دیا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ اگر اسی طرح زبردستی مفہوم کو بگاڑا جائے۔ تو پھر معاذ اللہ اسد اللہ اور شیر خدا کہنے کی کیا گنجائش ہوگی۔ جیسا کہ لفظ شیر سے وصف شجاعت مراد ہے۔ جانور کے مشابہ ٹھہرانا نہیں اسی طرح لفظ بکری سے وصف شفقت و حفاظت مراد ہے۔ اور بس۔ جیسا کہ قرآن میں بھی۔ لَہٗ تَسْعُ وَ تَسْعُونَ نَعْجَةً وَّلَیْ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ بطور تمثیل وارد ہے۔ نہ کہ معاذ اللہ بیویوں کو دنبیاں اور جانور کے مشابہ قرار دینا الزام۔ "بریلویو۔ مزاروں پر یہی کچھ ہوتا ہے۔ کہ لڑکیاں پسند کی جائیں اور صاحب مزار بہہ کر دیں۔" (قدامت صفحہ ۴۲ ملخصاً)

جواب۔ بات ثبوت اور تمیز سے کرو۔ خواہ خواہ بہتان تراشی و کذب بیانی نہ کرو۔ یہ انہیں سیدی عبدالوہاب شعرانی کا واقعہ ہے جن کا ابھی تم نے حوالہ دیا۔ اور میرسپا لکوٹی نے ان کی رفعت شان بیان کی۔ بریلویوں کا نشانہ بنا کر اولیاء کرام سے استہزاء کرتے ہوئے کچھ شرم کرو۔ باقی رہا بہہ کا مسئلہ۔ تو کنیز کا بہہ اور خرید و فروخت کا مسئلہ اہل علم کیلئے کوئی تعجب کی بات نہیں یہ تہباری شرارت و جہالت ہے کہ تم نے کنیز کی بجائے لڑکیاں پسند کرنے کا لفظ استعمال کر کے غلط تاثر دیا۔ حالانکہ نہ آج کل کوئی کنیز ہے۔ نہ ہی بہہ وغیرہ کا سوال پیدا ہوتا ہے اور کچھ نہیں تو "قادیانی شائیہ" ہی دیکھ لیتے۔ لکھتے ہیں۔ آجکل لوہڈی (کنیز) کوئی نہیں۔ یہ عورتیں تمام آزاد ہیں۔ اور آزاد کو غلام بنانا موجب لعنت ہے۔ شخص مذکور جو آزاد عورت خرید کر بغیر کالج کے ملاپ کرتا ہے۔ تو زانی ہے۔" (جلد دوم صفحہ ۲۰۲) معلوم ہوا کہ

تہبہارا تمام تاثر غلط اور باطل ہے۔ الزام۔ "مولوی احمد رضا خاں صاحب محمد بن عبدالباقی کو ملوث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ انبیاء علیہم السلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔ وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔" (صفحہ ۴۶ قدامت)

جواب۔ قاری صاحب جہالت کے ساتھ اس قدر جسارت نہایت شرمناک ہے۔ علماء عرب و عجم کے مدوح پر ناحق اعتراض کرتے ہو۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ محمد بن عبدالباقی کو ملوث نہیں کیا۔ بلکہ بالکل صحیح حوالہ دیا ہے۔ کسی اہل علم سے "شرح مواہب" ج ۶ صفحہ ۶۹ پر حواوٰ تا کہ حقیقت حال معلوم ہو۔ شب باشی محض خدمت اقدس میں رات گزارنا ہے۔ اور اگر تہبہارا مفہوم ہی مراد ہو۔ تو پھر ذرا۔ اپنے گھر کی بھی خبر لو۔ ترجمان جمعیت "الہمدیث" ہفت روزہ "الاسلام" لاہور ۲۳ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ میں لکھا ہے۔ کہ عرب شیوخ کی شب باشی کا انتظام ملتان روڈ لاہور) کیا گیا تھا۔" قاری صاحب بتائیے۔ عرب شیوخ کی شب باشی کا انتظام "الہمدیثوں نے کیوں کیا۔ کس کے ساتھ کیا اور کیسے کیا۔ الزام۔ بریلویوں مقلدوں کے نزدیک سوائے اس کوئے کے جو مردار کھاتا ہو۔ سب کوئے حلال ہیں۔ مثلاً غراب الزرع اور عقیق وغیرہ دوسری طرف آلو کو حلال کہتے ہیں۔" (قدامت صفحہ ۴۷-۴۹)

جواب۔ اسی نجاست و مردار خوار زاغ معروف کی حلت و حرمت اہل سنت و جماعت و دیانہ و بابیہ کے مابین مختلف فیہ ہے۔ اور قاری صاحب نے خود اسکی حرمت کا اعتراف کیا ہے۔ تو پھر الزام کیسا؟ دیگر اقسام کا ذکر محض غیر متعلق و غلط بحث ہے۔ اور یہ قاری کی پرانی بیماری ہے۔ ثانیاً۔ اسی زاغ معروف کی "سردار الہمدیث" مولوی ثناء اللہ امرتسری کے دادا استاد مولوی رشید احمد گنگوہی نے حلال قرار دیا ہے۔ اور "سردار الہمدیث" نے اس کی تحسین کی ہے (کما مر) پھر یہ عجیب حماقت ہے کہ خود حلت کے قائل ہو کر الٹا ہم پر

اعترض۔ قاری جی۔ یہ مسئلہ تو آپ سے طے نہیں ہو سکا۔ اور دیگر اقسام میں خواہ مخواہ ناگاہک اڑادی ہے۔ ہاں دیگر جس قسم میں بھی آپ کو اختلاف ہے۔ آپ حدیث صحیح و صریح سے اس قسم کا حکم بیان کریں۔ اس لئے کہ آپ ”المحدث“ ہیں نا؟ جہاں تک اَلُو کا تعلق ہے۔ افسوس کہ اس میں بھی قاری صاحب کی تحقیق صحیح نہیں۔ بھلا جس شخص کو خود اپنے مسلک اور اپنے اکابر کے موقف کا صحیح علم نہ ہو۔ (جیسا کہ ہم متعدد مواقع پر قاری کا اس کے اکابر سے تصادم بیان کر چکے ہیں) اسے دوسرے مکتب فکر کی صحیح تحقیق کیسے ہو سکتی ہے؟ قاری نے اَلُو کی حالت کا جو قول نقل لیا ہے وہ صرف بعض کا قول ہے۔ جیسا کہ ”تمیز الکلام فی بیان الحلال والحرام“ میں اس کی تصریح ہے۔ اور اس قول کا کوئی مستند ماخذ بھی بیان نہیں کیا گیا۔ نیز وہ اس فقہی ضابطہ کے خلاف ہونے کے باعث بھی سراسر نامعقول وغیرہ معتبر ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ ”اجمع العلماء علی ان المستحبات حرام“۔ یعنی خبیث چیزوں کی حرمت پر علماء کا اجماع ہے۔ اور پھر اس کی دو صورتیں بیان فرمائی ہیں۔ کہ مَا استخبثه العرب فهو حرام. والخبیث ما استخبثه الطبائع السلیم۔ کہ جسے طہالغ سلیمہ خبیث جانیں اور اہل عرب خبیث سمجھیں وہ حرام ہے۔ (رد المحتار مع درمختار ج ۵ صفحہ ۲۱۱) اور ظاہر ہے۔ اَلُو بھی اسی ضابطہ کے تحت آتا ہے۔ ”تمیز الکلام“ میں ہے۔ ”اگر بد جانتے ہوں۔ اس کو عرب تو وہ حرام ہے جیسے اَلُو کہ اس کو عربی میں بوم کہتے ہیں۔ نیز اَلُو کے نام کے ساتھ وحشت و حماقت اور نحوست کی وابستگی کے باعث طہالغ سلیمہ اسے ناپسند و برا قرار دیتی ہیں“۔ کتب لغات میں بھی اسے شوم و منحوس ہی لکھا ہے۔ لہذا عرف و لغت اور اہل عرب کے دستور کے مطابق بضابطہ فقہی اَلُو کی حلت کا قول صراحتہ ضعیف و نامعتبر ہے۔ علامہ دمیری علیہ الرحمۃ جو حیوانات کی معلومات اور مختلف مکاتب فکر میں انکی حلت و حرمت کے بیان میں ید طولی رکھتے ہیں۔ انہوں نے بھی احناف

کا استثناء کئے بغیر اسکو حرام بیان فرمایا ہے۔ (حیاء الحیوان صفحہ ۲۰۳) علاوہ ازیں یہ ذی خلب بھی ہے۔ لہذا مذکورہ حقائق کی روشنی میں اہل سنت احسان۔ کی طرف اَلُو کی حلت کو منسوب کرنا خلاف تحقیق و خلاف واقعہ ہے بعض کا قول ضعیف و زیر مفتیٰ یہ ہے۔ الزام۔ ”بریلویوں گستاخوں نے تو نبی کریمؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے وہی حاملہ کیا ہے۔“۔ کہ

نہ ٹھیکہ اسکی ہرگز کوئی بات سمجھو قاری وہ دن کو۔ بد دن تو تم رات سمجھو۔ (تذات صفحہ ۲۹)

جواب۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔ یہ کذاب گستاخ قاری کا سرا ر بہتان ہے۔ کہ بریلوی گستاخ اور مذکورہ شعر کا مصداق ہیں۔ درحقیقت قاری کو آئینہ میں اپنا ہی گستاخ چہرہ نظر آ رہا ہے۔ دنیا جانتی ہے۔ کہ گستاخ کون ہے؟ بریلوی یا یوہندی وہاں؟ قاری کو یاد رکھنا چاہیے۔ کہ دوسروں کو چورا اور گستاخ بنانے سے اس کے خود چورا اور گستاخ ہونے پر پردہ نہیں پڑ سکتا۔ اور یہ کیسی منافقت ہے۔ کہ ایک طرف تو سرکارِ دو عالم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا مرتبہ باپ کے مرتبہ سے بھی گھٹا کر بھائی کے سطح پر لے آتے ہیں۔ اور دوسری طرف منافقانہ طور ”نذہ ابی وانی“ کہہ کر حضور پر ماں باپ کو قربان کرنے کا تاثر دیتے ہیں۔ کیا بڑے بھائی پر ماں باپ کو قربان کیا جاتا ہے یا اس پر حواست کا باپ ہے اور بہن بھائی ماں باپ سے بڑھ کر اس کی محبت شرع ایمان ہے۔ پھر جس مسئلہ پر قاری نے یہ بہتان باندھا اور افتراء کیا ہے۔ ”تحقیق المحدث“ میں اس جواب دیا جا چکا ہے اور جس حدیث کا ذکر کیا ہے۔ اس کی تفصیل سے قطع نظر اسکا مسئلہ زیر بحث۔ سے تعلق ہی نہیں۔ اگر قاری میں حیا ہوتی تو یا وہ دوبارہ اس مسئلہ کو زیر بحث نہ لاتا۔ یا نفس۔ ملکہ کے متعلق حدیث پیش کرتا۔ بہر حال بریلوی اہلسنت کی کارِ رد و لم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ثبت و اتباع شریعت کا تو یہ عالم ہے۔ کہ اعلیٰ حضرت۔ فاضل بریلوی رمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نہ ہوا قاکو سجدہ آدم و یوسف کو سجدہ ہو مگر سب ذرا کج جواب ہے اپنی شریعت کا (علیہ علیہما السلام)

الزام۔ بریلویوں کا مجدد سب سے بڑا مخرب گزرا ہے۔ (قدامت صفحہ ۴۱)

جواب۔ یہ الزام بھی بالکل غلط اور جھوٹ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اکابر علماء عرب و عجم نے مجدد تسلیم کیا ہے۔ آپ نے ہرگز کوئی تخریبی اقدام نہیں کیا۔ بلکہ امت مسلمہ کو تخریب پسند وہابیوں گستاخوں کے فتنہ سے خبردار فرما کر مرکز ایمان و دامن رسالت سے وابستگی کا پیغام دیا ہے کہ۔

ٹھوکر میں کھاتے پھر و گئے ان کے در پر پڑ ہو قافلہ تو اسے رضا اول گیا آخر گیا

سب سے بڑا مخرب و امت کو پارہ پارہ کرنے اور انگریز کی قصیدہ خوانی واس کی حمایت میں فتوے جاری کرنے والا تو وہابیوں کا نام نہاد شہید، اسماعیل قتل ہے۔ جس نے ”تقویۃ الایمان“ لکھ کر بدس الفاظ خود اقبال جرم کیا ہے۔ کہ ”میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں۔ کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آگئے ہیں۔ اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے۔۔۔ گو اس سے شورش ہوگی۔ مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر ٹھیک ہو جائیں گے۔“ (اکمل

الہیان ص ۱۰) وہابیو۔ بناؤ۔ اسماعیل باعتراف خود سے سب سے بڑا مخرب ہے یا نہیں۔ جس نے اپنی تیزی و تشدد سے کام لے کر امت میں شورش و لڑائی بھڑائی۔

پھیلانے اور مسلمانوں کے امن و امان کو جلانے کے لئے ”تقویۃ الایمان“ کی چنگاری پھینکی۔ جس سے اس کی شورش و لڑائی بھڑائی، کرانے کی سازش تو کامیاب ہو گئی۔ مگر ”ٹھک ہو جائیں گے۔“ کا قول جھوٹا ثابت ہوا۔ قاری جی۔ دیکھا۔ اس طرح دعویٰ با دلیل پیش کیا جاتا ہے۔ تمہاری طرح شیش محل میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر اڑ نہیں کیا جاتا۔ اب پھر پڑھو اپنا ہی نقل کیا ہوا یہ شعر۔ کہ۔

جواب اس بات کا کیسا یہ گھر ہی سے نکل آیا میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا الزام۔ ”پہلے وہ اپنی بیویوں کو مقتدیوں کے سامنے پیش کریں۔ پھر مخصوص عضو کو پھر امامت کرائیں۔“ (قدامت صفحہ ۶۰)

جواب۔ مستورات اور مقام مخصوص کا اس طرح ذکر کرتے اور غلط تاثر دیتے ہوئے کچھ شرم کرنی چاہیے۔ اگر اسے کتب فقہ میں مستورات کے حجاب کی تاکید اور ناف سے گھٹنوں تک ستر عورت کی فرضیت کا علم نہیں تو اس کی جہالت قابل ماتم ہے۔ اور اگر دانستہ اس نے ایسا تاثر دیا ہے تو یہ بددیانتی ہے۔ جہاں تک ثم الاحسن زوجہ کا تعلق ہے۔ یہ چیز درحقیقت ذاتی طور پر پاکیزگی نظر اور پاک دامنی سے متعلق ہے۔ نہ کہ اسکی تشہیر و تذکرہ اور نظارہ عام (کمانی رد المحتار) رہا ذکر عضو۔ تو یہ بعض کا ایک مجہول قول ہے۔ جس کا صریح رد مذکور ہے۔ کہ لا یلیق ان یذکر فضلا ان یکتب یہ اس لائق ہی نہیں کہ اس کا ذکر ہو چہ جائیکہ اسکو لکھا جائے۔ (کمانی رد المحتار و طحاوی)

یہ اس نام نہاد قاری کی اپنی نالائقی ہے۔ کہ اس نے نہ صرف اس کو اہمیت دی۔ بلکہ اس کے لئے ستر عورت کی فرضیت تک کو بھلا دیا۔ اس لئے تو ایسے بدتمیز و جہلا کے لئے ابوالکلام آزاد کے والد ماجد علیہ الرحمۃ فرما گئے ہیں کہ۔

دہابی بے حیا جھوٹے ہیں یا رو تڑا تڑ جوتیاں تم ان کو مارو

الزام۔ ہاتھ سے مسواک کو پکڑے بھی نہیں۔ اور چو سے بھی نہیں۔ اور اسکو رکھ نہ دے۔ بلکہ گاڑ دے۔ الخ (قدامت صفحہ ۶۰)

جواب۔ شیطان نے اس جاہل قاری کی کیسی مت ماری ہے۔ کہ مٹی بر حکمت آداب مسواک پر طعنہ زنی شروع کر دی ہے حالانکہ اس میں کوئی خلاف شرع بات نہیں مسئلہ یہ تھا۔ کہ مسواک کو ہیئت ممنونہ کے خلاف نہ کرے۔ مگر قاری نے مطلقاً لکھ دیا کہ ”ہاتھ سے

مسواک کو پکڑے بھی نہیں۔ اور اتنا بھی نہیں سوچا۔ کہ ہاتھ سے مسواک نہ پکڑے گا تو مسواک کیسے کرے گا؟ مسواک نہ چوسنے کی بھی حست بیان کر دی گئی ہے۔ کہ یہ ناپیائنی و وسوسہ کا باعث ہے۔

نامعلوم اس میں اعتراض کی کیا بات ہے؟ قاری کا یہ کہنا بھی غلط ہے۔ کہ ”اس کو رکھ نہ دے بلکہ گاڑ دے۔“ کیونکہ اس کے اصل الفاظ شرح یہ ہیں۔ کہ ”مسواک کو عرضاً“ نہ رکھے بلکہ طویلًا کھڑا کرے۔“ (ردالمحتار) اسے گاڑنے سے تعبیر کرنا قاری کی سراسر نادانی ہے۔ اور جہاں تک شیطان کا تعلق ہے۔ الحمد للہ۔ اس کا فی بریلوی مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ اس شیخ نجدی نے تو خود ہی نجد کو اپنا ہیڈ کوارٹر قرار دیا ہے۔ (دلائل و دلائل الا بالہ)

الزام۔ ”جنت میں لواطت بھی ہوگی۔“ (ملخصاً قدامت صفحہ ۶۴)

جواب۔ یہ بھی سراسر جھوٹ اور بددیانتی ہے۔ اور قاری نے اپنے ہی الفاظ میں قیاس برید اور بددیانتی سے کام لیکر اپنی ایسی ذہنیت اور علمی خیانت ظاہر کی ہے۔ درمختار و ردالمحتار میں بباغ دہل فرمایا۔ فلا وجود لها فی الجنة. ولا تكون فی الجنة علی الصحيح۔ یعنی ”جنت میں لواطت کا کوئی وجود نہیں۔ اور یہی صحیح ہے۔“ (ملخصاً) اس قدر وضاحت و صراحت کے باوجود درمختار کے حوالہ سے قاری کا اتہام کس قدر بے حیائی و بددیانتی ہے۔ لواطت پر حد نہ ہونے کے متعلق بھی قاری نے غلط تاثر دیا ہے۔ حالانکہ درمختار میں اسی مقام پر لواطت کی شدید تعزیر بیان کی گئی ہے۔ اور ”تحقیق احمدیث“ میں بھی حد اور تعزیر کے متعلق کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ مگر قاری کی ایسی الٹی کھوپڑی ہے۔ کہ اسے کچھ سمجھ ہی نہیں اس لئے اس کے مناسب حال دوبارہ یہ شعر پیش خدمت ہے۔ کہ

ذہن اور بے شرم دنیا میں بھی دیکھے ہیں بہت سب پہ بہت لگتی ہے بے حیائی آپ کی!

الزام۔ بریلویوں کا کلمہ لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ (سیف رحمانی) لا الہ الا اللہ مہر علی شاہ رسول اللہ (کزک آسانی)

جواب۔ قاری صاحب۔ مرزائیوں کی آنکھٹی اور ان کے ساتھ بھائی چارے اور لا الہ الا اللہ عبد الجبار امام اللہ جیسے ذمہ دارانہ حوالوں کے مقابلہ میں ایسا بے بنیاد و غیر ذمہ دارانہ رکیک و ذلیل الزام عائد کرتے ہوئے تمہیں کچھ شرم کرنی چاہیے۔ اگر سچے ہو تو بریلویوں کی کسی کتاب و گولڑہ شریف کی مطبوعات میں سے اس کلمہ کی تعلیم و ترغیب ثابت کرو۔ اور منہ مانگا انعام پاؤ۔ ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین کی تسبیح پڑھ کر اپنے وجودنا مسعود پر دم کرو۔ جھوٹے دیوبندیوں کے تردید شدہ جھوٹے حوالوں اور ان کے چبائے ہوئے نوالوں کو نگلنے سے کیا حاصل؟ کیا ایسے ہی منصوبی ہتھیاروں اور جھوٹے سہاروں پر مقابلہ کیلئے نکلے ہو۔ بریں عقل و دانش باید گریست

الزام۔ معلوم ہوتا ہے کہ پچارے یتیم نی الہدیث ہیں۔ (قدامت صفحہ ۲۴)

جواب۔ جھوٹے الزام کی کیا وقعت ہے۔ آؤ ہم تمہارے گھر سے دکھائیں۔ کہ یتیم کون ہیں۔ مولوی عبدالرحیم اشرف ”الہدیث“ وہابیوں کی طرف سے مس فاطمہ جناح کی صدارت کی حمایت کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔ ”اب آپ ہی بتائیے۔ کہ آپ یہ فیصلہ کر کے الہدیث رہے ہیں یا تارک حدیث اور اگر آپ ہماری بات سنیں تو ہم بر ملا کہتے ہیں۔ کہ جماعت الہدیث..... علم تقویٰ بصیرت اور اصابت رائے ہر پہلو سے یتیم ہو چکی ہے۔“ (رسالہ المنہر لا نکپور ۲۵ دسمبر ۶۴ء)

کیوں قاری صاحب۔ آپ کے لئے اپنے ہی گھر کا کیسا مزید احوالہ اور زمانے دار تھپڑ ہے۔ اسے کہتے ہیں۔ جادوہ جو سر چڑھ کر بولے۔ ایک دفعہ اپنے نقل کردہ اس شعر کا پھر وظیفہ فرمائیے۔ کہ

نہیں کیا۔” ☆ حضرت علی کی خلافت کے بارے میں قرآن وحدیث میں تو کچھ پایا نہیں جاتا اور نہ ہی حضرت علی میں کوئی ایسی بات (صفت خلافت) نظر آتی ہے۔” ☆ ”نہ ہی ان کی خلافت وقوع میں آئی۔“ (کتاب خلافت ثلاثہ ص ۳۲-۵۴-۲۶-۵۸) ☆ ”کافی حدیثیں ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی سے حضور اکثر ناراض رہتے تھے۔“ (ص ۱۱۴-۱۲۰) ☆ ”حضرت علی کے گھر پر ہر وقت بھوک افلاس کا دور رہتا ہے۔ دوسری طرف حضرت علی میں فاطمہ کے لئے بے انتہائی پائی جاتی ہے اور حضور ہر وقت غمزہ رہتے ہیں۔“ (ص ۱۱۹-۱۲۰) ☆ ”حضرت امام حسین کی صریح غلطی ہے کہ جب بزرگ مسلمان تھا تو پھر بیعت نہ کی۔“ حضرت امام حسین کا سفر کوفہ اسلامی خدمات کی خاطر نہیں تھا۔ بلکہ دنیاوی غرض و غایت تھی اور اسی مقصد پر حضرت علی نے مدینہ چھوڑ کر کوفہ کو رہائش اختیار کی۔ واقعہ کربلا نے اسلام کو مردہ کر دیا ہے۔“ (معارف محمد امین وہابی منڈی کاموکی)

بزرگ نوازی۔ ”جناب امیر المؤمنین حضرت یزید رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت قابل صدا احترام ہے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری سردار جماعت اہلحدیث نے بھی یزید کو خلیفہ برحق تسلیم کیا ہے۔“ (معارف یزید ص ۶۶۰ حصہ دوم خلاصہ)

قلم بندی جائز۔ (اپنے نیک کام) قلم میں قلم بند کرنا جائز ہے۔ ایسے کاموں کے لئے عام اصول ہے۔ اِنَّمَا الْاِعْمَالُ بِالْاَنْيَاتِ۔ (اگرچہ تصویر جیسا فعل و ذریعہ حرام ہو)۔ (رسالہ اہلحدیث امرتسری ۱۶/۱/۳۱ صفحہ ۱۳)

سیاسی کردار، سید احمد بریلوی۔ ”سید صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کا ہرگز ارادہ نہیں تھا۔ وہ اس آزاد علمداری کو اپنی علمداری سمجھتے تھے۔ اگر سرکار انگریزی سید صاحب کے خلاف ہوتی تو سید صاحب کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی مگر سرکار انگریزی اس وقت دل سے چاہتی تھی۔ کہ سکھوں کا زور کم ہو۔“ (”سوانح احمدی“ ص ۱۳۹) (یعنی

سکھوں کے ساتھ لڑائی کا ڈھونگ سرکار انگریزی کی منشا کے مطابق ان کی راہ ہموار کرنے کے لئے تھا)۔

اسماعیل دہلوی۔ ”سرکار انگریزی پر کسی طرح جہاد درست نہیں۔“ (سوانح احمدی ص ۵۷) نواب صدیق حسن۔ ”جہاد بمقابلہ برٹش گورنمنٹ کے ممنوع ہے۔ (ترجمان وہابیہ ص ۱۹) نذیر حسین دہلوی۔ ”ہندوستان کو ہمیشہ دارالامان فرمایا۔ دارالحرب نہ کہا۔“ (سوانح حیات صفحہ ۱۳۴)

محمد حسین بٹالوی۔ ”جہاد کی منسوخی پر رسالہ لکھا۔ معاوضہ میں جاگیر پائی۔“ (مقدمہ حیات سید احمد صفحہ ۲۵)

مولوی اسماعیل گوجرانوالہ۔ ”کانگریس کے مشہور و سرگرم حامی اور تحریک پاکستان کے سخت خلاف تھے۔ کانگریسی لیڈر سہاش چندر بوس کی موت پر اس کے ماتمی جلسہ میں شرکت اور تقریر کی۔ جس میں (سہاش کی یاد و اعزاز میں) صدر کی کرسی خالی رکھی گئی۔“ ☆ ”پیپلسٹ حافظ محمد شریف کی فلا بازیاں“ (صفحہ ۶) پر ”سیالکوٹی اہلحدیثوں نے لکھا ہے کہ ”مولوی محمد اسماعیل وہ کٹر کانگریسی ہیں۔ جو مردہ سہاش چندر بوس کے فتوے کی صدارت میں تقریر کر چکے ہیں۔ کیسے موحد ہیں جو بت کی صدارت میں تقریر کریں۔“

مسائل وہابیہ

بغیر غسل جماع۔ ”ہم بستر ہوتے وقت بغیر انزال ہٹ جائے تو..... غسل فرض واجب نہیں۔“ (رسالہ اہلحدیث ۶/۶/۳۱) ☆ ”اپنی بیوی کا دودھ پینا جائز ہے۔ بالغ کے حق میں عورت کا دودھ حلال ہونا ثابت ہے۔“ (خلاصہ فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ صفحہ ۳۱۲) ☆ ”آیت قرآنی سے بیویوں کی چارنگ حد ثابت نہیں۔ ایک وقت میں چھٹی عورتوں سے چاہے نکاح

کر سکتا ہے۔ نو یا زیادہ بیویوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کی کوئی دلیل نہیں۔“ (مختصا عرف الجادی صفحہ ۱۱۱ مخلصا۔ الحدیث امرتسر ۱۲/۸/۳۱)

اللہ پر جھوٹ۔ ”خاوند بیوی کا تعلق..... اس کو شریعت نے اتنی اہمیت دی ہے کہ اس کے لئے اللہ پر جھوٹ بولنا جائز ہے۔“ (مظالم رو پڑی ص ۵۳) مرزا کن سے نکاح۔

”اگر عورت (غلام احمد قادیانی کی بیوکار (مرتبہ) مرزا کن ہے تو غیر مرزائی مرد سے نکاح جائز ہے۔“ (الحدیث امرتسر ۲/۱۱/۳۲) ☆ پیشاب اور جماع کی وقت اللہ کا ذکر کرے

تو گنہگار نہیں۔“ (فقہ محمدیہ ص ۱۲-۱۳) ☆ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری) ○ پاخانے کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا اور پیچھے دینا مطلق جائز ہے (فقہ محمدیہ کلاں صفحہ ۱۳/۱۲)

”بوقت جماع قبلہ کی طرف منہ کرنا جائز ہے۔“ (حوالہ مذکورہ) ○ قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانے یا چار پائی کی پائیں (پواندی) کرنے کی ممانعت کا خیال درست نہیں۔“ (رسالہ

الاعتصام لاہور ۷/۱۱/۷۵ مخلصا) ○ ”انسان کی منی پاک ہے۔“ (عرف الجادی ص ۱۰۰) فقہ محمدیہ صفحہ ۴۰) ○ ”کتے اور خنزیر کے سوا اور سب جانوروں کی منی پاک ہے۔“ (عرف الجادی

ص ۱۰) ○ ”لڑکے کا پیشاب پاک ہے۔“ (درالنبیہ ص ۳۲ قاضی شوکانی) ○ ”آگے پیچھے کے سوا کسی اور جگہ سے خون نکلے تکیر پھوٹے ٹنگی (پچھنے) لگوائے وضو نہیں ٹوٹتا۔“ (فقہ محمدیہ

صفحہ ۶۱-۶۲) ○ کل درندے (خنزیر وغیرہ) کا جوٹھا پاک ہے۔ (فقہ محمدیہ ص ۲۲) ○ ”کتا خنزیر کا کوئی جانور کنوس میں گر جائے اور مر جائے تو کنوس پاک رہتا ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ

دوم ص ۳۳۲) فتاویٰ نذیر ج ۱ ص ۲۰۰) ○ ”داڑھی والے کو (عورت کا) دودھ پلانا جائز ہے۔“ (روضہ ندیہ ص ۲۳۶، درالنبیہ ص ۳۲)

جنسی مسائل۔ ○ ”زانی کیلئے اپنے نطفہ کی لڑکی سے نکاح جائز ہے۔“ (عرف الجادی ص ۱۰۹ مولوی نور الحسن) ○ ”جس عورت سے زنا کیا۔ زانی کے لئے اس کی ماں اور بیٹی

حلال ہے۔“ ○ جس عورت سے زنا کیا وہ عورت زانی کے بیٹے کے لئے حلال ہے۔ (نزل الابرار ج ۲ ص ۲۱) ○ ”جس نے اپنی ساس سے زنا کیا اس کی بیوی اس پر حرام نہ ہوگی۔

اگر اپنے بیٹے کی بیوی سے زنا کیا تو بیٹے کی بیوی اس پر حرام نہ ہوگی۔ (نزل الابرار ج ۲ ص ۲۸-۲۹) ○ ”باتھ یا کسی چیز سے منی نکالنا بوقت حاجت مباح ہے۔ اور کبھی واجب

ہو جاتا ہے۔“ (عرف الجادی ص ۲۰۷) ○ ”جو شخص چوپائے کے ساتھ دخول کرے۔ اس پر غسل نہیں ہے۔ (ہدیت المہدی ج ۳ ص ۲۲) ○ کوا کھانا جائز ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ

ج ۲ ص ۳۱۶) ○ جو شکار ہے (عرف الجادی ص ۲۲۵) حرف آخر ۱۰۔ پہلے سوالات ۱۰

جواب الجواب اور دیگر بکثرت مستقل دلائل وضمی حوالہ جات اور وہابیوں کے عقائد باطلہ وہابی فقہ اور ان کے سیاسی و اخلاقی تاریخی کردار کے متعلق جو دلائل وحوالہ جات کا ذخیرہ ہم

نے پیش کیا ہے۔ ہمارے مخاطب وہابی قاری و دیگر نام نہاد اہلحدیث غیر مقلدین کے ذمہ ہمارا یہ قرض ہے۔ اور وہابیوں کے اپنے معیار کے مطابق صحیح صریح غیر ماؤل حدیث سے

جواب مطلوب ہے۔ جواب معقول مدلل اور مکمل ہو۔ اور جس طرح ہم نے ترتیب سے جوابات دیئے ہیں۔ اس طرح ہمارا سوال و جواب وحوالہ نقل کر کے نمبردار جواب دیا

جائے۔ قاری سیف اللہ کی پہلی روش کے مطابق غیر معقول غیر مدلل غیر متعلقہ رویہ اختیار نہ کیا جائے۔ غیر مقلدین نجدی وہابی اہل سنت احناف کے خلاف جو مسلسل جارحانہ مہم شروع

کئے ہوئے ہیں اور۔ اولیاء کرام کی کردار کشی کرتے ہیں۔ اس کی بجائے اپنے گریبان میں منہ ڈالیں۔ ہمارے قرض کی ادائیگی سے سبکدوش ہوں۔ اور پھر کسی اور طرف رخ کریں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

نجدی تحریک وہابی مذہب کے پیشوا کا تعارف

سابق صدر دیوبندی مولوی حسین احمد ”مدنی“ نے لکھا ہے

”کہ صاحب محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اُس نے اہلسنت و جماعت سے قتل و قتال کیا۔ ان کو بالآخر اپنے خیالات کی تکلیف دینا رہا۔ (انھیں کافر و مشرک قرار دیکر) ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ ان کے قتل کرنے کو باعثِ ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کیے۔ وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا۔ محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم و جملہ مسلمانانِ دیار مشرک و کافر ہیں۔ اور ان سے قتل و قتال کرنا۔ ان کے اموال ان سے چھین لینا حلال اور جائز واجب ہے۔

بہت سے لوگوں کی بوجہ اسکی تکالیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اسکی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

چنانچہ نواب صدیق حسن خاں (غیر مقلد) نے خود اسکے ترجمہ میں ان دونوں باتوں کی تصریح کی ہے۔ (کتاب شہاب ثاقب صفحات ۳۲-۳۳-۶۸۴)

خونی فتویٰ بازی۔ بتاریخ ۳ ربیع الاول ۱۲۱۵ھ مطابق ۱۳ اگست ۱۹۹۴ء کو موضع نینوال تھانہ کھڈیاں ضلع قصور میں تین ظالموں قاتلوں وہابی مولویوں نے عاشق رسول مجاہد ملت مولانا محمد اکرم رضوی (کاموکی) کو ناحق شہید کر کے محمد بن عبدالوہاب کی اسی ظالمانہ وحشی نجدی تحریک کی یاد تازہ کر دی ہے۔ درحقیقت یہی وہ لوگ ہیں جن کے اکابر کاگری مولوی اور انگریز کے آلہ کار تھے۔ اور آج بھی ان کے نجدی سعودی آقا امیر کی نصارتی کے غلام و معاون و مددگار ہیں۔ اور امریکہ کی غلامی کی نسبت وحوالہ سے اسرائیلی یہودیوں کے

۔ کتاب و ترجمانِ دہلیہ میں

”پیر بھائی اور استاذ بھائی“ ہیں۔ ۱۵ انہوں نے ہی پنڈت جواہر لال نہرو کو سعودی دارالسلطنت میں مدعو کر کے ”مرحبا نہرو رسول السلام“ کے نعرے لگوائے۔ اور ان کے دیوبندی بھائیوں نے ”صد سالہ جشن دیوبند“ کی تقریب میں نہرو کی بیٹی اندرا گاندھی کو مدعو کر کے مہمان خصوصی بنایا اور اس کے دیدار و ارشادات سے ”مشرقت“ ہوئے۔ نجدی وہابی جھوٹے ہندو و یہود نصاریٰ سے دوستی وان کے لئے دل میں نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ اسی قدر یہ شان رسالت و لایت کے مخالف اور مسلمانانِ اہلسنت کے بدترین دشمن ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ مسلمانوں اور محبوبانِ خدا کے مزارات کو شہید کیا۔ یہی ان کا جہاد ہے۔

ابن عبدالوہاب نجدی کی تحریک و تاریخ ہندو و یہود نصاریٰ کے ساتھ جہادِ معرکہ آرائی سے یکسر خالی ہے۔ اس خونخوار تحریک کے ”چند خونی فتوے“ ملاحظہ ہوں

اسماعیلی فتویٰ۔ ”یہی پکارنا مٹیس ماننی نذر و نیاز کرنی ان کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا یہی ان (کفار) کا کفر و شرک تھا۔ جو کوئی کسی (انبیاء اولیاء) سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بند مخلوق ہی سمجھے ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے“ (تقویۃ الایمان صفحہ ۷/۳۲)

دوسرا فتویٰ۔ جو شخص آجناب (سید احمد بیرون مرشد اسماعیل دہلوی) کی امامت قبول نہ کرے۔ ایسے باغی کا خون بہانا حلال اور اس کا قتل قتل کفار کی طرح عین جہاد ہے۔ ایسے لوگ دوزخی کتے ملعون اشرار ہیں۔ میرا یہی مذہب ہے مقتض کا جواب تلوار کی مار ہے نہ کہ تحریر و تقریر (سیرت سید احمد از۔ ابوالحسن ندوی صفحہ ۵۳۳)

نجدی فتویٰ: جو کوئی یا رسول اللہ کہے یا اور کسی بزرگ مخلوق کو پکارے۔۔۔ وہ مشرک ہے شرک اکبر (بڑے شرک) کا مرتکب ہے۔

اور ایسے لوگ کا خون بہانا جائز ہے اور ان کے اموال کو لوٹ لینا مباح ہے۔ جس نے انبیاء و اولیاء کو دساکھ و وسلیہ بنایا سمجھا تو وہ کافر و مشرک ہے۔ اس کا مال حلال ہے اور (خون) قتل

مباح ہے۔ (کتاب تحفہ وہابیہ ص ۵۹-۸۲) ملخصاً

دیوبندی فتویٰ - ”کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خیر ہوگی ہے۔ شرک ہے۔ ایسے عقائد باطلہ پر مطلع ہو کر جو انہیں کافر و مشرک مرتد ملعون جہنمی نہ کہے۔ وہ بھی ویسا ہی مرتد و کافر ہے۔ ایسے عقائد والے لوگ بالکل کپے کالے کافر ہیں۔ ان کا کوئی نکاح نہیں سب زانی ہیں۔ (جواہر القرآن - غلام خاں ص ۱۲۷) اہلحدیث الحیر ان مولوی حسین علی ص ۸۹ ملخصاً) مودودی فتویٰ - ”ان پڑھ عوام ہوں یا دستار بند علماء با فرقہ پوش مشائخ با کالجوں یونیورسٹیوں کے تعلیم یافتہ حضرات..... اسلام کی روح سے ناواقف ہونے میں سب یکساں ہیں۔“ ۵۔ ”دونوں قسم کے دینی سیاسی رہنما اپنے نظریے اور اپنی پالیسی کے لحاظ سے یکساں گم کردہ راہ ہیں۔ دونوں راہ حق سے ہٹ کر تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں۔“ ۵۔ یہ انبوء عظیم جس کو مسلمان کہا جاتا ہے۔ اس کا حال یہ ہے کہ اس کے ۹۹۹ فی ہزار افراد نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں نہ حق اور باطل کی تمیز سے آشنا ہیں۔“ (مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم ص ۹۵-۱۳۰)

مسلمانوں - سنیوں - حکمرانوں - نجدی دیوبندی مودودی وہابی فتوؤں کو پڑھو اور ان کی وہشت گروئی و سنگدلی کا اندازہ کرو۔ حقیقت یہی فتوے اور یہی تربیت مولانا رضوی (رحمۃ اللہ علیہ) کی شہادت کی محرک اور اصل پس منظر ہے۔ (تفہیمات صفحہ ۳۸)

”اہلحدیثوں“ کی مزید بدعات کا بیان

جیسا کہ ”تحقیق اہلحدیث“ میں پوری تحقیق ہو چکی ہے۔ کہ نام نہاد ”اہلحدیثوں“ نے اپنے اصول کے برعکس اپنا بے ثبوت خود ساختہ بدعتی نام ”اہلحدیث“ مقرر کر کے اپنا بدعتی و مبتدع

ہونا ثابت کر دیا ہے۔ اور ثابت شدہ حدیث کے مطابق ”اہل قرآن“ کہلانے کی بجائے اس کے بالمقابل ثبوت حدیث کے بغیر از خود ”اہلحدیث“ کہلا کر حدیث کے مقابل اپنی ہٹ دھرمی و سینہ زدوری کا ارتکاب کیا ہے۔ جبکہ دوسروں کی بات بات پر کہتے ہی۔ کہ ۵ حدیث پر عمل کرو۔ حدیث دکھاؤ۔ ورنہ بدعتی ہو جاؤ گے۔ کیسی دورنگی و خانہ ساز منافقانہ وہابی شریعت کا مظاہرہ ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے۔ کہ

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

خصوصاً نجدیت کی اس وبا سے

اسی سلسلہ میں درج ذیل مضمون اہل علم و اہل انصاف کی مزید معلومات کا باعث اور وہابیوں کی بدعات کا مکمل نقشہ ہے۔ پڑھئے اور سر دھنیئے۔

غیر مقلدین وہابیہ - نے اہلسنت کے معمولات و امور خیر (میلا دو عرس و گیارہویں وغیرہ) کے خلاف ذریت وہابیہ کی آنکھوں پر شرک و بدعت اور تعصب کی ایسی پٹی باندھی کہ اس بدعت فروشی کے نتیجے میں نجد سے پاکستان تک خود اپورا وہابی معاشرہ امور شر اور بدعات و رسوم و فیشن کی زد میں آگیا۔ چنانچہ وہابیوں کے گھروں میں ٹیلیویشن بیاہ شادی کی رسومات و تکلفات بے نماز بے ریش نو جوان وہابی طبقہ اور انتخابی مشاغل و مذہبی جلسوں میں بھی ترک حدیث و اتباع فیشن فوٹو بازی، وڈیو فلم وغیرہ کا عام مظاہرہ دیکھا جاسکتا ہے۔ درج ذیل ”تنظیم اہلحدیث“ لاہور کا مضمون اسی موضوع سے متعلق ہے۔

ملاحظہ ہو وقت روزہ

دو تنظیم اہلحدیث - لاہور نے ۱۳ دسمبر ۸۷ء کی اشاعت میں بعنوان جمعیت اہلحدیث کے اکابر کی خدمت میں ”کہا ہے۔ کہ ”شخصیت پرستی“ ایک بات جو..... ہم ”جمعیت اہلحدیث پاکستان“ کے اکابر کی خدمت میں بھی عرض کرنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ کہ

علامہ ظہیر اور مولانا یزدانی سے عقیدت و محبت کا اظہار اپنی جگہ بالکل بجا اور درست ہے۔ لیکن اس عقیدت و محبت کو ”شخصیت پرستی“ کا رخ اختیار کرنے کی اجازت نہ دیجئے۔ غلو عقیدت۔ اس کے لئے مقررین پر کچھ معقول پابندی عائد کرنی پڑے تو اس سے گریز نہ کیا جائے۔ ۳۰ اکتوبر ۱۹۸۷ء کو موچی دروازہ لاہور کے جلسے میں ایک مقرر نے علامہ ظہیر کی مدحت و مقبت میں۔

ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

کا سا انداز بیان اختیار کیا۔ یہ غلو عقیدت کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔

نعرے بازی۔ نعروں میں بھی غلو عقیدت کسی طرح مناسب نہیں۔ بلکہ بہتر ہے۔ کہ صرف مسنون نعرہ نعرہ تکبیر ہی ہر موقع پر استعمال کیا جائے۔ تمام شخصی نعروں کو ختم

کر دیئے جائیں۔

تصویر فروشی۔ بعض دولت کے پجاریوں نے علامہ ظہیر کی تصویر کو دیدہ زیب انداز سے شائع کر کے ان کو عام فروخت کرنا شروع کر دیا ہے۔ یہ فعل اگرچہ کسی پرلے درسجے کے دنیا دار اور فرد واحد ہی کا کام ہے۔ تاہم جلسوں میں اس کی فروخت کرنے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے۔ تاکہ فرد واحد کی روسیاهی سے جماعت کی رسوائی و روسیاهی کا سامان نہ ہو۔ اس کے لئے چند رضا کاروں کی ڈیوٹی ہی صرف یہ لگائی جاسکتی ہے کہ وہ اس پر کڑی نظر رکھیں اور کسی بھی ”عبداللہ نیار و اللہ رحمہ“ کو تصویر فروشی کی اجازت نہ دیں۔

پٹانے بازی۔ اس طرح ہوائی فائرنگ اور پٹاخوں کا استعمال بھی ایک جاہلانہ فعل ہے۔ جو ”الہمدیث“ کے قطبغا ثنائیان شان نہیں۔ اس کو رجحان کو پوری سختی کے ساتھ روکنے کی ضرورت ہے۔ محض رسمی اعلان کافی نہیں۔ بُت فروشی۔ ”شخصیت پرستی“ اور بت فروشی پر بھی ہمارے اکابر نے کاری ضربیں لگائی ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ اب رسومات کے سیلاب

ہمارے اندر پیدا ہو رہا ہے۔ (ہفت روزہ تنظیم الہمدیث لاہور ۱۳ نومبر ۱۹۸۷ء) ماہ ربیع الاول ۱۴۰۸ء کے ماہنامہ ”رضائے مصطفیٰ“ گوجرانوالہ میں بعنوان زندہ باد اے مفتی احمد رضا خان زندہ باد ”مخالفین اہلسنت کے متعلق جو اہم الزامی مضمون شائع ہوا تھا۔ اس کا پیرا (جلوس مزار فاتحہ) بالخصوص غیر مقلدین سے متعلق تھا۔ اس لا جواب مبنی برحق مضمون کی اہمیت و افادیت کے باعث ہفت روزہ تنظیم الہمدیث ”لاہور نے اپنے ہم مسلک الہمدیثوں کو انتباہ کرتے ہوئے مضمون ہدایدیں عنوان لفظ بہ لفظ شائع کیا کہ ”توحید و سنت کے گھشن کو بر باد نہ کرو ہوش کرو اور سنو“۔

بریلوی ماہنامہ ”رضائے مصطفیٰ“ گوجرانوالہ نے اپنی اشاعت ماہ ربیع الاول ۱۴۰۸ء مطابق نومبر ۱۹۸۷ء میں ایک جلی عنوان لکھا ہے۔

○ بیت گیا بھائی جیت گیا۔ مسلک رضوی جیت گیا۔

○ چھا گیا بھائی چھا گیا۔ شاہ بریلی چھا گیا۔

○ زندہ اے مفتی احمد رضا خاں زندہ باد۔

اس جلی عنوان کے نیچے ”رضائے مصطفیٰ“ نے ایک ادارتی نوٹ لکھا ہے جو بلا تبصرہ درج ذیل ہے۔

جلوس مزار فاتحہ۔ ۱۳ اگست ۱۹۸۷ء بروز جمعہ کا موکی منڈی میں یوم آزادی کی بجائے یوم احتجاج منایا گیا ○ بعد نماز جمعہ ”الہمدیث“ کی مساجد سے لوگ جلوسوں کی شکل میں مرکزی جامع مسجد الہمدیث پہنچے ○ جہاں ایک بڑا جلوس مولوی حبیب الرحمن یزدانی کے مزار پر گیا ○ اور فاتحہ خوانی کے بعد پرامن طور پر منتشر ہو گیا۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۱۲ اگست ۱۹۸۷ء نو اے وقت لاہور ۱۳ اگست ۱۹۸۷ء)

”رضائے مصطفیٰ“۔ قبر نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زیارت کے لئے جانے

○ اور جلوس میلاد ○ مزارات اولیاء اور گھروں یا قبروں پر فاتحہ خوانی کو ○ بدعت دانا جائز قرار دینے والوں کا ○ اپنے آنجہانی مولوی یزدائی کے لئے ○ یہ سب کچھ کرنا جہاں باعث تعجب وان کی دورگی کا مظاہرہ ہے ○ وہاں مسلک اعلیٰ حضرت کی اصولی فتح ہے ○ کہ مخالفین نے بالآخر قبر کو مزار قرار دینے والوں زیارت کے لئے جانے ○ جلوس نکالنے اور فاتحہ خوانی کرنے کا عملی اعتراف کر لیا ○ (نقل مطابق اصل لفظ بلفظ ہفت روزہ تنظیم الہمدیث لاہور ۱۳ نومبر ۱۹۸۷ء)

لحمہ فکر یہ - رسالہ ”تنظیم الہمدیث“ کا اپنے خود نوشتہ مضمون اور پھر ”رضائے مصطفیٰ“ کے الہمدیث سے متعلقہ مضمون کو لفظ بہ لفظ شائع کر کے اور گوماسٹہ فیصد تائید کر کے اسکا ○ اپنی ”وہابی قوم“ کو بدیں الفاظ جھنجھوڑنا کہ ”توحید و سنت کے گلشن کو برباد نہ کرو ○ ہوش کرو اور سنو“ ○ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ سنیوں، بریلویوں کو بڑی حقارت سے بات بات پر مشرک بدعتی گردانا اور اپنے کو بڑا پاک دامن اور شرک و بدعت کے ارتکاب سے پارساء ہونے کا تاثر دینا سراسر جھوٹ اور دھوکہ ہے ○ کیونکہ یہ ”الہمدیث وہابی“ خود اپنے ہاتھوں ○ توحید و سنت کے گلشن کو برباد کرنے والے ہیں ○ یہ نام نہاد موجد خدا کے بندے نہیں ○ بلکہ ”عبداللہ نیار والد ہم“ یعنی روپے پیسے اور دولت دنیا کے بندے اور پجاری ہیں ○ غلو عقیدت، شخصیت پرستی، آنش بازی و پٹانے بازی جیسی فضول خرچی بلکہ بت فروشی، بت پرستی میں بھی مبتلا ہو چکے ہیں ○ اور رسومات کے سیلاب میں بہہ رہے ہیں ○ بلکہ اپنے مولویوں کی قبروں کو مزار قرار دے کر وہاں زیارت کے لئے جانے ○ مردہ مولویوں کا جلوس نکالنے اور فاتحہ خوانی کرنے کا عمل اعتراف و ارتکاب کر رہے ہیں ○ یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ان کے آنجہانی مولوی یزدائی اور احسان الہی ظہیر کی ہم کے

دھماکہ میں جب ہلاکت ہوئی تو اس وقت بھی فوٹو بازی و ویڈیو فلم بنوانے کی بدعات میں مستغرق تھے ○ والعیاذ باللہ ○

اور سنیئے - جماعت ”الہمدیث“ خصوصی ترجمان ہفت روزہ ”تنظیم الہمدیث“ نے الہمدیثوں کا مزید رونا روتے ہوئے لکھا ہے ○ کہ ”الہمدیث کی الہمدیثیٹ“ اب صرف مساجد کی چار دیواری کے اندر محدود ہو کر رہ گئی ہے ○ (یعنی رفیعہ دین و آئین بالجہر وغیرہ) مساجد سے باہر کردار عمل کے اعتبار سے الہمدیث اور غیر الہمدیث میں کوئی فرق ○ باقی نہیں رہ گیا ہے ○ شادی بیاہ کے موقع پر الہمدیث اور غیر الہمدیث کا امتیاز ختم ہو گیا ہے ○ معیشت و معاشرت میں اور تجارت و کاروبار میں ایک الہمدیث کی کوئی امتیازی خصوصیت نظر نہیں آتی ○ جو اصلاح کا علمبردار ہے وہ خود فساد کا شکار ہے ○ جو داعی الی اللہ تھا ○ وہ خود نفس و ہوس کا غلام ہے، جو رسوم و رواج کے خلاف جہاد کرنے والا تھا ○ اس نے خود اپنے حرم دل کے طاقوں میں رسوم و رواج کے بت سجالے ہیں ○ جن کی دو پرستش کر رہا ہے ○ اس سے حصار اسلام میں بھی شکاف پڑ گیا ہے ○ اور توحید و سنت کا وہ چراغ بھی گل ہو گیا ہے ○ جس سے اس تیرہ تار ماحول میں روشنی کی کچھ کرن موجود تھی ○

○ وہابی اور بدعتی باکھل ایک ہو گئے ہیں

تجدید ایمان - ”الہمدیث“ از سر نو الہمدیث نہیں ○ اپنے ایمان و عمل کی تجدید کریں ○ نفس پرستی، رواج پرستی چھوڑ دیں ○ گھروں میں پردے کی پابندی کریں ○ ان کے گھر موجودہ دور کی فحاشی و عریانی (ٹیلی ویژن ○ وی سی آر وغیرہ) سے پاک ہوں ○ تصاویر اور سبے جا آرائشوں سے پاک ہوں ○ رسالہ ”تنظیم الہمدیث“ لاہور ○ جولائی ۱۹۸۷ء

اکثریت کافر۔ ”نماز اسلام اور کفر میں حد فاصل ہے۔ تو بے نماز مسلمان نہ ہوئے۔“
(الاعتصام ۳/۲۱/۷۸) جان بوجھ کر نماز ترک کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ بے نماز کافر جہنمی ہے۔ ترک نماز شرک اور کفر سے الحاق ہے۔ رسالہ (الاعتصام لاہور ۲/۶/۷۸) اہلحدیث کہلانے والے اکثر بے نماز ہیں۔ (الاعتصام ۲۷/۱/۷۸) یہ ہے۔ جماعت اہلحدیث کے ترجمان ہفت روزہ ”الاعتصام“ کا فتویٰ فیصلہ کہ ۵ بے نماز غیر مسلم اور کافر ہیں ۵ اور ”اہلحدیثوں“ کی اکثریت بے نماز ہے ۵ نتیجہ ظاہر ہے کہ ان وہابیوں کی اکثریت غیر مسلم اور کافر ہے۔ مگر کتنی ستم ظریفی ہے۔ کہ دوسروں کے ”امور خیر“ پر بدعت بدعت کا شور مچانے والوں کو اپنی وہابی غیر مسلم کافر اکثریت کی کوئی فکر نہیں۔ جس وہابی اقلیت کی اکثریت بے نماز و کافر ہے اسے اہلسنت کی مخالفت کا کیا حق ہے؟ اپنے بے نمازوں کافروں کی اکثریت کو مسلمان بنانے کی بجائے سنی مسلمانوں کو کافر و مشرک بنانا کتنا بڑا وہابی ظلم ہے۔

”ناموس رسالت کا نفرتس“۔ ۷ ستمبر ۱۹۸۹ء کو بعد نماز عشاء شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں ”جمعیت اہلحدیث“ کے زیر اہتمام امیر جمعیت مولوی عبداللہ کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ ۵ جس میں اس مقررہ تاریخ پر بروز جمعرات ۵ ضرورت سے بہت زیادہ لائٹ و روشنی پر فضول خرچی کی گئی۔ ۵ نوٹوبازی کے علاوہ بار بار تالیوں کا شور برپا ہوا۔ مگر ان بدعات و خرافات پر امیر ”جمعیت اہلحدیث و ناظم اعلیٰ اہلحدیث“ ساجد میر وغیرہ وہابی مولوی ٹس سے مس نہ ہوئے۔ جبکہ محفل میلاد کی روشنی و شیرینی اور یارسول اللہ کی گونج پر یہ آگ بگولا ہو جاتے ہیں۔ الغرض۔ توحید و شرک و بدعت کے وہابی فتوے کسی اصول پر مبنی

نہیں ان کا قول و فعل ظاہر باطن نہایت من فقت پر مبنی ہے۔ فی الحالجب
”اہلحدیث“ کے بدعت ہونے کا اعتراف۔ ”اہلحدیث“ کے شیخ الحدیث حافظ
ثناء اللہ مدنی نے بحوالہ علامہ ناصر الدین البانی کے لکھا ہے کہ... بعد کے ادوار میں محض
قرآن و حدیث سے تعلق رکھنے کی بنا پر اہلحدیث کہا گیا۔ (ایسے) وسائل (جو) بعد میں
دین میں آئے۔ جیسا کہ بعض ملکوں میں ہم اپنا نام اہلحدیث رکھتے ہیں۔ یہ لقب دوسری
اصطلاحات کی طرح ایک اصطلاح ہے۔ اور یہ بات بلاشبہ درست ہے۔ کہ یہ نام بدعات
میں سے ہیں۔ چنانچہ کچھ لوگ اپنا نام اہلحدیث رکھتے ہیں۔ جبکہ بعض سلفی کہلاتے ہیں۔
اور بعض انصار السنہ کہلاتے ہیں۔ یہ صرف ایک اصطلاح ہے۔ (جماعت اہلحدیث کا
ترجمان الاعتصام ۲۵ ستمبر ۹۲ء)

حوالہ مذکور ۵۔ ہمارے صداقت کی دلیل اور اس تمام بحث کا نچوڑ ہے کہ غیر مقلدین کا نام
”اہلحدیث“ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔ دیگر اصطلاحات کی طرح بعد کے دور کی
ایک خود ساختہ اصطلاح ہے جو بلاشبہ بدعات میں سے ہے۔ اسلئے تمام ملکوں میں تمام
وہابیوں کا بھی یہ متفقہ نام نہیں ہے۔ بعض ملکوں میں غیر مقلدین ”اہلحدیث“ کہلاتے ہیں
بعض سلفی کہلاتے ہیں۔ بعض انصار السنہ کہلاتے ہیں۔ اسقدر وضاحت و صراحت کے
باوجود بھی اگر وہابی اپنے بدعتی نام ”اہلحدیث“ پر اصرار کریں اور اس سے تائب ہونے کی
بجائے بدعت سے ”پاکدامن“ ہونے کا جھوٹا پرایگنڈا کر کے دھوکہ دیں اور اہلسنت
و جماعت کو ناحق بدعت کا نشانہ بنائیں تو یہ ظالم و دھوکہ و بددیانتی نہیں تو اور کیا ہے؟

(نجدیوں کی کہانی - شورش کاشمیری کی زبانی)

عظیم بددیانتی - مزارات پر طعنہ زنی اور محلات پر خاموشی

نام نہاد "اہلحدیث" وہابیوں کی ایک عظیم بددیانتی یہ بھی ہے کہ وہ اولیاء کرام و بزرگان دین کے مزارات و عمارات کے خلاف نہ صرف زبانی فتویٰ بازی میں سرگرم ہیں بلکہ سعودی عرب میں صحابہ کرام و اہل بیت (علیہم الرضوان) کے قبروں اور مزاروں کو بھی نہیں ان سے ملحقہ مساجد کو بھی نرملہ شہید کر چکے ہیں۔ مگر یہ عجیب ستم ظریفی ہے کہ نجدی وہابی جس زور و شور سے مزارات کے خلاف سرگرم عمل ہیں۔ اس سے بڑھ کر محلات کو ٹھیاں، دیدہ زیب فرنیچر و ٹیلی ویژن سمیت پر تعیش مکانات اور پر تکلف مساجد و مدارس اور دفاتر بنانے میں مصروف ہیں۔ جس کا نجدی وہابی مکتب فکر کے ترجمان آنجہانی شورش کاشمیری نے بھی خوب نوٹس لیا ہے۔ نجدیو - جواب دو۔

شورش کا استفسار، محلات جائز اور مزارات ناجائز کیوں؟

○ "جنت البقیع میں مزارات کی حالت حد درجہ ناگفتہ بہ ہے۔ پہلو میں فلک بوس عمارات کھڑی کی جارہی ہیں۔ اور بہت سی قد آور عمارتیں کھڑی ہو چکی ہیں ○ جس پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے عمر بھر پکا مکان نہ بنایا۔ اس کے نام لیوا بنگلوں اور محلوں میں رہ رہے ہیں۔ لیکن جنت البقیع ہی ایک ایسی جگہ ہے۔ جہاں قبروں کو عبرت کے نوشتے بنا رکھا ہے۔ ○ گویا اسلاف کی قبروں پر سنت نبوی ناقد ہے۔ لیکن خود "زندہ لاشیں" سنگ مرمر کے محلوں میں رہ رہی ہیں۔ حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے مزار اقدس پر میرے اشکوں کی جو حالت ہوئی، عرض کرنا مشکل ہے۔ ذیل کے اشعار اسی حاضری کی یادگار ہیں۔۔۔

اس سانحہ سے گنبد خضریٰ ہے پر ملال
لخت دل رسول کی ٹر بت ہے خستہ حال
اُڑتی ہے دھول مرقد آل رسول پر
ہوتا ہے دیکھتے ہی طبیعت کو اختلال
فرشی روا ہے پیغمبر کے دین ہیں؟
لیکن حرام شے ہے مقابر کی دیکھ بھال

اسلام اپنے مولد و منشا میں اجنبی
تیرا غضب کہاں سے خداوند و الجلال
محلوں کی آب و تاب ہے حکام پر طلال
جس کی نگاہ میں سنت نبی کی حیاء نہ ہو
اس شخص کا نوشتہ تقدیر ہے زوال
کیا یوں ہی خاک اڑے گی مزارات قدس سے

ہفت روزہ چٹان لاہور فیصل کی مصلحت سے ہے شورش میرا سوال (۹، ۱۰، ۱۱ دسمبر ۱۹۷۹ء)

شورش کاشمیری - نے مزید لکھا ہے کہ "میں جدہ پبلس کی کھڑکیوں سے شاہ سعود کے محل کا نظارہ کرتا رہا اس کی بیرونی دیوار پر بر جیاں ہیں اور ان برجیوں میں شام ہوتے ہی بندے روشن ہو جاتے ہیں۔ قوس قزح کے رنگوں کی طرح محل جگمگاتا ہے معلوم ہوتا ہے فلک سے ستارے اتار کر قصر شاہی میں ٹانگ دیئے ہیں۔

○ سعودی حکومت نے عہد رسالت مآب کے آثار صحابہ کرام کے مظاہر اور اہل بیت کے شواہد اس طرح مناد کیے ہیں کہ جو چیزیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر محفوظ کرنی چاہیے تھیں۔ وہ ڈھونڈ کر محو کردی گئی ہیں۔ کہیں کوئی کتبہ یا نشان نہیں۔ لوگ بتاتے ہیں اور ہم مان لیتے ہیں۔ حکومت کے نزدیک ان آثار و نقوش اور مظاہرہ مقابر کا باقی رکھنا بدعت ہے۔ عقیدہ توحید کے منافی ہے۔ سنت رسول کے منافی ہے۔ ○ لیکن عصر حاضر کی ہر بدعت جلد ہی میں نہیں پورے حجاز میں موجود ہے۔ بلکہ بڑھ پھیل رہی ہے۔ کیا قرآن و سنت کا اطلاق اس پر نہیں ہوتا؟ ○ شاہ کی تصویریں ہولوں میں لٹک رہی ہیں۔ انہیں حکومت نے خود مبیا کیا ہے۔ انیور پورٹ برائے ہی شاہ کی تصویر نظر پڑتی ہے۔ قبوہ خانوں اور ریستورانوں میں ان کی بہتات ہے۔ لیکن اس میں کوئی بدعت نہیں! بدعت اسلاف کی یادیں بنانے اور باقی رکھنے میں ہیں؟ ○ کتاب شب جائے کہ من بود ص ۲۲

عشق اور فیشن ○ اہل مکہ نے محل اجاز دیئے اور محل اٹھا لئے ہیں۔ پورے مکہ میں عہد نبوی کی دو چیزیں باقی رہ گئی ہیں۔ "کھجور" اور "مزم زم"۔ باقی ننانوے فیصد یورپ کا مال

ہے ہر چیز پر یورپ کی چھاپ لگی ہوئی ہے۔ ہونٹیں.... یورپ کے ہونٹوں سے کم نہیں ہ عربی جرائد و رسائل بالخصوص جن میں زنانہ نخرہ (بے حیائی و بے پردگی) نمایاں ہوتا ہے۔ ہر قدغن سے آزاد ہیں۔ روزانہ آتے اور روزانہ بکتے ہیں۔ حرمین الشریفین سے آس پاس دکانوں میں بکتے ہیں۔ ان کی خریداری عورتوں میں بکثرت ہوتی ہے۔ ان پر ہند اور نیم ہند رسالوں پر کوئی پابندی نہیں ہ عرب عورتوں کیلئے سکرٹ اور منی سکرٹ تک بکتی ہیں۔

جنت المعلیٰ۔ مکہ معظمہ کا قبرستان ہے۔ ایک چوڑی سڑک کے ذریعے قبرستان کے دروازے ہو گئے ہیں کسی قبر پر کوئی نشان یا کتبہ نہیں۔ سب نشان ڈھادیے گئے ہیں۔ ٹوٹی پھوٹی قبریں مٹی کی ڈھیریاں ہو گئی ہیں۔ پوری دنیا میں کوئی قبرستان اس سے بڑھ کر بے بسی کی حالت میں نہ ہوگا۔ جو لوگ اس کا نام قرآن و سنت کے احکام رکھتے ہیں وہ کس منہ سے تاج شہی پہنتے ہیں۔ اونچے اونچے محل بناتے ہیں۔ جس ذات اقدس کے صدقہ میں عزتیں۔ ان کے آثار اقدس کی یہ بے حرمتی۔ یہ قرآن و سنت نہیں۔ اہانت اور صریح اہانت ہے سعودی حکومت عشق اور شرک میں فرق نہیں کر سکی ہ حالانکہ عشق رسول کی اساس ادب پر ہے۔ کوئی بے ادب بارگاہ رسالت سے فیض نہیں پاسکتا۔ جو شخص جتنا باادب ہوگا۔ اتنا ہی بارگاہ رسالت سے فیض پائے گا۔ ہ حضور کو ہجرت سے پہلے گیارہ سال ستایا گیا۔ ائمہ المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو اب ستایا جا رہا ہے مسلمانوں نے اپنی بیویوں کے تاج محل بنا ڈالے لیکن جو فاطمہ الزہراء کی ماں تھیں وہ ایک ویران قبر میں بڑی ہیں۔ جو لوگ یہاں قرآن و سنت کے حوالے دیتے ہیں۔ ان کا شاہی دسترخوان کبھی سنت نبوی کے مطابق نہیں ہوتا۔

جنت البقیع۔ (صحابہ و اہلبیت کا قبرستان) ایک ایسی اہانت کا شکار ہے کہ دیکھتے ہی خون

کھول اٹھتا ہے اور ایک ایسے منظر (مزارات کی بھرتی) سے واسطہ پڑتا ہے۔ کہ دل پیٹھ جاتا ہے۔ ان عربوں (نجدیوں) کا طرزہ کیا ہے۔ انہیں ذرا احساس نہیں کہ اس مٹی میں کون سو رہے ہیں۔ یہ عرب ہیں۔ جو قبریں ڈھائے اور محل بنائے جا رہے ہیں۔

نئی کربلا۔ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا گھر انہ اب بھی کربلا میں ہے۔ (جو بزییدی لشکر و سپاہ کی تلواروں سے بچ رہے تھے۔ ان کی قبریں قتل کر دی گئی ہیں۔ زمانے نے آنکھیں پھیر لی ہیں۔ اور اس کا شیشہ دل حمیت و غیرت سے خالی ہو گیا ہے۔) (ملخصاً کتاب ”شب جائے من بودم“)

مزارات و عمارات۔ کے مسئلہ پر نجدیوں و ہابیوں کے وکیل اور ان کے گھر کے بھیدی کی نظم و نثر ان کے دو غلہ پن اور ”بدعت افروز عمارات“ و جدت پسندی کی تاریخی دستاویز اہل انصاف کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔ اور نجدیوں و ہابیوں کے لئے باعث عبرت و ندامت۔ اگر کچھ حیا ہو۔ ورنہ کچھ بھی نہیں۔

وہابیت سے قادیانیت تک۔ وہابی کی ”حدیث فہمی و عمل بالجہد یث کا ہولناک مظاہرہ“ مولوی غلام رسول (راجمحلی والے) مسجد برنے والی میں امام تھے اور مشہور واعظ تھے اور آخر میں قادیانی ہو گئے تھے مولانا عمر دین صاحب نے ان سے پوچھا کہ مولوی صاحب آپ قادیانی کس طرح ہو گئے؟ انہوں نے کہا کہ ایک روز رات کو میں مسجد میں سویا ہوا تھا۔ کہ خواب میں مجھے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دکھائی دیئے۔ آپ نے مجھے کہا کہ ”مرزا غلام احمد قادیانی نبی ہیں۔ اس پر ایمان لے آؤ“۔ صبح بیدار ہوا تو مجھے تشویش ہوئی اور میں نے اسے شیطانی وسوسہ نہیں سمجھا کیونکہ مجھے وہ حدیث یاد تھی کہ شیطان نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا روپ نہیں دھار سکتا۔ بایں ہمہ میں کئی دنوں اسی شش و شش میں رہا۔ کہ مجھے پھر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خواب میں دکھائی دیئے اور آپ کے ساتھ مرزا غلام احمد

تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ یہ مرزا صاحب نبی ہیں۔ ان پر ایمان لے آؤ۔ میں صبح اٹھ کر قادیانی ہو گیا۔ یہ یقین رکھتے ہوئے کہ شیطان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ اختیار نہیں کر سکتا۔“ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۷ اپریل ۱۹۷۸ء)

لمحہ فکر یہ۔ ایسے شیطانی خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر انفر کرنا قادیانی مرزائی بننے کا بہانہ نہیں۔ تو اور کیا ہے اور کسی وہابی کے شیطانی دماغ و شیطانی خواب کے علاوہ کیا کسی بھی مسلمان کو ایسا تصور و خیال ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں یہ احمدیوں و بزرگان دین کی رہنمائی کے بغیر وہابیوں کی ”حدیث نبوی و عمل بالحدیث“ کا ایک نمونہ ہے۔ مزید حوالے کتاب ہذا کے ص ۳۳-۵۰ وغیرہ پر ملاحظہ کریں۔

ماہنامہ ”رضائے مصطفیٰ“ گوجرانوالہ کے وہابیت کش لا جواب متفرق مضامین۔

”الہجدیث“ خاموش کیوں ہیں؟ ”رضائے مصطفیٰ“ میں ہم نے بعنوان ”الہجدیث“ کو ”بچھوڑا تو کہو“۔ نجدی رسائل ”الاعتصام والہجدیث والدعوة“ کو بالخصوص مخاطب کیا تھا۔ اور اس سے قبل شمارہ ربیع الآخر میں بھی بعنوان ”کیا یہی توحید ہے؟“۔ نام نہاد الہجدیثوں کو خوب جھنجھوڑا تھا۔ مگر تعجب ہے۔ کہ دوسروں کے خلاف شرک و بدعت کے دوا پلا سے آسمان سر پر اٹھا لینے والے نجدیوں وہابیوں کی ”رضائے مصطفیٰ“ کے بالمقابل کیفیت کچھ یوں ہو گئی ہے۔ کہ

۔ چناں خفتہ اند گوئی کہ مردہ اند

یعنی وہابی اس طرح سو گئے۔ گویا کہ مرہی گئے ہیں۔ بہر حال گزشتہ لا جواب ہر دو مضامین کے بعد (اور ان سے قبل بارہا ایسے لا جواب مضامین کے علاوہ) آج ہم بعنوان ”الہجدیث“ خاموش کیوں ہیں؟۔ یہ ثابت کرینگے۔ کہ یہ لوگ ”الہجدیث“ نہیں بلکہ تارک حدیث ہیں۔ اور دوسروں پر شرک و بدعت کا کیچڑ اچھالنے والے خود سر تاپا بدعات میں ملوث و مستغرق

ہیں۔ اور ان کا اس کے باوجود ”الہجدیث“ کہلانا سر اسر جھوٹ ہے دھوکہ ہے فراڈ ہے۔

ملاحظہ ہو۔ ۱۰ اکتوبر ۱۹۷۴ء کے ”نوائے وقت“ لاہور میں مرکزی جمعیت الہجدیث فیصل آباد کی طرف سے ہزاروں روپے کے اسراف سے ایک قیمتی اشتہار شائع کرایا گیا ہے۔ جس میں دائیں طرف دائیں منڈے ننگے سر میاں نواز شریف کی تصویر اور بائیں طرف ”قائد الہجدیث“ پروفیسر ساجد میر کی تصویر دی گئی ہے اور گیارہ۔ اکتوبر کی پہیہ جام ہڑتال کو کامیاب بنا کر اپنا قومی وطنی اور دینی فریضہ ادا کریں۔“ کی اپیل کی گئی ہے۔ جبکہ ”قائد تنظیم الہجدیث“ حافظ عبدالقادر روپڑی کا یہ فتویٰ شائع ہوا ہے۔ کہ ”جو شخص گیارہ اکتوبر کو عورت کی حکمرانی کے خلاف جدوجہد میں حصہ نہیں لے گا۔ وہ مسلمان نہیں ہوگا۔ اسلئے تمام مسلمانوں کو ۱۱ اکتوبر کو غیر شرعی حکومت کے خلاف پہیہ جام ہڑتال میں حصہ لینا ضروری ہے۔“ (روزنامہ جنگ لاہور ۱۱ اکتوبر ۱۹۹۴ء)

علاوہ ازیں۔ ۱۸ اکتوبر ۱۹۷۴ء کے ”نوائے وقت“ نواز شریف کے اسلام آباد کنونشن کی ایک تصویر شائع ہوئی ہے۔ جس میں اول نمبر نواز شریف اور آخری نمبر ساجد میر اور نواز شریف کے بعد اور ساجد میر سے پہلے ننگے منہ ننگے سر عابدہ حسین اور بیگم نسیم والی خاں کو خطاب کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ ہے کوئی الہجدیث۔ نام نہاد ”الہجدیثوں“ کے ترجمان ہفت روزہ ”الہجدیث والاعتصام و تنظیم الہجدیث والدعوة“ وغیرہ سمیت ہے کوئی الہجدیث جو ”رضائے مصطفیٰ“ کے دلائل و حوالہ جات کی تعلیل کر سکے۔ اور مذکورہ حوالہ جات کی روشنی میں نمبر وار یہ جواب دے سکے۔ کہ ۵ حرمت تصویر کی صورت احادیث کثیر کے بالمقابل ”مرکزی جمعیت الہجدیث کا نواز شریف و ساجد میر کی تصویر پر مشتمل مسرفانہ اشتہار کی اشاعت اور دائیں منڈے لیڈر کو اپنے دائیں والے قائد ”ساجد میر پر ترجیح دیکر دائیں منڈے کی تصویر کو دائیں طرف اور دائیں والے کی تصویر بائیں طرف دکھانا عامل بالہجدیث

ہونے کی دلیل ہے یا تارک حدیث و بدعتی ہونے کی دلیل؟ O چاند کی گیارہ تاریخ کو گیارہویں شریف منانے کو بدعت و ناجائز قرار دینا اور گیارہ اکتوبر منانے اور گیارہ کی ہڑتال کو دینی فریضہ قرار دینا کوئی حدیث و شرعی دلیل کے تحت ہے۔ بالخصوص روپڑی صاحب کا گیارہ اکتوبر کی ہڑتال کو ضروری قرار دینا اور گیارہ کی جدوجہد میں حصہ نہ لینے والوں پر مسلمان نہیں ہوگا۔ کا فتویٰ لگانا کس حدیث و دلیل کی روشنی میں ہے۔ اور اگر حدیث و دلیل کوئی نہیں۔ بلکہ یہ فوٹو بازی ہڑتال بازی وغیرہ معمولات صریح طور پر خلاف حدیث و شریعت ہیں۔ تو پھر یہ لوگ دوسروں کی بجائے اپنے گریبان میں کیوں نہیں جھانکتے۔

”الہمدیثوں“ کی خوبصورت بدعات

اس وقت حلقہ ۱۴ پی پی (قصور) کا ایک خوبصورت انتخابی قیامی و ہابی اشتہار ہمارے سامنے ہے۔ جس میں ”نفاذ قرآن و سنت کے علمبردار۔ مسلم لیگ کے امیدوار“ حافظ زبیر احمد ظہیر کے لئے ووٹ کی ترغیب دی گئی ہے O اشتہار کے شروع میں آیہ مبارکہ نصر من اللہ و فتح قریب۔ تو لکھی گئی ہے۔ لیکن بحکم حدیث بسم اللہ نہیں لکھی گئی۔ تصاویر: آیت قرآنی کے نیچے۔ دائیں طرف نواز شریف بائیں طرف آنجنابی احسان الہی ظہیر اور درمیان میں مولوی زبیر احمد و ہابی کی تصویر ہے۔ جبکہ نواز شریف کی دائیں طرف صاف احسان الہی کی دائیں کتری ہوئی۔ اور مولوی زبیر کے سر پر عمامہ کی بجائے ٹوپی ہے۔ اور اسی پر بس نہیں۔ بلکہ و ہابی امیدوار کے انتخابی نشان شیر کی بھی تصویر شائع کی گئی ہے۔ یعنی۔ پورا اشتہار و ہابی بدعات پر مشتمل اور ”الہمدیثوں“ کی خوبصورت بدعات کا یادگار مجموعہ ہے۔ جو و ہابی مذہب اور نجدی دھرم کی دورگئی و تارک حدیث ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ بد مزاجی:۔ وستم ظریفی کی انتہا ہے۔ میلاد مصطفیٰ (علیہ التحیۃ و الثناء) عرس اولیاء (علیہم

الرحمۃ) اور دعا بعد جنازہ و ختم شریف جیسے امور خیر و معمولات اہلسنت کو بدعت و ناجائز قرار دینے والوں کا کوئی مولوی کوئی شیخ الحدیث و کوئی رسالہ ایسا نہیں جو ان صریح بدعات پر کلمہ حق بلند کرے۔ گویا کہ سب و ہابی مولوی خفتہ یا مردہ یا ”شیطان اخرس“ ہونے کا نمونہ پیش کر رہے ہیں۔ جبکہ خود مولوی زبیر امیدوار کو ”نفاذ قرآن و سنت“ کا علمبردار لکھا گیا ہے۔ حالانکہ جو مولوی اسمبلی کی ایک سیٹ و چند ووٹوں کیلئے قرآن و سنت کی مخالفت پر عمل پیرا ہے۔ وہ ملک میں نفاذ قرآن و سنت کا علمبردار کیسے ہو سکتا ہے؟ چیخ:۔ یہ کوئی نجدی و ہابی ”الہمدیث“ نجدی ملاں جو زندہ و مردہ ”ظہیر“ کی ان بدعات و تصاویر کو قرآن و سنت کی روشنی میں جائز ثابت کرے یا ان خوبصورت بدعات کا ایکشن لے۔ جبکہ و ہابی اصول کی روشنی میں سرجہ جمہوریت۔ ایکشن۔ اور امیدواری وغیرہ بجائے خود بدعات در بدعات ہیں۔

بلکہ:۔ علماؤ ”الہمدیث“ کے نزدیک یہ جمہوریت ہی کفر ہے۔ جس کے تحت مولوی زبیر احمد اور دیگر و ہابی مولویوں نے انتخابات میں حصہ لیا ہے۔ اور نواز شریف کی حمایت و امداد کی ہے۔ چنانچہ مولوی محمد ایوب تو حیدری نے ”جمہوریت کفر بھی ہے اور شرک بھی ہے“ کے موضوع پر باقاعدہ پمفلٹ شائع کیا ہے O جبکہ ”متحدہ جمعیت الہمدیث کے مرکزی رہنما پروفیسر حافظ مہر سعید اور پروفیسر ظفر انبال نے ایک مشترکہ بیان میں شائع ہونے والی اس خبر کی مذمت کی ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ مولانا معین الدین لکھوی حافظ محمد عظیمی میر محمد امیر متحدہ جمعیت الہمدیث نے آئندہ انتخابات کی تیاریوں کے لئے جمعیت کا اجلاس طلب کیا ہے۔ O انہوں نے کہا کہ ”متحدہ جمعیت الہمدیث“ کا یہ عقیدہ ہے کہ جمہوریت کفر ہے لہذا ”متحدہ جمعیت الہمدیث“ کافروں کے انتخابات کی تیاری نہیں کر سکتی ہے۔ اور چونکہ انہوں نے جمہوری نظام کی حمایت کی ہے وہ انہیں اب اپنا امیر تسلیم نہیں کرتے

”جس پر تبصرہ کرتے ہوئے روزنامہ ”پاکستان“ لاہور ۲۶ جولائی ۹۳ کے ”بلا ناغہ“ کے کالم نویس نے لکھا ہے۔ کہ ”ہمارے دوست ان مرکزی رہنماؤں کو چاہئے۔ کہ مولانا لکھنوی اور ان کے دیگر ہم سفروں کے مسلمان ہونے کے بارے میں بھی اپنے قیمتی خیالات کا اظہار کھل کر کریں اور اگر خدا نخواستہ وہ ان حضرات کو ان کی مسینہ کافرانہ سرگرمیوں کی بنا پر مسلمان نہیں سمجھتے تو اس ضمن میں باقاعدہ فتویٰ جاری کرنے میں بھی کوئی منہ اکتھ نہیں۔ اور اگر یہ فتویٰ صادر ہو جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ بھی ہوگا کہ خدا نہ کرے ان حضرات کے نکاح بھی ٹوٹ گئے ہوں۔“ والدہ اعلم بالصواب۔“ یہ ہے۔ وہابی مذہب کا گورکھ دھندا اور نجدی دھرم کا تول فعل اور ان کا بدعت و شرک کا منافقانہ معیار۔ سنیو ہوشیار۔ خبردار

(”الاعتصام“ سے جواب طلبی)

”الہجدیثوں“ کی خوبصورت بدعات

”رضائے مصطفیٰ“ کے گذشتہ شمارہ میں بعنوان بالا نام نہاد ”الہجدیثوں“ غیر مقلد وہابیوں کے دوہرے کردار اور ان کی منافقانہ پالیسی کا انکشاف کیا گیا تھا۔ کہ کس طرح یہ ظالم لوگ اہلسنت و جماعت کو ان کے معمولات خیر پر شرک و بدعت کا نشانہ بناتے ہیں۔ مگر خود وہ ہر قسم کی بدعت و کفر کا ارتکاب کریں۔ تارک حدیث ہو کر سینہ زوری سے الہجدیث کہنا لگیں۔ کوئی انہیں پوچھنے والا نہیں۔ یعنی

۔ یہ جو بھی کریں بدعت و ایجاب روا ہے

اور ہم جو کریں محفل میلاد برا ہے

وہابیہ نجدیہ کا یہ خود ساختہ معیار شریعت سے مذاق اور شان رسالت سے عداوت و مخالفت برائے مخالف نہیں تو اور کیا ہے؟

۔ شرم ان کو مگر نہیں آتی

آئیے۔ آج ان کی من مانی و تارک حدیث ہونے کے متعلق ایک اور خوفناک انکشاف ملاحظہ فرمائیے۔ اور ان کے نام نہاد ”الہجدیث“ ہونے کا ماتم کیجئے۔ ایک طرف۔ تو آج کل غیر مقلدین بطور ”کریڈٹ“ اس بات کا پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ کہ ہم عورت کی سیاست و قیادت کے خلاف ہیں۔ اور اسی کے سد باب کے لئے ہم نے ایکشن میں نواز شریف گروپ سے تعاون کیا۔ چہ جائیکہ اس سلسلہ میں نواز شریف کا اپنا شرعی کردار کیا ہے۔ مگر دوسری طرف۔ ان نجدیوں وہابیوں کے حیا سوز غلیظ کردار کا ”نوائے ہمت“ لاہور ۱۳۔ نومبر کی اس تصویر سے اندازہ لگائیے۔ جس میں مقررین کی قطار میں نمبر اول ایک ننگے منہ نیم برہندہ سر عورت کو دکھایا گیا ہے۔ جبکہ تیسرے نمبر پر کوئی بڑی لمبی سفید داڑھی والا وہابی مولوی ہے اور تصویر کے نیچے لکھا ہے۔ مرکزی ”جمعیت الہجدیث اور الہجدیث یوتھ فورس“ کی جانب سے دیئے گئے عصر از سے رکن قومی اسمبلی تہمدہ دولتانہ... اور دیگر مقررین خطاب کر رہے ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ کیا اب بھی اس بات میں کوئی شک ہے۔ کہ یہ وہابی ”الہجدیث“ نہیں۔ بلکہ تارک حدیث ہیں۔ اور ان کا عمل بالہجدیث کا دعویٰ سراسر جھوٹ۔ دھوکہ اور فراڈ ہے۔ ”الاعتصام“ بھی۔ نام نہاد جماعت الہجدیث کے ترجمان ہفت روزہ ”الاعتصام“ کے حافظ صلاح الدین یوسف نے بھی ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے۔ کہ غلام حیدر وائیں کے قتل کے بعد ان کی بیوہ مجیدہ وائیں جسے مسلم لیگ نے نکلت دیا ہے (مجیدہ وائیں کو ووٹ دینا مرد (نواز شریف) کو ووٹ دینا ہے۔ اور پیپلز پارٹی کے مرد کو ووٹ دینا عورت (بے نظیر) کو ووٹ دینا ہے۔ اسلئے مسلم لیگ کے (باکی) امیدوار کو ہی ووٹ دینا صحیح ہے۔ امید ہے۔ یہ فعل اجر و ثواب کا مستحق قرار پائے گا۔ (الاعتصام ۱۴۔ نومبر) جبکہ اسی ”الاعتصام“ کے ادارہ میں لکھا ہے۔ کہ ”اب تو

حدیث مبارکہ عام ہو چکی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ جس قوم نے اپنے امور (سلطنت) عورت کے سپرد کر دیئے۔ وہ فلاح نہیں پائے گی۔
 O جو مولوی اسلامی صفوں سے بوجہ نکل کر... عورت کو سیاست کے میدان میں قائم رکھنے کیلئے ایسی ایسی تاویلیں گھڑ رہے ہیں۔ O... ان برخود غلط مولویوں میں اتنی جرات پیدا ہو چکی ہے۔ کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدا نخواستہ تکذیب پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ ماڈل گرل۔ اسمبلیوں میں جانے والی خواتین سوائے ماڈل گرل کا کردار ادا کرنے کے اور کوئی مصرف نہیں رکھتیں۔... جو بھڑکتے ہوئے میک اپ اور پھڑکتے ہوئے لباسوں کی نمائش کیلئے اسمبلی ہال میں تشریف فرما ہوتی ہیں... سوائے اس کے۔ کہ وہ مردوں کے لئے کچھ مزید ضیافت طبع کا سامان فراہم کریں۔ (الاعتصام ۱۳ نومبر ۹۳ء)

ملاحظہ فرمائیے۔ کہ ”الاجندہ یث کہلانے اور عمل بالحدیث کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کی یہ کیسی حماقت اور حواس باختگی ہے۔ کہ الاعتصام کے ایک ہی شمارہ کے ادارہ میں ایک طرف تو حدیث پاک کے تحت O عورت کو امور سلطنت سپرد کرنے کو عدم فلاح قرار دیا جا رہا ہے O اور اس کے بالمقابل تاویلیں گھڑنے اور عورت کو میدان سیاست میں قائم رکھنے والے برخود غلط مولویوں کے متعلق کہا جا رہا ہے۔ کہ وہ خدا نخواستہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں مگر دوسری طرف۔ خود اسی رسالہ سے متعلق مولوی صلاح الدین یوسف ویسی ہی تاویل کر کے مجیدہ دائیں کو ووٹ دیئے۔ عورت کو میدان سیاست میں قائم رکھنے اور امور سلطنت سپرد کرنے کے نہ صرف جواز کا فتویٰ دے رہا ہے۔ بلکہ اسے اجر و ثواب کا مستحق قرار دے رہا ہے۔ ایک طرف۔ تو الاعتصام اسمبلی میں جانے والی عورتوں کو ماڈل گرل نمائش و شمع محفل اور مردوں کیلئے ”ضیافت طبع“ قرار دے رہا ہے۔ مگر دوسری طرف اسی رسالہ کا مولوی عورتوں کو ووٹ دینے اسمبلی میں بھیجنے اور

شمع محفل و ماڈل گرل بنانے کا فتویٰ دے رہا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اسے کہتے ہیں۔ درنگو را حافظہ نباشد اور ع خدا جب دین لیتا ہے حماقت آبی جاتی ہے۔
 نجد نگر۔ کی کیسی اندھیر گھری ہے۔ کہ سواد اعظم کے معمولات خیر کو شرک و بدعت قرار دینے اور فقہاء عظام کے اجتہادات کو نشانہ تنقید بنانے والے O کہیں تہمینہ دولتانہ کو رکن اسمبلی منتخب ہونے پر بال تصویر دعوت عصرانہ دے رہے ہیں۔ O اور کہیں خود صحیح و صریح و مشہور حدیث شریف نقل کر کے اس نص کے بالمقابل اپنے شیطانی ”قیاس“ کے تحت مجیدہ دائیں کو اس احمقانہ تاویل کے ساتھ اسمبلی میں بھجوانے کیلئے راہ ہموار کر رہے ہیں۔ کہ عورت کو ووٹ دینا مرد و ووٹ دینا ہے اور پھر نص حدیث کے مقابل اپنی تاویل فاسدہ پر اجر و ثواب کی بشارت بھی دے رہے ہیں۔ مذکورہ۔ صورت حال کی روشنی میں جمعیت المجاہدین والاعتصام حدیث کے مطابق اپنا ”الاجندہ یث“ ہونا ثابت کریں ورنہ...

رونامہ ”جنگ“ لاہور۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۹۳ء کی اشاعت میں ایک تصویر شائع ہوئی ہے۔ جس میں بڑی بڑی داڑھی والوں کے جھرمٹ میں ایک ننگے منہ نیم برہنہ سر عورت کو خطاب کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ اور تصویر کے نیچے لکھا ہے۔ ”جمعیت المجاہدین“ کے ”رہنما“ حافظہ اور یس ضیا اسد اللہ تہمینہ دولتانہ ایم این اے... المجاہدین یث تو تھ فورس و ہاڑی کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ سے خطاب کر رہے ہیں۔

مذکورہ تصویر و خبر۔ سے نام نہاد ”الاجندہ یثوں“ کے کردار کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے O یہ نام نہاد ”الاجندہ یث“ نجدی وہابی وہ لوگ ہیں۔ جو خود کو بڑا پار سادہ پاکدامن اور ہر بات میں ”اہل حدیث و عامل حدیث“ ظاہر کرتے ہیں۔ تقریری و تحریری طور پر اولیاء کرام و بزرگان دین کی کردار کشی کرتے ہیں۔ ان کی کرامات و ملفوظات اور عقیدہ مندوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اور اہلسنت و جماعت کو مشرک اور بدعتی جہنمی ثابت کرنے کیلئے ”بال ن

کھال اتارتے اور تحریف فی القرآن کا ارتکاب کرتے ہیں۔ مگر گریبان میں منہ ڈالنا۔ تو درکنار خود کھلم کھلا بدعات کا ارتکاب و حدیث و شریعت کی بغاوت کرتے ہوئے۔ ذرا نہیں شرماتے۔ جیسا کہ حاجی حق حق نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ

تم جو بھی کرو بدعت و ایجاد رد ہے

اور ہم جو کریں محفل میلاد بُرا ہے ؟

تف ہے۔ ایسی کذب بیانی بے ایمانی و بدیانتی پر۔ مذکورہ تصویر و خبر۔ ہی کو دیکھ لیں۔

کہ ”جمعیت اہلحدیث و اہلحدیث پوتھ فورس“ کے ”رہنما“ سیاہ و سفید دائرہ والے ”اہلحدیثوں“ نے تہمنہ دولتانہ کے اعزاز میں استقبال دے کر اور اپنے مخلوط اسٹیج پر تہمنہ کا

خطاب کرا کے کھلم کھلا کتنی بدعات کا ارتکاب اور حدیث و شریعت سے بغاوت کا مظاہرہ کیا ہے۔ ؟ عورت کی بے پردگی کی بدعت ؟ عورت کی تقریر و خطاب کی بدعت (جبکہ اسکی

بلند آواز کا بھی پردہ ہے) عورت کو شمع محفل بنانے اور دعوت نظارہ دینے کی بدعت ؟ مرد و زن کے مخلوط اجتماع و مخلوط اسٹیج کی بدعت ؟ اور ان سب بدعات پر مستزاد فوٹو بازی و

اخباری اشاعت۔

(رسالہ ”الدعوة“۔ الاعتصام ”اہلحدیث“ سے جواب طلبی)

”اہلحدیثو“۔ کچھ تو کہو

منکرین میلاد و دشمنان شان رسالت۔ جو بات بات پر اور بالخصوص جشن میلاد النبی کے خلاف شرک و بدعت کے خود ساختہ فتووں سے آسمان سر پر اٹھالیتے ہیں ان کی مدوح و مرجع نجدی سعودی حکومت کے یوم قیام و ”یوم پیدائش“ پر ہر سال ۲۳ ستمبر کو ”عید الوطنی“ اور قومی دن منایا جاتا ہے۔ چنانچہ امسال بھی روزنامہ جنگ لاہور (۲۵ ستمبر ۹۳ء) میں یہ مضمون شائع ہوا ہے۔ کہ ”۲۳ ستمبر کا دن سعودی تاریخ میں انتہائی ممتاز نمایاں اور روشن ترین دن ہے۔ اس دن ۲۳ ستمبر ۱۹۳۲ء کو سعودی مملکت معرض وجود میں آئی۔۔۔۔۔ آج سعودی عوام اپنا عوامی دن منارہے ہیں۔

اللہ اکبر۔ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منانا بدعت و ناجائز اور خود ساختہ حکومت کا خود ساختہ قومی دن ”عید الوطنی“ منانا جائز و تقاضائے توحید ۱۴۰ رجب الاول منانا بدعت و ناجائز اور ۲۳ ستمبر منانا توحید و سنت کے عین مطابق ۲۳ ستمبر انتہائی ممتاز نمایاں اور روشن ترین دن اور ۱۲ رجب الاول گویا۔

دشمنوں کو ہے ”محرم“ عید میلاد رسول (یا عید رسالت)

بہر حال اس صورت حال پر نجدیو

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

کے علاوہ سوا اس کے اور کیا کہا جائے۔ کہ میلاد مصطفیٰ کے منکر و۔

وہابیو۔ جب سر محشر وہ پوچھیں گے بلا کر سامنے

کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

انقلابات زمانہ۔ انقلابات زمانہ کے تحت دنیاوی مادی سیاسی حکومتی کایابلٹ تو ہوتی

ہی رہتی ہے۔ مگر یہ عجیب اندھیرا ہے۔ کہ نجدیوں کی مذہبی دنیا میں انقلاب برپا ہے۔ قدم پھونک پھونک کر چلنے اور امور خیر تک پر شرک و بدعت کے فتوے لگانے والوں کی اعتقادی دنیا زیروزبر ہو رہی ہے۔ مگر انہیں اپنا سب کچھ لٹ جانے کا احساس و شعور ہی نہیں۔

○ جو لوگ جشن میلاد مصطفیٰ کے جلسہ و جلوس و چراغاں پر بیخ پا ہو جاتے ہیں۔ نواز شریف کے جلسہ و جلوس و اسراف و ہڑتال ضیاع چراغاں و آتش بازی اور فٹو بازی اور تالیوں کا شور سننے کے باوجود ”الہمدیث“ کہلانے والے ”گو نگے شیطان“ کا کردار ادا کر رہے ہیں۔

○ سیالکوٹ کے ایک غلوں جلسہ میں ایک عورت بھی چادر و چادر یواری کا تقدس پامال کر کے ساجد میر کے ساتھ رونق محفل اور مقررین کی صف میں کھڑی ہے۔ مگر شرک و بدعت فروش ساجد میر، نواز شریف کی خوشنودی کے لئے ایک خاموش تماشا کی کارکردار ادا کر رہے ہیں۔

اور کوئی ”الہمدیث“ اس پر چپیں بچیں اور ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ مقررہ یوم وقت پر ختم دعا اور دعا بعد جنازہ کو بدعت قرار دینے والے نواز شریف کی قیادت میں ”اجتماعی یوم دعا“ منا رہے ہیں۔ اور کوئی وہابی اس ہیئت و کیفیت کے ساتھ یوم دعا منانے کا ثبوت طلب نہیں کرتا۔

اور تو اور۔ نواز شریف صاحب ۱۱ ستمبر کو یوم قائد اعظم مناتے ہوئے مزار قائد اعظم سے مزار داتا گنج بخش تک شدہ رحال کیا۔ اور دونوں جگہ مع کاروان نجات اول و آخر حاضری دی اور دعا مانگی۔ مگر دوسروں پر فتویٰ بازی کرنے والے وہابیوں نے نواز شریف پر کوئی فتویٰ نہیں۔ داغا۔ کیونکہ انہیں نواز شریف کے ”وسیلہ“ سے متوقع اقتدار کے نشہ میں قبر پرستی جلوس و چراغاں اور عذر حال وغیرہ کے سب فتوے بھول چکے ہیں۔ تمہیں پہچانتا ہوں نجدی ”انڈو“۔ بظاہر صاف اور اندر سے گندے مکہ مکرمہ میں ”عید الوطنی“۔

”سعودی عرب کا قومی دن ۲۳ ستمبر یہاں روایتی انداز سے منایا گیا۔“ پاکستانی کمیونٹی

بھی سعودی عوام کی عید الوطنی میں گرمجوشی اور مسرت و شادمانی سے شریک ہوئی۔ سعودی عرب کے مختلف شہروں میں بھی اجلاس و پروگرام ہوئے۔ اور سعودی حکومت و عوام کو مبارکباد دی گئی۔

(روزنامہ تحفہ گوجرانوالہ، لاہور ۲۳ ستمبر ۹۳ء)

تم جو بھی کرو بدعت و ایجاد روا ہے۔۔۔۔۔ اور ہم جو کریں محفل میلاد برا ہے؟

کتاب ”ندائے یا محمد“ (جھوٹ جہالت اور شرک کا ملغوبہ)

(رسالہ ”الاعتصام۔ الہمدیث و تنظیم الہمدیث“ سچے ہیں تو اس کا نوٹس لیں۔)

حال ہی میں نجدی مولوی عبدالغفور اثری کی کتاب ”ندائے یا محمد“ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الہمدیث یوتھ فورس سیالکوٹ کی طرف سے شائع کی گئی ہے۔ جس کی وہابی رسائل (الاعتصام و الہمدیث تنظیم اہل حدیث وغیرہ) میں بطور خاص بار بار تشہیر کی گئی ہے۔ اس کتاب میں اہلسنت کو بطور نشانہ بنا کر بڑی بدزبانی و ناجائز فتویٰ بازی کی گئی ہے۔ حالانکہ کتاب کا جو موضوع ہے۔ وہ کوئی خاص نیا مسئلہ اور نئی تحقیق نہیں ہے۔ علماء اہلسنت پہلے سے بیان فرماتے آئے ہیں۔ کہ عامیانہ انداز میں ذاتی نام مبارک کیساتھ یا محمد نہیں کہنا چاہیے۔ بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہنا چاہیے۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور خود اثری صاحب نے بھی علماء اہلسنت کی اس تحقیق و فتویٰ کا اعتراف و ذکر ہے۔ اس کے باوجود اہل سنت کے خلاف اتنی بدزبانی و وریدہ دہنی کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ مگر جن نجدیوں کے دلوں میں بغض و خست بھرا پڑا ہے۔ وہ اس کے اظہار سے باز کیسے رہ سکتے ہیں۔ کُلُّ انْصَاءٍ يَنْشُرُ شَحْبًا بِمَا فِيهِ۔

مولوی اثری۔ اور وہابی رسائل نے کتاب مذکور کی اس انداز سے تشہیر کی ہے۔ کہ گویا

اثری صاحب نے کوئی بڑا تیر مارا ہے۔ یا کوئی چوٹی سر کر لی ہے۔ حالانکہ یہ کتاب خوب وہابیوں کے گٹھے میں کانٹوں کا بار بن گئی ہے۔ جس سے چٹکارا پانا ان کے بس کی بات نہیں۔

پہلی بات۔ تو مولوی اثری کا شرکیہ دعویٰ ہے۔ جس میں اس نے اپنے علم غیب و حاضر و ناظر ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ نجدی وہابی اکابر اسافر خود رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا دور و نزدیک سے سننا اور عالم مَاسْکَانَ وَمَا یُکُون ہونا بہت بڑا شرک گردانتے ہیں۔ چہ جائیکہ مولوی عبدالغفور اثری ایسا دعویٰ کرے۔ مگر نجدیوں کا ایک یہ اصول نامعقول بھی ہے۔ کہ جو چیز دوسروں کے لئے ناجائز و بدعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ماننا شرک ہے۔ اپنے لئے اسے جائز و روا جانتے ہیں۔ جس کی بہت بڑی اور تازہ مثال مولوی اثری کی یہ کتاب ہے۔ لیکن مولوی اثری اور دوسرے وہابی مولویوں نے مولوی اثری کو شرک گرداننے کی بجائے الٹا اسکی شرکیہ کتاب کا ڈھنڈورا پیٹنا شروع کر دیا ہے۔ اور اتنے بڑے شرک کو شیر زوجہ کی طرح ہضم کر لیا ہے۔ جیسا کہ ”رضائے مصطفیٰ“ کے گزشتہ شمارہ میں وہابیوں کے اپنی بیویوں کے دودھ پینے کا مدلل بیان ہوا تھا (ولاحول ولا قوۃ الا باللہ)

تفصیل۔ اسکی یوں ہے۔ کہ کتاب ”ندائے یاحمد“ کے مؤلف مولوی اثری نے بڑے گھمنڈ میں آکر اپنے مخالفین کے متعلق یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ

دور ہوں لیکن جتا سکتا ہوں ان کی بزم میں

کیا ہوا۔ کیا ہورہا ہے اور کیا ہونے کو ہے۔ (ندائے یاحمد ص ۱۱۹)

غور فرمائیے۔ کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے متعلق یہ ”تقدیۃ الایمانی“ عقیدہء باطل رکھنے والے مولوی نے (کہ ”رسول کو غیب کی کیا خبر۔ نبی کو تو کل کا اور دیوار

کے پیچھے کا بھی علم نہیں) اپنے لئے کتنا بڑا شرکیہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ ”دور ہونے کے باوجود جتا سکتا ہوں کہ ان کے بزم اور مکان و شہر میں“

○ کیا ہوا۔ (ماضی و ماکان کا علم و رویت)

○ کیا ہورہا ہے۔ (حال کا علم و رویت)

○ کیا ہونے کو ہے (ما یکون مستقبل کا علم غیب و رویت و دور سے دیکھنا اور دور ہونے کے باوجود ان امور کا بتلانا۔)

چیلنج۔ دنیائے وہابیت کو ہمارا چیلنج ہے۔ کہ وہ بتائیں کیا مولوی اثری کا شعر مذکور اور اس کا دعویٰ شرک ہے۔ یا نہیں۔ اگر نہیں تو نام نہاد علماء ”الہمدیث“ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق بھی اعلان کریں کہ ﴿آپ کو ماضی و مآکان کا علم و رویت ہے۔﴾ آپ کو دور کے مقامات کا علم و رویت ہے۔ ﴿آپ کو کل کا مستقبل و مآ یکون کا بھی علم ہے۔﴾ یعنی آپ عالم مآکان و مآ یکون ہیں۔ اور آپ دور دراز مقامات و معاملات کو دیکھ رہے ہیں۔ اور سب کے احوال بتا سکتے ہیں۔ اور اگر یہ شرک ہے تو پھر مولوی اثری کا دعویٰ بدرجہ اولیٰ شرک ہونا چاہیے۔ اور ”علماء الہمدیث“ کو مولوی اثری کو شرک قرار دیکر جماعت سے نکال دینا چاہیے۔ ہے ناپتے کی بات۔

مولوی اثری۔ نے مذکورہ شرکیہ دعویٰ کے علاوہ ایک اور بڑا احمقانہ اور جاہلانہ مظاہرہ کیا ہے۔ کہ مولانا ابو محمد عبدالحق صاحب تفسیر حقانی کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی قرار دے دیا ہے۔ اور دونوں شخصیتوں کو اس طرح یکجا کر دیا ہے۔ مولانا ابو محمد شیخ عبدالحق حقانی محدث دہلوی التوتنی چودہویں صدی حالانکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی (چودہویں صدی) اور ہیں۔ اور مولانا ابو محمد عبدالحق حقانی اور ہیں۔ مگر مولوی اثری نے اپنی جہالت و حماقت کے تحت خلط ملط کر کے شخصیتوں کو ایک بنا دیا ہے۔

اس سادگی پر کون نہ مر جائے اے خدا

لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

شیخ عبدالحق محدث دہلوی - حضرت مجدد الف ثانی (رحمۃ اللہ علیہما) کے ہمدرد

گیارہویں صدی کی عظیم المرتبت شخصیت ہیں۔ آپ ابو محمد نہیں بلکہ ابوالمجد عبدالحق بن

سیف الدین ہیں۔ آپ بطور مفسر نہیں بلکہ بطور محدث مشہور ہیں۔ بلکہ لفظ محدث آپ کے

نام کا جزو بن چکا ہے۔ اور آپ عربی (میں) ”لمعات“ اور فارسی میں ”اشعۃ اللمعات“

شرع مشکوٰۃ جیسی شہرہ آفاق کتب کے زندہ جاوید مصنف ہیں۔ جبکہ مولانا ابو محمد عبدالحق

حقانی اوائل چودھویں صدی کی شخصیت ہیں۔ آپ بطور محدث دہلوی مشہور نہیں۔ بلکہ تفسیر

حقانی کے مصنف و مفسر ہیں۔ آپ عبدالحق بن سیف الدین نہیں بلکہ عبدالحق بن محمد امیر ہیں۔

آپ کی زبان اور تفسیر اردو میں ہے۔ اور عربی فارسی میں آپ کی کوئی مشہور کتاب نہیں۔ جبکہ شیخ

عبدالحق محدث دہلوی کی تمام تصانیف عربی فارسی زبان میں ہیں۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

اس تفصیل - سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہابی مولوی اثری کس قدر جاہل احق بے خبر

اور نامعتبر وغیر ذمہ دار شخص ہے۔ جو نام نہاد ”الہمدیث“ کہلانے کے باوجود امام المحدثین

شیخ عبدالحق محدث جلیل القدر شہرہ آفاق بزرگ علمی شخصیت سے بھی متعارف نہیں اور

اپنی اسی جہالت کے باعث اس نے دو شخصیتوں کی ایک شخصیت بنا دی ہے۔ اور ان کی

کنیت و ولدیت تک تبدیل کر دی ہے۔ شاید ایسے مواقع پر کہا گیا ہے کہ

زمین کیا آسمان بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے

غضب ہے ”سطر قرآن“ کو چلیا کر دیا تو نے

لطیفہ - مولوی اثری اپنی ترنگ میں اتنا بڑا مشرکانہ دعویٰ کر دیا۔ کہ

ان کی بزم دور ہوں لیکن بتا سکتا ہوں

کیا ہوا۔ کیا ہو رہا ہے اور کیا ہونے کو ہے

لیکن جہالت و بے خبری کا یہ عالم ہے کہ پتہ اتنا بھی نہیں۔ کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کون

ہیں اور مولانا عبدالحق ”مفسر“ دہلوی کون ہیں۔ ایک ہی شخصیت ہیں یا ہفتاوت بسیار الگ

الگ دو شخصیتیں۔

۔ اتنی عقل کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے

دے آدمی کو موت پر یہ بداداندہ دے

موحدین کا تصادم - مولوی اثری نے تو ”یا محمد نہ پکارو“ پر سارا زور لگا دیا ہے۔ اور

اسے بڑی گستاخی قرار دیا ہے۔ لیکن ”جماعت الہمدیث“ کے ترجمان نے لکھا ہے کہ ہم

میں سے ہر شخص جانتا ہے کہ طغریٰ یا محمد لڑکا نے والوں میں سے کسی کا بھی مقصد اہانت رسول

نہیں۔ بلکہ ہمیں عقیدت و محبت ہی کا جذبہ کار فرما ہے۔“ (ہفتہ روزہ الاعتصام لاہور ۲ دسمبر

۱۹۸۵ء) اسی لئے جب حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) کا پاؤں سو جانے پر کسی نے

کہا اذکراکب الناس الیک جس کے ساتھ آپ کو زیادہ محبت ہے اسے یاد کرو۔ تو آپ نے

فوراً پکارا۔ یا محمد ادا۔ (کتاب ادب المفرد امام بخاری علیہ رحمۃ الہاری)

(اولیاء کرام کی کردار کشی اور اہلسنت کے کینخلاف جارحیت کرنے والوں کے

رد و جواب میں تصویر کا دوسرا رخ)

ساجد میر سچے ہیں تو جواب دیں۔

(رسالہ الہمدیث الاعتصام و تنظیم الہمدیث انصاف کریں)

”رضائے مصطفیٰ“ کے گزشتہ شمارہ میں ہم نے بعنوان ”کتاب ندائے یا محمد“ جھوٹ

جہالت اور شرک کا ملغوبہ الاعتصام والہحدیث و تنظیم الہحدیث سچے ہیں۔ تو ٹولس لیں۔

ہم نے جواب طلبی کی تھی۔ مگر اس کا کوئی جواب نہیں آیا۔ اور بارہا ہم نے دنیا سے وہابیت و دیوبندیت کو اس طرح لاکارا ہے۔ مگر کوئی سامنے نہیں آتا۔ درحقیقت ان لوگوں نے طوطے کی طرح ”شرک و بدعت“ کا لفظ رٹا ہوا ہے۔ اور اہلسنت کے امور خیر کو ناحق اس کا نشانہ بنایا ہوا ہے۔ مگر خود یہ لوگ شرک و بدعت و جہالت میں پوری طرح مستغرق ہیں اور نہ خود گریبان میں منہ ڈالتے ہیں۔ اور نہ ”رضائے مصطفیٰ“ کے لاکار نے پر کوئی ندامت محسوس کرتے ہیں۔

اس وقت۔ ہمارے سامنے روزنامہ ”نوائے وقت“ لاہور ۲۲ اپریل ۹۵ء کا شمارہ ہے۔ جس کے صفحہ اول پر علامہ اقبال کی ۵۷ ویں برسی کے موقع پر یوم اقبال کی تقریب منانے اور انہیں تقاریر کرنیوالوں کی مردوزن پر مشتمل مخلوط تصویر شائع کی گئی ہے۔ جس میں امیر جمعیت ”الہحدیث“ پروفیسر ساجد میر کا نام اور ان کی تصویر بھی نمایاں ہے۔ اس لئے ”رضائے مصطفیٰ“۔ بجا طور پر امیر جمعیت الہحدیث و پوری جمعیت الہحدیث و تمام دنیائے وہابیت سے یہ سوالات کرنے میں حق بجانب ہے۔ کہ اگر یہ نجدی وہابی لوگ اپنے نجدی وہابی اصول میں سچے ہیں تو نمبر وار ہمارے سوالات کا معقول و مدلل جواب دیں۔ ورنہ بریلوی اہل سنت کو شرک و بدعتی کہنا اور خود الہحدیث کہلانا چھوڑ دیں۔ کیونکہ ان کی دو عملی و دو غلط پالیسی سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ ”اہل توحید و الہحدیث“ کہلانے میں جھوٹے اور بذات خود شرک و بدعت میں مبتلا ہیں۔ اور شریعت و فتویٰ ان کی خانہ ساز چیز ہے۔ جس کی کوئی صحیح معقول بنیاد نہیں۔

سوالات۔ ۱۔ سنی وہابی اختلافی مسائل میں دن منانا اور تاریخ و وقت کا تعین کرنا ایک اہم اختلافی مسئلہ ہے۔ سنی اس کے قائل ہیں جبکہ وہابی تعین کے خلاف واسطے بدعت و گمراہی

قرار دیتے ہیں۔ بتایا جائے کہ ۲۱ اپریل کو ۵۷ ویں برسی پر یوم اقبال کی تقریب منانا انہیں شامل ہونا تقریر کرنا بدعت و گمراہی ہے یا نہیں۔ اور امیر الہحدیث ساجد میر مذکورہ تقریب میں شامل ہو کر بدعتی گمراہ اور خارج از الہحدیث ہوئے یا نہیں؟ اگر یوم اقبال منانا جائز ہے اور توحید و سنت کے خلاف نہیں۔ تو یوم میلاد یوم عرس یوم گیارہویں یوم چہلم منانا اور انہیں شامل ہونا بدعت و ناجائز و توحید و سنت کے خلاف کیوں ہے۔ اور یوم اقبال و یوم میلاد وغیرہ منانے نہ منانے میں شرعاً وجہ فرق کیا ہے؟

یادداشت۔ کچھ عرصہ قبل پروفیسر ساجد میر کے شہر سیالکوٹ کے علاقہ میں عرس مبارک کے ایک اشتہار میں منتظمین نے کسی وجہ سے ساجد میر کا نام بھی پروگرام میں لکھ دیا۔ تو ساجد میر صاحب اور ان کی الہحدیث یوتھ فورس کی طرف سے فوراً تردید شائع کی گئی۔ کہ تقریب عرس میں پروفیسر صاحب کا نام ان کی اجازت کے بغیر لکھا گیا ہے۔ چونکہ ان کے مسلک میں عرس منانا بدعت و گمراہی ہے۔ اس لئے وہ تقریب عرس میں شامل نہیں ہوں گے۔ سوال یہ ہے۔ کہ یوم عرس کی ”بدعت“ سے استقدر برات کا اظہار کرنا اور اقبال کی برسی میں شامل ہونا۔ نام لکھوانا تقریر کرنا اور تصویر شائع کرنا انہیں حدیث کے تحت ناجائز و جائز ہے؟ حدیث صحیح و صریح و مرفوع کا حوالہ ضروری ہے۔ کیونکہ تم ”الہحدیث و امیر الہحدیث“ کہلاتے ہو۔ عورتوں کے بے پردگی و ننگے منہ ننگے سر رہنا مردوں کی مخلوط مجالس میں شامل ہونا اور مردوزن کا تصویر کھچوانا اور شائع کرنا شرعاً حرام و گناہ اور موجب لعنت ہے یا نہیں اور ساجد میر اس فتویٰ بازی و مخلوط مجلس میں شامل ہو کر مستحق لعنت اور بدعتی جنمی ہوئے یا نہیں؟ جماعت ”الہحدیث“ کے ترجمان ہفت روزہ ”الاعتصام“ لاہور (۲۸ جولائی ۷۸ء) نے یہ فتویٰ شائع کیا ہے کہ جب کوئی شخص باوجود قدرت انکار و اظہار بیزاری کے گناہ و کچھ ترخی موش رہتا ہے۔ تو وہ گناہ کے مرتکب کے حکم میں ہے۔ ایسا ”شیطان افرس

”(گوٹکا شیطان) برابر کا مجرم ہے۔ بتایا جائے۔ کہ امیر ”جمعیت اہلحدیث“ فوٹو بازی و بے پردگی کی مخلوط مجلس میں برضا و رغبت شامل ہو کر اور خاموش رہ کر بحکم ”الاعتصام“ شیطانِ آخرس کا مصداق ہوئے یا نہیں؟

سابق امیر اہلحدیث۔ وہابیوں کے موجودہ ”امیر جمعیت اہلحدیث“ ساجد میر (جو کہ امیر الوہابیہ مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کے عزیز ہیں۔) کا کردار اور قول و فعل کا تضاد ملاحظہ فرمانے کے بعد سابق امیر ”جمعیت اہلحدیث“ احسان الہی ظہیر کا کردار بھی ملاحظہ کریں۔ اور سنٹیوں کو ناحق مشرک و بدعتی قرار دینے والوں کی بذات خود بدعت و گمراہی کا نظارہ کریں۔^۵ پروفیسر ساجد میر کے علامہ اقبال کے ”یوم وفات“ کی تقریب میں شرکت کی طرح حافظ احسان الہی ظہیر نے بھی قائد اعظم کے ”یوم پیدائش“ کی با تصویر مردوزن پر مشتمل مخلوط تقریب میں شرکت کی۔ اور آپس میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔^۵ یہ (حکومتی) پابندیاں تو انگریز کے دور میں بھی نہ تھیں۔ آج قائد اعظم کی روح مضطرب ہے۔ اور موچی دروازہ کے گرد و پیش میں مضطرب گھوم رہی ہے۔ کہ بندوقیں اور لاٹھیاں میں نے انہوں کے لئے نہیں۔ بیگانوں کیلئے بنائی تھیں۔ یہ کتنے شرم کی بات ہے۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۲۷ دسمبر ۱۹۸۵ء)

یوم وفات۔ کی تقریب میں پروفیسر ساجد میر کی شرکت پر امیر جمعیت اہلحدیث کی جن متعدد بدعات و غیر شرعی قباحتوں کے ارتکاب کی ہم نے نشاندہی کی ہے۔ یوم پیدائش کی مذکورہ تقریب میں شرکت کے باعث بالکل انہی بدعات و غیر شرعی قباحتوں میں وہابیوں کا سابق امیر جمعیت اہلحدیث احسان الہی ظہیر بھی صاف ملوث نظر آ رہا ہے۔ جس سے ضاف ظاہر ہے۔ وہابیوں اور ان کے نام نہاد ”امیروں“ کا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے یوم میلاد و یوم پیدائش اور اولیاء کرام یوم وفات و عرس کی تقریب کو بدعت و ناجائز قرار

دینا کسی شرعی دلیل و اصول پر مبنی نہیں۔ بلکہ محض وہابیوں کی شان رسالت و شان ولایت سے عداوت پر مبنی ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ میلاد و عرس کو تو وہابی شرک و بدعت قرار دیں اور اقبال کے یوم وفات و جناح کے یوم پیدائش پر بلا تکلف بذات خود شریک ہوں۔ حاضر و ناظر بھی۔ سابق ”امیر جمعیت اہلحدیث“ احسان الہی ظہیر نے صرف یوم پیدائش کی مذکورہ تقریب کی بدعات کا ہی ارتکاب نہیں کیا بلکہ مولوی اثری کی طرح اس شرک کا بھی ارتکاب کیا ہے۔ کہ آج قائد اعظم کی روح موچی دروازہ کے گرد و پیش میں مضطرب گھوم رہی ہے۔ (حوالہ مذکورہ)

ظہیر صاحب۔ کے اس مشرکانہ دعویٰ سے ثابت ہوا۔ کہ^۵ وہ قائد اعظم کو مرنے کے بعد بھی زندہ و متصرف و حاضر و ناظر ماننے اور ان کے علم غیب کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ جیسی تو بقول ظہیر قائد اعظم کی روح نے کراچی میں مدفون ہونے کے باوجود بیک وقت کراچی کی طرح موچی کی دروازہ لاہور میں بھی حاضر و جلوہ گر ہو کر زندوں کی طرح چلنا پھرنا اور گھومنا شروع کر دیا۔^۵ بلکہ یہ کلام بھی فرمایا کہ بندوقیں اور لاٹھیاں میں نے انہوں کے لئے نہیں بیگانوں کیلئے بنائی تھیں۔ عرصہ دراز پہلے وفات پانے کے باوجود قائد اعظم کی روح کو کراچی میں اپنی قبر میں حکومت کی پابندیوں کا علم اور اس پر اضطراب بھی ہوا اور انہیں اپنے یوم پیدائش منانے اور موچی دروازہ لاہور میں پروگرام منعقد ہونے کا علم بھی ہو گیا۔^۵ چیلنج ہے تمام دنیا نے وہابیت کو کہ وہ ظہیر صاحب کے مشرکانہ عقیدہ کے باعث انہیں بھی کافر و مشرک قرار دیں۔ اور یا کم از کم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اسطر ح زندہ متصرف و حاضر و ناظر مانیں اور آپ کیلئے بھی علم غیب پر ایمان لائیں اور آپ کی روح مبارک کے اپنے عاشقوں کے پاس جلوہ گری تسلیم کریں۔

نام نہاد ”الدعوة والارشاد“ کے

”مرکز طیبہ“ کی دہشت گردی کے خلاف ”الہدیت“ عالم کا احتجاج
(ماہنامہ ”صراط مستقیم“ سے قاری عبدالحفیظ کے انٹرویو کا اقتباس)

سوال (قاری عبدالحفیظ صاحب)۔ آپ عوامی اجتماعات میں سخت اور نامناسب الفاظ میں ضیاء الحفیظ شہید کے قتل کا ذمہ دار مرکز الدعوة اور اس کی قیادت کو ٹھہراتے رہے ہیں۔ آپ کے پاس کیا ثبوت ہے؟

جواب۔ میں پوری ذمہ داری اور اعتماد کے ساتھ اس سوال کا جواب دے رہا ہوں۔ آپ اگر شائع کر دیں گے تو میں سمجھوں گا۔ آپ میرے دکھ میں شریک ہیں اور میں آپ کے اس دعوے پر یقین بھی کروں گا۔ کہ آپ الہدیت جماعت کے خلاف ہونے والی ہر سازش کو بے نقاب کریں گے۔

سوال۔ قاری صاحب آپ جواب دیں ہماری کوشش ہوگی کہ ہم من و عن شائع کریں۔
جواب۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ ۲۵ اگست ۱۹۹۱ء کو ان لوگوں نے میرے بیٹے ضیاء الحفیظ کو قتل کیا۔ جس جگہ ان لوگوں نے اپنا معسکر بنایا ہے۔ اور جہاں یہ لوگ رہ رہے ہیں۔ وہاں کسی مخالف سے دو بدو جھڑپ کا کوئی خدشہ نہیں۔ دھوکہ ہے دھوکہ عوام کی آنکھوں میں وصول جھوٹکی جا رہی ہے۔ کاروباری مقاصد کیلئے کی جانے والی جدوجہد کو جہاد کا نام دیا جا رہا ہے۔ ماول نگاری اور افسانہ نگاری کی طرز پر جھوٹی نیبل اشوریوں اپنے رسالے میں شائع کرتے ہیں۔ قطعاً کوئی دشمن کی گولی لگ کر شہید نہیں ہوتا یہ دھوکہ دیتے ہیں۔ عطا اللہ نامی لڑکے کو دریا میں اٹھا کر لے گئے۔ اور سچ منہ ہار میں لے جا کر چھوڑ دیا اور لکھ دیا کہ نقریہ شہید ہوا مولانا عبد الرشید راشد کے بچے عبدالرؤف جانناز کو اس طرح مارا کہ وہ کتب پڑھتے ہوئے جا رہا تھا۔ انکی اپنی ایک چھوٹی سی توپ ہے۔ اس میں سے چھوٹا سا

گولہ نکلتا ہے۔ اس کے گتے ہی وہ دریا میں گر جاتا ہے۔ اس طرح مولانا عبدالرفیق سافنی کے بچے اور دیگر بچوں کو یہ مارتے رہے ہیں۔ سوال۔ اگر آپ کی بات صحیح بھی مان لیں تو ان بچوں کے قتل سے ان کو کیا فائدہ پہنچ رہا ہے۔

جواب۔ یہ وسائل گاڑیاں ایئر کنڈیشن دفاتر، دولت یہ سب انہی شہداء کے قتل کی قیمت ہی تو ہے جو انہوں عربوں اور پاکستان کے سادہ لوح ”الہدیتوں“ سے وصول کی ہے۔ یہی فائدہ ہے۔ بچوں کے قتل کا مسقط، بحرین، کویت اور دیگر بیرون ممالک ان کے بینک بیلنس موجود ہیں۔ حقیقت یہ تھی کہ احمد مسعود نامی انہی کے ایک لڑکے کی فائرنگ سے میرا بچہ شہید ہوا۔ اسے دو فائر کئے آپ بھی سمجھتے ہیں کہ اگر ایک فائر ہو تو اسے قتل خطا کہا جاتا ہے۔ لیکن دو فائر سے تو قتل خطا والی بات نہیں رہتی۔

سوال۔ آپ کو کس ذریعے سے پتہ لگا کہ آپ کا بیٹا احمد مسعود نامی لڑکے کی فائرنگ سے ہلاک ہوا ہے۔

جواب۔ بعد میں کہ الدعوة کے ہی کچھ افراد ان کے بڑے لیڈروں کے کروات دیکھ کر ان سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ ان میں معسر طیبہ کے امیر یا سین اثری اور معسکر اقصیٰ کے امیر محمد اشتیاق اور ایک دو اور افراد شامل تھے۔ انہوں نے مجھے حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ یہ لوگ وہیں ہوتے تھے جہاں میرا بیٹا شہید ہوا ہے۔ یہ ساری صورت حال سے واقف تھے۔ لیکن جب مجھے حقیقت حال کا علم ہوا تو میرے دل کو شدید دھچکا لگا میں نے پروفیسر سعید صاحب سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ کہنے لگے قاری صاحب وہ بچہ بڑا ننگ ہے جس کے ہاتھ سے بوا فائر ہو گیا۔ جو ضیاء اللہ حفیظ کو لگ گیا۔ وہ کہتا ہے مجھے نہیں پتہ کس طرح مجھ سے فائر ہو گیا۔

سوال۔ حافظ سعید صاحب نے آپ کے سامنے اس بات کا اعتراف کیا کہ ضیاء الحفیظ کیونست کی گولی سے نہیں مرکز الدعوة ہی کے کسی لڑکے کے فائر سے شہید ہوا جو غلطی سے

جل گیا تھا؟

جواب۔ ہاں بالکل پروفیسر (صاحب) نے اس بات کا اقرار کیا اور جس لڑکے سے گولی لگی اس کا نام بتایا۔ براہ مہرانی آپ اس طرح لکھیں جس طرح میں کہہ رہا ہوں۔ میں پوری ذمہ داری سے بات کہہ رہا ہوں۔ اگر قوم کا ایک بچہ بھی ظلم و بربریت سے بچ جاتا ہے۔ تو آپ کا بہت بڑا احسان ہوا گا۔

سوال۔ کیا ابتداء میں مرکز الدعوة والوں کو بھی واقعہ کا صحیح علم نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے انہوں نے مجلہ الدعوة میں حقیقت کے برعکس رپورٹ شائع کی؟

جواب۔ پتہ کیوں نہیں تھا۔ جناب سب پتہ تھا مجلہ الدعوة میں جان بوجھ کر جھوٹی رپورٹ بڑی مہارت سے بنا کر چھپائی گئی۔ یہ مجلہ الدعوة والوں کی عادت ہے۔ وہ عوام کو کیش کرنے کے لئے جھوٹے اور من گھڑت شہادتوں کے واقعات بالکل افسانوی انداز میں لکھ کر چھاپتا ہے۔ یہاں آپ مجلہ الدعوة میں چھپنے والی رپورٹوں کی صحت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ جب وہ ایک عالم دین کے بیٹے سے متعلق جھوٹی اور من گھڑت رپورٹ شائع کر سکتے ہیں تو عام اہلحدیث خاندان تو کیا حیثیت رکھتے ہیں۔

سوال۔ اس بات میں کہاں تک صداقت ہے کہ مرکز الدعوة نے آپ کو بطور دیت کچھ رقم ادا کر دی ہے؟

جواب۔ یہ جھوٹ ہے۔ انتہا کر دی ہے۔ چالبازی کی۔ انہوں نے چالیس ہزار روپے کا ڈرافٹ چھوا کر ہزاروں کی تعداد میں پنجاب اور کراچی میں بھی تقسیم کئے ہیں۔ مجھے بتائیں ایسا دنیا میں کونسا بینک ہے جو پیسے مجھے دے دے اور چیک ان کے حوالے کر دے۔ کتنا بڑا مذاق ہے۔ اس شخص کے ساتھ جس کا کلیجہ چھیدا گیا ہے۔ ضیاء الحفیظ کی والدہ اس غم میں پاگل ہو گئی ہے۔

سوال۔ الدعوة والوں کی شرعی عدالت میں بھی مسئلہ کو اٹھایا گیا۔

جواب۔ ایسی شرعی عدالت جسکے جج مفتی عبدالرحمن صاحب تھے جو ان کے اپنے آدمی تھے۔ جن کو میں قتل میں ملوث کہتا ہوں۔ ان کا کھانا نکال کر ان سے تنخواہ لے کر ان کے اسی کمروں میں بیٹھ کر فیصلہ کریں۔ ہم مقتولوں کا کہاں کا انصاف ہے؟ مفتی عبدالرحمن (صاحب) نے راولپنڈی میں یہ جھوٹ بولا کہ میں نے قاری عبدالحفیظ کو (پانچ لاکھ یا غائبانہ لاکھ کہا تھا) دس لاکھ روپے دیئے ہیں اسی طرح مرکز الدعوة کے ہی آدمی عبدالغفار اعوان (صاحب) نے میرے داماد کو کہا کہ اگر ہم نے اسے مارا ہے تو اس کی قیمت بھی ادا کر دی ہے۔

سوال۔ شرعی اصطلاح میں لفظ جہاد کن معنوں میں استعمال ہوتا ہے؟

جواب۔ جدوجہد کے معنوں میں کوشش کے معنی میں ہاتھ سے تلوار سے زبان سے قلم سے کی جانے والی ہر وہ کوشش جس کا مقصد اللہ کے دین کی سر بلندی ہو جہاد ہے۔ جہاد کے مفہوم کو ایک خاص مقصد کے تحت محدود کیا جا رہا ہے۔ وہ خاص مقصد دولت اکٹھی کرنا ہے۔ مرکز الدعوة اور اس کے لیڈر خود اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ کہ جو کچھ یہ کر رہے ہیں۔ جہاد و باد نہیں ہے بلکہ یہ ان کا کاروبار ہے اگر یہ جہاد کشمیر کو واقعی جہاد سمجھتے تو ان میں سے کسی کا بچہ ہاں شہید ہوا ہوتا کوئی زخمی ہوا ہوتا۔ لیکن اپنے بچوں کو بچا کر رکھتے ہیں۔ دوسروں کے بچوں کو مرداتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ خود اس کام میں مخلص نہیں ہیں وہ عوام اہلحدیث بڑی سادہ لوح ہے۔ انہوں نے گہرائی میں جا کر نہیں دیکھا کہ کیا ہو رہا ہے۔ کوئی لمبی داڑھی رکھ لے اور شلوار نخلوں سے اوپر کر لے بس اس پر اعتماد کر لیں گے۔ باقی خواہ وہ لڑکیاں بچتار ہے یا پوری جماعت کو بچ کر رکھا جائے اس کو کچھ نہیں کہیں گے۔

سوال۔ قرآن ہمیں کسی کی مخالفت میں حد سے آگے نکلنے سے منع کرتا ہے؟ آپ عوامی

اجتماعات میں ان کے خلاف بڑی سخت زبان استعمال کرتے ہیں۔ ایسا کیوں کرتے ہیں؟
جواب۔ میرے ساتھ ظلم ہوا ہے میرا حق ہے کہ جن لوگوں نے مجھ پر ظلم کیا ہے ان کے خلاف آواز بلند کروں یہ میرا حق ہے جو قرآن نے مجھے دیا ہے (ترجمہ) اللہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی کسی کو اعلانیہ بُرا کہے مگر وہ جو مظلوم ہوا۔ اگر میں عوامی اجتماعات میں اعلانیہ مخالفت کرتا ہوں تو میرا یہ عمل قرآن کے عین مطابق ہے..... ان لوگوں نے اپنی شلواریں پندلیوں تک لوگوں کو دکھانے کیلئے کی ہیں ان کے نزدیک بس سارا تقویٰ اسی میں ہے۔

(ماہنامہ صراط مستقیم (الہدیت) اکتوبر ۹۳ء کراچی)

مرکز ”الدعوة“ دہشت گردی کی علامت بن کر ابھھر رہا ہے

اغوا کی کارروائی۔ ”الہدیت جانناز فورس کے ترجمان نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ ۱۱ اکتوبر کی شب خالد جاوید علوی کی نگرانی میں ایک ٹیم لاہور گوجرانوالہ جی ٹی روڈ پر ماہنامہ صراط مستقیم اور الہدیت جانناز فورس کی چاکنگ کر رہی تھی کہ مرکز الدعوة والا شاد کی دو گاڑیاں ان کے قریب آ کر رکیں اور ان میں سے برآمد ہونے والے افراد خالد جاوید علوی اور جانناز کارکنان پر ٹوٹ پڑے۔ اور انھیں زبردستی اغوا کر کے مرکز طیبہ منگل ساہاں مرید کے میں واقع مارچریل لے گئے جہاں انھیں بدترین تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔

الہدیت جانناز فورس کے ترجمان کے مطابق ماہ اکتوبر کے صراط مستقیم میں مولانا اختر محمدی کی جہاد پالیسی منظر عام پر آنے کے بعد اس پالیسی کو جس طرح علماء الہدیت اور عوام الہدیت میں زبردست پذیرائی حاصل ہوئی ہے اس سے مرکز الدعوة والا شاد بوکھلا ہٹ کا شکار ہے کیونکہ ان کے پاس اپنی جہاد پالیسی کے دفاع کا کوئی مدلل اور موثر جواب نہیں

ہے۔ الہدیت جانناز فورس کے ترجمان کے مطابق یہ بات بھی کوئی غیر معمولی نہیں کہ جب کسی کے پاس اپنے موقف کے دفاع کے لئے دلائل نہ ہوں تو پھر وہ تشدد کے ذریعے اپنی بات صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ مرکز الدعوة والا شاد بھی اس وقت اسی کیفیت کا شکار ہے۔ کیونکہ الہدیت جانناز فورس کی جہاد پالیسی کے آئینے میں انھیں اپنے پلڑے میں سوائے وسائل اور توانائیوں کے ضیاع کے اور کچھ نظر نہیں آ رہا۔

الہدیت جانناز فورس کے ترجمان کے مطابق خالد جاوید علوی کو عرصہ دراز سے قتل کی دھمکیاں دی جا رہی تھیں۔ خالد جاوید علوی کا جرم یہ تھا کہ وہ مرکز الدعوة کے متعدد سرکردہ رہنماؤں کو مختلف موضوعات پر مباحثوں میں لا جواب کر دیتے تھے دلائل کے میدان میں شکست کے بعد تشدد کا راستہ اپنایا گیا یہاں تک انھیں واجب القتل قرار دیا گیا۔ چند ماہ پہلے مرکز الدعوة کے ہیڈ کوارٹر میں خالد علوی کے ساتھ انتہائی نامناسب رویہ اپنایا اور انھیں زبردستی مرکز الدعوة سے باہر نکال دیا اور اب اغوا جیسی شرمناک حرکت کا ارتکاب کیا۔ (مہینہ طور پر تشدد کرنے والوں میں ابوالنصر جاوید، شبیر احمد، ابو شعیب، عبدالرحمن نمایاں تھے) تشدد کے بعد زخمی حالت میں خالد جاوید علوی اور چار کارکنان کو جی ٹی روڈ پر چھوڑ دیا گیا۔ شدید زخمی حالت میں خالد علوی کو میوہ ہسپتال کے ایمر جنسی وارڈ میں داخل کر دیا گیا۔

الہدیت جانناز فورس کے ترجمان کے مطابق مرکز الدعوة والا شاد کی جانب سے اغوا اور تشدد کی کارروائی کا ایک افسوس ناک پہلو یہ بھی ہے کہ یہ کارروائی مرکز طیبہ میں موجود ایک اشغال والے کے بقول حافظ سعید صاحب نے پندرہویں کارکنان کا قافلہ بذات خود روانہ کیا۔ کہ انھیں ایک مرتبہ پکڑ کر یہاں لے آؤ۔

مذمت۔ دریں اثناء جماعت الہدیت پاکستان کے سرپرست حافظ عبدالقادر روپڑی نے اپنے اخباری بیان میں خالد جاوید علوی اور الہدیت جانناز فورس لاہور کے چار

کارکنان کے اغواء اور تشدد کی شدید مذمت کی ہے اور اسے انتہائی شرمناک قرار دیا۔ ۵ علاوہ ازیں متحدہ جمعیت اہلحدیث پاکستان کے امیر مولانا محمد حسین شیخوپوری۔ مرکزی جماعت اہلحدیث پاکستان کے امیر حافظ زبیر احمد ظہیر صاحب، جمعیت علماء اہلحدیث کے سربراہ قاضی عبدالقدیر خاموش صاحب مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے راہنما قاری عبدالحفیظ فیصل آبادی سمیت متعدد علماء اور اہم جماعتی شخصیات نے اغواء اور تشدد کی اس کاروائی کی شدید مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ جماعتی اختلاف میں تشدد کا رجحان پوری اہلحدیث جماعت کیلئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے ۵ اتفاق ہے اہلحدیث یوتھ فورس کے ایک کارکن کے ہاتھ میں موجود ماہنامہ ”صراط مستقیم“ اجتماع کے منتظمین کی نظر میں آگیا۔ یعنی شاہدین کے مطابق اجتماع کے منتظمین نے ”صراط مستقیم“ کا وہ شمارہ یوتھ فورس کے کارکن کے ہاتھ سے چھینا اور آیات و احادیث کی بے حرمتی کا خیال کئے بغیر اسے پرزہ پرزہ کر کے زمین پر پھینک دیا اور ساتھ ہی ساتھ فورس کے کارکن کی خاصی مرمت بھی کی ۵ ایک اور مصدقہ فسوس ناک رپورٹ یہ بھی ہے کہ مرکزی جمعیت اہلحدیث کے ناظم و فتر الدعوة کے تربیتی اجتماع میں ”ہفت روزہ اہلحدیث“ مفت تقسیم کر رہے تھے کہ الدعوة کے منتظمین نے نہ صرف ان سے وہ شمارے چھین لئے بلکہ انھیں زد و کوب بھی کیا ۵ ماہنامہ صراط مستقیم مرکز الدعوة والا ارشاد کے ذمہ داران کو انتہائی مخلصانہ مشورہ دیتا ہے کہ خدارا آپ اہلحدیث عوام اور اہلحدیث جماعتوں کے لئے اپنائی گئی اپنی پالیسی پر نظر ثانی کریں۔ ہر کسی کو اصولی اختلاف کا حق دیں۔ اپنی دعوت کی سچائی اور دلائل کے ذریعے لوگوں کے دل و دماغ کو مسخر کرنے کی جدوجہد کرنا ہر ایک کا حق ہے اسے استعمال کرنا چاہیے لیکن تشدد کے ذریعے اہلحدیث جماعت یا اہلحدیث عوام پر تسلط قائم کرنے کی کوشش کرنا کسی بھی طرح مناسب نہیں ہے۔ ۱۸ ستمبر کو لاہور میں ممتاز عالم دین قاری عبدالحفیظ فیصل آبادی پر قاتلانہ

حملہ، جامع مسجد اہلحدیث کورٹ روڈ کراچی میں ایک اہلحدیث نوجوان کا تشدد کر کے قتل اور اب اہلحدیث جاننا ز فورس کے کارکنوں کے اغواء اور تشدد سے مرکز الدعوة اہلحدیثوں میں دہشت گردی کی علامت بن کر ابھر رہا ہے۔

۵۔ ماہنامہ صراط مستقیم کو مرکز الدعوة والدعوة والا ارشاد کے خلاف بہت سے خطوط اور تحریریں موصول ہوتی رہی ہیں۔ جن میں سے بعض کے ساتھ اپنے موقف کو صحیح ثابت کرنے کیلئے دستاویزی ثبوت بھی تھے لیکن تا حال قارئین جانتے ہیں کہ ایسی کوئی تحریر شائع نہیں کی گئی۔ (ماہنامہ صراط مستقیم (اہلحدیث) نومبر ۹۴ء کراچی)

رسالہ ”اہلحدیث“ بنام ”دعوت و ارشاد“

”مرید کے : میں دعوت و ارشاد کے ساتویں سالانہ اجتماع کے موقع پر جمعیت ”اہلحدیث“ کے ترجمان ہفت روزہ ”اہلحدیث“ لاہور نے لکھا ہے کہ ۵ اب جبکہ اجتماع کے نام پر ایک اور موقع پیدا کیا گیا ہے جماعت میں انتشار کو مستحکم کرنے کا ۵ اور موحدین کو کافر و مشرک بنانے کا ۵..... جہاد کے نام پر اہلحدیث عوام کو درغلانے کا اور کشمیری مجاہدین کے خلاف لڑانے کا ۵..... صرف یہی نہیں بلکہ مدیر ”الدعوة“ امیر حمزہ (جن کے بیان کردہ شہید زندہ گھروں کو آجاتے ہیں۔) نے ”عربستان سے نورستان تک“ نامی کتاب میں شیخ جمیل الرحمن کے متعلق لکھا سلفیت کے روپ میں سلفیت کا بھیا نک دشمن“

سوال یہ ہے کہ حافظ میر محمدی صاحب سے وہ کیا ”کفر بواح“ ہوا ہے کہ حافظ سعید اینڈ کمپنی نے ان کی ”شرعی امارت“ چھوڑی ہے؟ اور خود کو امیر لکھنے لگے ہیں میر محمدی اب بھی امیر ہیں پھر حضرت حافظ سعید بتائیں گے؟ کہ ایک امیر کے ہوتے ہوئے امیر بننے والے کیلئے شرعی حکم کیا ہے؟ کیا امیر کے ہوتے ہوئے دوسرا امیر بننے والا امیر واجب القتل نہیں؟ (ہفت روزہ ۹۴ء/۲۱/۱۰ اہلحدیث لاہور)

لحجہ و فکر یہ نام نہاد ”الدعوہ والا ارشاد کے مرکز طیبہ“ (مرید کے) کے متعلق انہی کے ہم مسلک رسالہ الہمدیث ”لاہور“ صراط مستقیم“ کراچی کے انکشافات حکومت و برادران وطن کیلئے لکھ کر یہ ہے۔

تحقیق الہمدیث - یہ وہ کتاب ہے جو غیر مقلدین سے صرف ایک سوال پر کتاب بن گئی۔ نام نہاد الہمدیثوں کا یہ عام دھیرہ ہے۔ کہ اپنی بد عقیدگی و گمراہی کی پردہ پوشی کیلئے اہل سنت کے امور خیر کو بے دھڑک و بدعت قرار دیتے ہیں۔ اور بات بات پر مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ اس کام کا ثبوت کیا ہے۔ حدیث میں کہاں آیا ہے۔ دور رسالت میں ایسا نہیں ہوا۔ غیر مقلدین کے ان غیر معقول و بے اصول اعتراضات پر ان سے صرف ایک سوال کیا گیا تھا۔ کہ اہلسنت سے ہر مباح و مستحب کی دلیل و حدیث کا مطالبہ کرنے والو۔ پہلے اپنے نام و بنیاد کی دلیل تو دو۔ اور بطور جماعت ”حدیث سے اپنا الہمدیث ہونا ثابت کرو“ نام نہاد ”الہمدیث“ حدیث سے اپنے نام کا ثبوت تو نہ دے سکے اور ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے۔ اپنے ہی جال میں چھٹے چلے گئے۔ زیر نظر کتاب ”تحقیق الہمدیث“ میں اس تمام صورت حال کی تفصیل و اس کا محاسبہ کیا گیا ہے۔ اور وہابیوں کے عقائد باطلہ ان کی تاریخ و انگریز دوستی اور بالخصوص ”بدعات الہمدیث“ کی خوب نقاب کشائی کی گئی ہے۔ جس کے باعث یہ کتاب بہت سے مسائل و جوابات و حوالہ جات کا خزینہ ذخیرہ بن گئی ہے۔ اور اس وقت اس کا تیسرا خوبصورت ایڈیشن پیش خدمت ہے۔ جو اصحاب تحقیق و اہل علم و انصاف و مناظرین اہلسنت کیلئے بہت کام کی چیز اور اپنی نوعیت کی بہت اہم پیش کش ہے۔

تقسیم کار سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ 150/A قائد اعظم مارکیٹ ڈجکوٹ روڈ

فیصل آباد

واحد تقسیم کار

سنی دارالاشاعت

و جکوت روڈ، فیصل آباد